تعلموا النحو فإنه جمال للوضيع وتركه هجنة للشريف

موسوعه قواعد النحو

تبصیر

اردو شرح

نحو میرؒ



سردار احمد حسن سعیدی

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

نظامیہ کتاب گھر لاہور

تعلموا النحو فانه جمال للوضيع وتركه هجنة للشريف



سردار احمد حسن سعیدی
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

نظامیہ کتاب گھر
سنٹر 40-اردو بازار لاہور
0301 4377868

نام کتاب	....	تعمیر شرح نحو میر
مصنف	....	سردار احمد حسن سعیدی
نظر ثانی	....	مولانا خادم حسین رضوی، مولانا نور زمان چشتی
پروف ریڈنگ	....	مولانا محمد طیب، مولانا محمد نوید، مولانا اظہر اقبال ملک سید جاوید احمد شاہ
کمپوزنگ وڈیزائننگ	....	محمد شاہد خاقان ہزاروی
		اقراء پرنٹرز مرکر روڈ راولپنڈی 0321-5841622
ناشر	....	نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر، 40 اردو بازار لاہور
طباعت	....	ستمبر 2009ء، شوال المکرم 1430ھ
قیمت	....	[redacted] روپے

ملنے کے پتے:

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور، 042-37226193 0321-8226193

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 042-37634478 0300-6346344

احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی،

اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی

مکتبہ احمد رضا، کری روڈ راولپنڈی

رضا بک شاپ، شاہ حسین روڈ گجرات

مکتبہ جنید یہ اینڈ اسلامک کیسٹ، سیڈیز، جمرود روڈ کارخانو مارکیٹ پشاور

مولانا محمد اکرام اللہ بٹ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 0300-6216350

مولانا ہارون عباس راولپنڈی، 0322-5075704

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو

معروف تابعی **حضرت ابوالاسود دُئلی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

جنہوں نے علم نحو کی بنیاد رکھی اور اسلام کے ابتدائی دور میں اس علم کے قواعد وضوابط کو مرتب کر کے تمام امت پر بالعموم اور عجمی مسلمانوں پر بالخصوص احسان عظیم فرمایا۔

یہ انہی کے احسان کا نتیجہ ہے کہ ہمیں آج قرآن وحدیث اور عربی زبان کو پڑھنے اور سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

سردار احمد حسن سعیدی

فاضل جامعہ نظامیہ لاہور

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر



کلماتِ آغاز

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین محمد بن عبداللہ خاتم النبیین وقائد الغر المحجلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

علوم عربیہ میں علم نحو کو منفرد مقام حاصل ہے اس کی اہمیت، ضرورت اور افادیت مسلمہ ہے قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ کی صحیح فہم اس علم کے بغیر ممکن نہیں، اسی ضرورت کے پیش نظر مدارس اسلامیہ میں علم نحو کی تعلیم کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے علم نحو کی چند اہم ترین کتب مدارس اسلامیہ کے نصاب میں شامل ہیں انہیں کتب میں سے ایک اہم کتاب "نحو میر" بھی ہے یہ مبتدی طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے اور انتہائی مفید ہے۔

نحو میر کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کئی علماء نحو نے اس پر شروحات اور حواشی لکھے ہیں جن کو اہل علم کے ہاں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں، زمانہ بدلتا ہے، حالات نئی کروٹ لیتے ہیں تو ہر چیز کی طرح تعلیم، تدریس اور تحریر میں بھی جدت اور نیاپن آتا ہے "تسہیر شرح نحو میر" کو مرتب کرتے ہوئے میں نے بھرپور کوشش کی ہے کہ یہ کتاب موجودہ اور آنے والے دور میں طلبہ کی ضرورت کو پورا کرے، ان کے ذوق علمی میں اضافے کا سبب بنے اور بالخصوص اساتذہ کرام کو نیا انداز فکر دے، مجھے پوری امید ہے کہ "تسہیر شرح نحو میر" طلبہ، طالبات اور تمام قارئین کیلئے انتہائی مفید کتاب ثابت ہوگی۔۔۔۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ پروردگار عالم میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور قارئین کو اس کے ذریعے خوب نفع پہنچائے۔ (آمین)

میں اپنے ان تمام احباب کا از حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں میرے ساتھ تعاون کیا اور ان بزرگوں کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے مجھے حوصلہ افزائی سے نوازا۔ علاوہ ازیں مولانا شاہد خاقان فاضل جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ اس کتاب کی کمپوزنگ وڈیزائننگ کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اپنے والدین اور تمام اساتذہ کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں اپنی خاص رحمتیں، نعمتیں اور عظمتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

سردار احمد حسن سعیدی

۱۷ جولائی ۲۰۰۷ء یکم رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

بن دیکھے ایمان لانے اور بغیر جانچے تصدیق کرنے کو ہی "ایمان بالغیب" کہا جاتا ہے اور جو مزہ بن دیکھے صاد کرنے میں ہے وہ پرکھنے کے بعد تسلیم کرنے والوں کو حاصل نہیں ہوتا، راقم الحروف یہ سطور لکھنے میں ایسی ہی غیر حسی لذت سے بہرہ مند ہو رہا ہے اور تصدیق وتائید کی ایسی تحریر صفحہ قرطاس پر لا رہا ہے جو اسے صدیوں بعد بھی زندگی کی نوید دلاتی رہے گی۔

"علم وفن" رب ذوالجلال کے بے کراں انعامات میں سے خاص انعام ہیں جو اس نے اشرف المخلوقات انسان کو عطا فرمائے ہیں، دینی ودنیوی علوم وفنون کا ایک وسیع میدان ہے جس کا احاطہ ناممکن ہے ہر علم وفن میں ترقی وعروج کے مواقع میسر ہیں اور "فوق کل ذی علم علیم" کے مصداق ہر طرف موجود ہیں، قدیم علوم وفنون میں سے بعض ایسے فن ہیں جو آج نئی کیفیتوں سے متکیف اور نئے قالبوں میں مقبول ہو چکے ہیں اور اپنی قدیم شکل وصورت سے ہم آہنگ نہ ہونے اور غیر مفید ہونے کی وجہ سے متروک ہو چکے ہیں، تاہم "نحو" ایسا فن ہے جس کی ضرورت واہمیت اور ملاحت میں کچھ فرق نہ آیا بلکہ فزوں تر ہو رہا ہے اس عظیم فن کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کیلئے بے شمار کوششیں کی گئیں۔ جو بار آور ثابت ہو رہی ہیں مگر بایں ہمہ اس کی قدیم ہیئت ترکیبی سے کسی کو مفر نہیں اس کی بڑی وجہ کلام الٰہی قرآن مجید فرقان حمید اور رسول اللہ ﷺ کے لبوں سے جھڑے علم وحکمت کے موتی "ذخائر احادیث" کا وجود مسعود ہے، ان خزائن علم وحکمت کو سمجھنے اور ان گوہر ہائے مراد سے فیض یاب ہونے کیلئے "علم نحو" اساسی حیثیت رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ دینی علوم وفنون کی درس گاہوں میں علم نحو کی تعلیم وتدریس مبتدی طلباء کو شروع سے ہی کرائی جاتی ہے جو مسلسل پانچ یا چھ سال تک جاری رہتی ہے موجودہ نصاب تعلیم جو کسی حد تک سکڑ چکا ہے اس میں بھی مسلسل پانچ سال تک علم نحو پڑھایا جاتا ہے بلکہ دو سال مزید علم معانی کے ضمن میں اس کی تعلیم وتربیت جاری رہتی ہے بزرگ اساتذۂ کرام کی زبان حق ترجمان سے اکثر سنا ہے کہ جس طالبعلم کی بنیاد مضبوط ہو وہ اگلے درجات میں بعض اسباق (درسی کتب) نہ بھی پڑھ سکے تو بھی عملی زندگی میں اسے ایسی کتب وفنون کے حل کرنے میں کوئی وقت نہیں ہوتی "صرف ونحو" انہی اساسی علوم میں شامل ہیں جن سے طالب علم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔

مرورِ زمانہ اچھی اور خوبصورت چیزوں کے حسن کو ماند کر دینے کا باعث ہوتا ہے مگر کچھ چیزیں مرورِ زمانہ کے بے رحم تھپیڑوں میں بھی نہ صرف اپنا حسن برقرار رکھتی ہیں بلکہ ان میں مزید نکھار آ جاتا

ہے، تصنیفات کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے، بہت ساری تصنیفات اپنے زمانہ تصنیف میں شہرت کے اعلیٰ مدراج پر فائز ہو گئیں مگر بعد کے ادوار میں نئی تصنیفات نے ان کی جگہ لے لی اور "کل جدید لذیذ" کے مصداق سابقہ تصنیفات کہولت اور شیخوخت کے مراحل سے گزریں اور آخر نسیاً منسیا کا کفن لپیٹ کر صرف لائبریریوں کی زینت بن گئیں، مگر کچھ تصنیفات اپنے آفاقی نظام تالیف اور حسن ترتیب کے اس اعزاز سے بہرہ مند ہوتی ہیں کہ ہر زمانہ میں ان کی مقبولیت کا گراف بلند ہوتا رہتا ہے، علامہ میر سید شریف جرجانی کی "نحو میر" بھی اسی نوع کی ان عظیم تصنیفات میں شامل ہے جس کا گراف ہر زمانے میں بلند ہوتا رہا ہے۔

فارسی زبان اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود برصغیر میں محدود بلکہ معدوم ہو رہی ہے مگر "نحو میر" جیسی فنی کتب کی وجہ سے ادب فارسی میں بھی حیات و نمو کی رمق باقی ہے۔

نحو میر کا شمار "میر سید" کی زمانہ طالبعلمی کی تصنیفات میں کیا جاتا ہے اپنے انداز و اسلوب اور مربوط کلام و قواعد کی بناء پر روز اول سے مبتدی طلباء کیلئے نصابی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے، جدید دور کے تصنیفی و تالیفی تقاضوں اور نصابی کتب کے انداز ترتیب میں بیسیوں تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں مگر بایں ہمہ "نحو میر" اپنا سکہ منوا چکی ہے ہر دور میں شارحین اور حاشیہ و خلاصہ نگاران نے طلباء و مدرسین کے ذوق طبع کی تسکین کیلئے نحو میر کی مختصر مگر جامع عبارات میں چھپے مضامین کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اسی طرح سینکڑوں حواشی و شروحات منظر عام پر آئیں اور طلبہ و اساتذہ سے داد و تحسین پائی مگر اس پذیرائی کے باوصف وہ شروحات بھی بعد کے زمانے کی ضروریات اور طلباء کی استعداد و ذوق سے موافقت سے عاری رہیں۔ عصر حاضر جو کہ تصنیف و تالیف، تحقیق و تخریج اور طباعت کے نت نئے اسالیب کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے، وقت کی رفتار انتہائی تیز ہو چکی ہے، بے ہنگم مصروفیات کا ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہو چکا ہے کہ ہر شخص تھوڑے وقت میں بہت کچھ سیکھنا اور بننا چاہتا ہے درس نظامی کا نصاب تعلیم جو کسی دور میں پندرہ تا بیس سال پر محیط ہوا کرتا تھا آج سمٹ کر 8 یا 9 سال میں محدود ہو گیا ہے اس میں مزید تخفیفات اور تسہیل کے پے در پے مطالبات ہو رہے ہیں، ایسے وقت میں "نحو میر" کی ایسی توضیح و تشریح کی انتہائی ضرورت تھی جس میں قدیم و جدید کا امتزاج بھی ہو اور طلباء کی استعداد و ذوق طبع کا بھر پور لحاظ بھی، اسی ضرورت کے پیش نظر جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے کہنہ مشق مدرس حضرت مولانا سردار احمد حسن سعیدی مدظلہ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوصف "نحو میر" کی تفہیم کیلئے ایک معیاری اور موجودہ دور کے طباعتی و تصنیفی تقاضوں سے ہم آہنگ شرح تصنیف فرمائی ہے۔

مولانا سردار احمد حسن سعیدی جوان عزم اور جہاں دیدہ مدرس ہیں اپنی افتادِ طبع کے اعتبار سے حریتِ فکر وعمل کے خوگر ہیں مگر اس کے باوجود تدریس و تنظیم کے کٹھن مراحل کو بطریق احسن انجام دے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی فضاؤں میں پروان چڑھنے والے اُن چند یگانہ روزگار نوجوان علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے جن پر جامعہ نظامیہ کے اساتذہ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں، زمانہ طالبعلمی سے ہی مطالعہ کا ذوق انہیں لائبریری کی طرف کھینچ لایا، اپنی عملی زندگی کا آغاز جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مرکزی کتب خانہ میں بطور "چیف لائبریرین" کے کیا اور ساتھ ہی "رضا فاؤنڈیشن" کے شعبہ تحقیق و تخریج کے اولین ٹیم کے ارکان میں شامل رہے۔ فتاویٰ رضویہ (جدید) کی ابتدائی جلدوں میں آپ کی کاوش قارئین کیلئے سیرابی کا باعث ہیں۔

1995ء میں راقم الحروف کی درخواست پر محسنِ ملت حضرت مفتی اعظم علامہ عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں تدریسی خدمات انجام دینے کی ڈیوٹی سونپی حضرت موصوف نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی انتظامی و تدریسی صلاحیتوں اور بصیرت افروزی کا لوہا منوایا ہے۔

1997ء میں "تحقیق مسائل قربانی" کے نام سے ایک مختصر مگر جامع تصنیف فرمائی۔

1999ء میں "فقہ حنفی اور حدیث رسول" علیہ السلام تصنیف فرمائی جو تنظیم المدارس کے نصاب تعلیم میں شامل ہے اور طلباء و طالبات واساتذہ سے مقبولیت کی سند حاصل کر چکی ہے "تعبیر شرح نحو میر" آپ کا عظیم شاہکار ہے امید ہے کہ اس تصنیف کو بھی سابقہ تصنیفات سے بڑھ کر نسبتاً جلد مقبولیت عامہ کا اعزاز حاصل ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل حضرت مولانا سردار احمد حسن سعیدی کو اپنے اکابر واسلاف کا بہترین نمونہ بنائے اور ان کے علمی فیضان کا حقیقی جانشین بنتے ہوئے مزید محنت وسعی کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین............

خادم التدریس حافظ محمد اسحاق ظفر

مرکز دین و فنون وعلوم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

۷ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ بتاریخ ۲۲ جون ۲۰۰۷ء

تقریظ

حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن
صدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان
چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان، مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی

مولانا سردار احمد حسن سعیدی زید مجدہم ایک جواں عمر اور جواں عزم فاضل مدرس ہیں، ان کے مزاج میں تجسس ہے ہر چیز کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی خواہش، اسی طبعی اور فطری خصلت کی بناء پر وہ حالات حاضرہ کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں، مطالعہ کے رسیا ہیں، مزاج میں اختراع ہے، تنوع ہے، انداز تدریس میں تقلید جامد کے بجائے اختراع (Innovation) تجدد اور نئے انداز اپنانے اور تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نحو میر، علم نحو میں ہمارے درس نظامی کی اولین کتاب ہے، جو فارسی میں ہے، آج کل فارسی کا ذوق کم ہو گیا ہے، حالانکہ ہمارے علمی وادبی سرمائے سے کماحقہ استفادے کے لئے فارسی زبان سے آگہی بلکہ علمی فارسی (Classical) پر عبور ضروری ہے۔ اس کمی پر قابو پانے اور نحو میر کی اہمیت کے پیش نظر ہمارے کئی فاضل مدرسین نے نحو میر کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے اور شرحیں بھی لکھی ہیں۔ مولانا سردار احمد حسن سعیدی نے بھی حال ہی میں "تفہیم شرح نحو میر" کے نام سے یہ خدمت انجام دی ہے، نقش آخریں بھی نقوش اول کے مقابلے میں زیادہ کامل اور جامع ہوا کرتا ہے لیکن مولانا محترم کی کاوش اس ضمن میں منفرد (Unique) اور ممتاز ہے، میری دانست اس کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱) فارسی متن (Persian Text) بِمن وعَن درج کر کے اس کے نیچے اردو ترجمہ دیدیا ہے، جس میں متن کی مکمل رعایت بھی ہے، سلاست وروانی بھی ہے، بامحاورہ اور عام فہم بھی ہے۔

۲) ہر موضوع کو وسعت دیتے ہوئے، اس کے متعلق اضافی مواد (Additional Matter) بھی فراہم کر دیا ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ مبتدی اور متوسط طلبہ یکساں طور پر مستفید ہونگے بلکہ آنے والے دور میں اس فن کے متوسطات اور منتہی کتابوں کی فہم ان کے لئے سہل ہو جائے گی اور زیادہ گہرائی اور گیرائی (Depth & Overall Command) کے ساتھ ان کتابوں کو سمجھ پائیں گے۔

۳) ہمارے ہاں بدقسمتی سے طرز تدریس میں ایک جمود چلا آ رہا ہے، ہر فن کی ہر سطح کی کتب میں وہی لگی بندھی روایتی مثالیں (Examples) دی جاتی ہیں اور شواہد (Evidences) کا تو رواج ہی نہیں ہے، اس کا منطقی اور لازمی نتیجہ یہ ہے کہ طالب علم کتاب کو رٹ تو لیتا ہے لیکن اس میں

اطلاقی ملکہ (Expertise of Application) پیدا نہیں ہوتا۔ مولانا محترم نے اس عام روش سے ہٹ کر مثالیں دی ہیں اور قرآن سے شواہد بھی پیش کئے ہیں، مجھے امید ہے اس سے طلبہ میں "اطلاقی ملکہ" پیدا ہوگا، قرآن وحدیث کی فہم میں مدد ملے گی اور اگر اساتذہ طالب علم کو شوق دلائیں کہ وہ قرآن وحدیث سے ہر موضوع پر مزید مثالیں تلاش کرے اور لکھ کر لائے تو یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔ یہ طرز تدریس پر ہمیں جو جمود، تقلید جامد اور سہل پسندی کا طعن کیا جاتا ہے، رفع ہو جائے گا، ساتھ ساتھ طلبہ میں تخلیقی واختراعی مزاج بھی پیدا ہوگا۔

۴) اگرچہ ہمارے نظام تدریس میں "ترکیب نحوی" کا سلسلہ نحو میر سے اگلے مرحلے پر "شرح ملۂ عامل" سے شروع ہوتا ہے، لیکن مولانا محترم نے اپنی کتاب میں بعض مقامات پر مختصر ترکیب لکھ کر طلبہ کی ذہن سازی کی ہے، جو آئندہ مراحل میں ان کے لئے مفید تر ثابت ہوگی۔

۵) کتاب کے آخر میں تدوین علم نحو اور بعض معروف ائمہ نحو کے مختصر تعارف پر مشتمل ایک مقالہ ہے، جس نے کتاب کو یکساں طور پر اساتذۂ کرام، طلبہ اور عام قاری کے لئے زیادہ نفع بخش وفیض رساں بنادیا ہے۔

میں اپنی مصروفیات کی بناء پر کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر سکا، سرسری مطالعے سے اس کتاب کی جو خصوصیات اور محاسن مجھے نظر آئے، اسے نذر قارئین کر دیا ہے۔ کتاب کا زیادہ بہتر تجزیہ ہمارے ماہر مدرسین کر سکیں گے، مجھے امید ہے ان کی رائے سے اسے اگلی اشاعت میں مزید بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ اگر اساتذۂ کرام نے حوصلہ افزائی فرمائی تو پھر قوی امید ہے کہ مولانا سردار احمد حسن سعیدی تصنیف وتالیف کے سلسلے کو مزید آگے بڑھائیں گے، جو ہماری شدید ضرورت ہے۔

میری مخلصانہ دعا ہے اللہ عزوجل سبحانہ وتعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل مولانا محترم کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے مصنف، ان کے والدین اور اساتذۂ کرام کے لئے صدقہ جاریہ فرمائے اور اسے طلبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ فیض رساں اور اساتذہ کی جانب سے "تلقی بالقبول" عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوات والتسلیمات

مفتی منیب الرحمٰن

(14 جون 2007ء)

تقریظ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی

مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور

ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

محترم مولانا محمد سردار احمد حسن سعیدی صاحب مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی نوجوان فضلاء میں ایک ممتاز علمی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں، مولانا موصوف نہ صرف ابھرتے ہوئے صاحب قلم ہیں بلکہ منصب تدریس پر فائز رہتے ہوئے ابلاغ علم کو صرف مخاطب تلامذہ تک محدود کرنے کی فکر کے حامل نہیں بلکہ فیضان علم کو چہار سو پھیلانے کے جذبہ سے معمور بھی ہیں چنانچہ اسی جذبہ کے تحت درس نظامی کے بنیادی فن علم نحو کی ایک انتہائی اہم اور اساسی کتاب نحومیر کو نہ صرف اردو زبان میں ڈھالا ہے بلکہ تشریحی انداز میں ایک بہترین شرح کا اضافہ بھی کیا ہے۔

زیر نظر کتاب ''**تبصیر شرح نحومیر**'' کو دیکھنے کا موقع ملا اور جسے دیکھ اور پڑھ کر انتہائی دلی مسرت ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ اہل سنت وجماعت کے طبقہ میں بھی نہایت فاضل، ذی استعداد اور فہیم وذکی نوجوان موجود ہیں جو تحقیق کے میدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے ارباب علم سے خراج تحسین حاصل کر رہے ہیں۔

نحومیر اگرچہ فارسی زبان کی ابتدائی کتاب شمار کی جاتی ہے لیکن اپنے اختصار اور جامعیت کی بناء پر اہل علم کے ہاں پسندیدہ نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے، مولانا موصوف نے کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے اگرچہ ترتیب وتدوین میں مؤلف کتاب ہی کا اسلوب اختیار کیا ہے لیکن تشریح میں اپنا جداگانہ اور منفرد انداز تشریح اپنایا ہے جس بناء پر اس ترجمہ اور دیگر موجود تراجم میں امتیازی اور نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ مثلاً

تشریح میں بے جا تصنع اور لفاظیت سے اجتناب کرتے ہوئے زیر بحث فصل کے مندرجات کو انتہائی اختصار سے یکجا کر دیا ہے۔

بعض مقامات پر عربی جملوں کی ترکیب کو بالفعل کر کے دکھایا تا کہ قاری ء کتاب کو دیگر عربی جملوں کی ترکیب کے طریق سے آگاہی حاصل ہو جائے اور جہاں کہیں ترکیب کرنی پڑ جائے تو کسی

وقت اور دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کتاب کی تشریح اس انداز سے کی ہے کہ جہاں طلباء کو کتاب سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم ہوا ہے وہاں اساتذہ کرام کے مطالعہ اور مزید توضیح کیلئے بنیادی مواد بھی مہیا کیا گیا ہے۔

طلباء کے علمی استعداد کے پس منظر اور مبتدی ہونے کے پیش نظر نحوی قیل وقال کی طویل بحثوں سے صرف نظر کیا ہے جو ایک مستحسن قدم ہے ورنہ اسی طریق کو اختیار کرنے کی بناء پر اصل قواعد وضوابط اور مسائل تو نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں مبتدی کا ذہن تشکیک کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔

صرف مقصودی اور ضروری امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے موضوع کے مطابق معلومات کو یکجا کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔

کتاب کے آخر میں تدوین علم نحو کی مختصر تاریخ، علم نحو کے معتبر ائمہ کرام کا اجمالی تعارف اور اس فن میں ان کی گراں قدر خدمات کا خاکہ پیش کر کے اس فن کی اہمیت وعظمت کو اجاگر کیا ہے۔

تین سو صفحات سے زائد یہ کتاب اپنی خوبیوں اور معلوماتی فوائد کی بناء پر اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کو تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے مدارس وجامعات میں بطور معاون کتاب کے شامل نصاب کیا جانا چاہئے۔

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی
11 جون 2007ء

تقریظ

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
9 جولائی 2007ء بمطابق 23 جمادی الثانیہ 1428ھ

عزیزم سردار احمد حسن سعیدی صاحب جامعہ نظامیہ لاہور کے فاضل ہیں، تعلیم مکمل کرنے کے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کے حکم سے جامعہ نظامیہ میں ہی شعبہ تحقیق سے منسلک ہوگئے اس کے ساتھ ساتھ جامعہ نظامیہ رضویہ کی مرکزی لائبریری میں چیف لائبریرین کی حیثیت سے بھی اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے، میری ہی ترغیب پر تدریس کی طرف آئے، مولانا سردار احمد حسن سعیدی تدریسی، انتظامی اور تحریری صلاحیتوں سے مالا مال ہیں اس سے قبل چند کتب تحریر کر چکے ہیں۔ "تفہیم شرح نحو میر" آپ کی بالکل نئی تصنیف ہے نحو میر علم نحو کی ایک اہم کتاب سمجھی جاتی ہے، مدارس اسلامیہ میں مبتدی طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔ نحو میر پر اب تک کئی شروحات اور حواشی لکھے جا چکے ہیں۔ تاہم عرصہ دراز سے ایک ایسی شرح کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو نفع بخش لیکن روایتی انداز سے ذرا ہٹ کر ہو، جس میں اعتراضات، جوابات کے بجائے علم نحو کے قواعد اور اصول کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہو جس میں جدت ہو، مثالوں میں انفرادیت ہو اور وہ نئے دور کے طلبہ کے لئے زیادہ کارآمد ہو۔

الحمدللہ! مولانا سردار احمد حسن سعیدی نے اس ضرورت کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، "تفہیم شرح نحو میر" کے آنے سے میں اس لئے بھی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ عزیزم سردار احمد حسن سعیدی نے نحو کی اکثر کتب مجھ سے ہی پڑھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

تقریظ

حضرت علامہ محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی
ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاضل نوجوان مولانا سردار احمد حسن سعیدی سلمہ اللہ تعالیٰ، مایہ ناز مدرس اور میدانِ تحقیق کے ابھرتے ہوئے شہسوار ہیں مولانا موصوف میرے دیرینہ دوست اور سینئر ساتھی بھی ہیں کہ انہوں نے ابتدا سے دورہ حدیث شریف تک مکمل تعلیم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں حاصل کی۔ دورانِ تعلیم ہی ان کا مزاج جدت پسندی اور تحقیق کی طرف مائل تھا جب بھی دوستوں کے درمیان کسی مسئلہ پر بحث ہوتی تو موصوف فوراً اس کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتے اور تحقیقی جواب پیش کرتے۔

آپ کے اسی ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی سرپرستی میں فتاویٰ رضویہ کی تحقیق وتخریج کا کام اور ہزاروں کتب پر مشتمل لائبریری کا نظام آپ کو سونپ دیا جس کی بدولت تحقیق کی دنیا میں موصوف کا ذوق بڑھتا گیا اور ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے قربانی کے مسائل پر "حقیقتِ قربانی" کے عنوان سے تحقیقی کتاب تصنیف کی، جو بے حد مقبول ہوئی اور عوام وخواص نے اس کتاب کو بے حد سراہا۔

کچھ عرصہ بعد ایک اور تحقیقی شاہکار "فقہ حنفی اور حدیث رسول" کے عنوان سے فقہی مسائل کے ماخذ احادیث رسول کے ساتھ عوام وخواص کیلئے بہترین تحقیقی تحفہ منظر عام پر لائے اور آپ کی اس کاوش کو عوام الناس، دینی طبقہ، طلباء وطالبات اور علماء نے بہت پسند کیا اور اس کتاب کو تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کی نصابی کمیٹی نے طالبات کے نصاب میں شامل کرلیا۔

اس وقت فاضل نوجوان کی بہترین کاوش نحومیر کی شرح بنام "تمہیر شرح نحومیر" (جو آپ کے ہاتھ میں ہے) اس کو ایک نظر دیکھا اس کتاب کے فارسی متن کا جدید انداز میں سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ آسان انداز میں ہر سبق کی جامع تشریح کرتے ہوئے وسیع نحوی معلومات یکجا کردی گئیں ہیں اور تمام مقامات پر جدید امثلہ بیان کر کے مختصر ترکیب بھی کردی گئی ہے تاکہ طلباء آسانی کے ساتھ سبق کو ضبط کرسکیں اور تدوین علم نحو اور بعض ائمہ نحو کے تعارفی مقالہ سے بھی کتاب کو مزین کردیا گیا ہے، اللہ کریم نبی رؤف رحیم کے طفیل اس کتاب کو طلباء کیلئے نفع بخش بنائے اور فاضل نوجوان کی جدوجہد کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

عبد المصطفیٰ ہزاروی۔۔۔5 جولائی 2007ء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد واله اجمعين ☆ اما بعد بداں "ارشدک الله تعالی" کہ ایں مختصریست مضبوط در علم نحو کہ مبتدی را بعد حفظ مفردات لغت و معرفتِ اشتقاق و ضبط مہمات تصریف بآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب و بنا سواد خواندن توانائی دہد بِتَوْفِيْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَوْنِہٖ۔

اللہ نہایت مہربان بہت رحم کرنے والے کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں، اور اچھی آخرت متقین کیلئے ہے، درود وسلام محمد ﷺ پر جو تمام مخلوق میں سے بہتر ہیں۔ اور آپ کی آل پر، تمام مومنین پر، حمد وصلوٰۃ کے بعد تو جان لے اللہ تعالی تجھے ہدایت عطا فرمائے، یہ مختصر کتاب ہے علم نحو میں مضبوط ہے جو ابتدائی طالب علم کو لغت کے مفردات کو یاد کرنے، اشتقاق کی پہچان اور علم صرف کی اہم باتوں کو یاد کر لینے کے بعد عربی ترکیب کی طرف آسانی کے ساتھ راہنمائی کرتی ہے اور جلد ہی اعراب وبنا کی معرفت اور پڑھنے کے ملکہ میں قوت دیتی ہے۔

حمد کا معنی ہے تعظیم کے طور پر زبان سے کسی کی خوبی بیان کرنا۔ عالمین سے مراد تمام کائنات ہے۔ صلوٰۃ کا معنی دعا آتا ہے یہاں صلوٰۃ سے مراد ہے حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پر درود بھیجنا۔ اما بعد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا کلام اس سے پہلے آنے والے کلام سے جدا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ نحو میر علم نحو کی ایک مفید کتاب ہے جس سے ابتدائی طلباء آسانی کے ساتھ استفادہ کر سکتے ہیں لیکن اس سے پہلے طلباء کو چاہئے کہ عربی زبان کے مفردات اچھی طرح یاد کر لیں ایک کلمہ سے دوسرا کلمہ بنانے کا طریقہ صحیح طور پر سمجھ لیں اور علم صرف کی اہم چیزیں اس کے اصول وقواعد، تعلیلات اچھی طرح یاد کر لیں تو پھر اس کتاب کو پڑھنے سے طالب علم کو عربی ترکیب اور کلمہ کے اعراب وبنا سے یقیناً واقفیت حاصل ہوگی اور عربی زبان پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی قوت میں اضافہ ہوگا۔

فصل بدانکہ لفظِ مستعمل در سخنِ عرب بر دو قسم ست مفرد و مرکب مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی و آں را کلمہ گویند

فصل: تو جان کہ لفظِ مستعمل کلام عرب میں دو قسم پر ہے، مفرد اور مرکب۔ مفرد وہ اکیلا لفظ ہے جو اکیلے معنی پر دلالت کرے اور اس کو کلمہ کہتے ہیں

لفظ مستعمل کی تعریف وتقسیم :

لفظ مستعمل کی تعریف و تقسیم سے پہلے لفظ کا معنی و مفہوم سمجھ لینا مناسب ہے۔

لغوی اعتبار سے لفظ "پھینکنے" کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت میں عموماً یہ مثال دی جاتی ہے۔ "اَکَلْتُ التَّمَرَةَ وَلَفَظْتُ النَّوَاةَ" (میں نے کھجور کھائی اور گٹھلی پھینک دی)

اصطلاح میں لفظ کی تعریف دو مختلف طرح سے کی جاتی ہے:

(۱) "مَا یَتَلَفَّظُ بِهِ الْاِنْسَانُ" وہ شے جس کے ساتھ انسان تلفظ کرے۔

(۲) "اَلصَّوْتُ الْمُشْتَمِلُ عَلٰی بَعْضِ الْحُرُوْفِ الْهِجَائِیَّةِ"

ایسی آواز جو بعض حروف ہجائیہ پر مشتمل ہو۔۔۔۔۔(الف سے یا تک حروف ہجائیہ ہیں)

مصنف نے لفظ مستعمل کی تعریف کے بجائے کتاب کا آغاز اس کی تقسیم سے کیا ہے لیکن لفظ مستعمل کی تعریف کے بغیر اس کی اقسام کو سمجھنا مشکل ہے۔ اس لئے پہلے لفظ مستعمل کی تعریف سے آگاہی ضروری ہے۔

<u>لفظ کی اقسام</u>

لفظ کی دو قسمیں ہیں: ۱) لفظ مستعمل ۲) لفظ مہمل

لفظ مستعمل : لفظ مستعمل با معنی لفظ کو کہتے ہیں جیسے زَیْدٌ، عَلَقٌ، اِنْسَانٌ

لفظ مہمل : لفظ مہمل بے معنی لفظ کو کہتے ہیں۔ جیسے دیز اور جسق بے معنی لفظ ہیں۔

لفظ مستعمل کی اقسام :

لفظ مستعمل کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظ مفرد (۲) لفظ مرکب

لفظ مفرد: ایسا لفظ مستعمل جو اکیلا ہو اور ایک ہی معنی پر دلالت کرے۔

جیسے فَرَسٌ، سَمِعَ، عَلٰی

مفرد کا معنی : لفظ کی جز معنی کی جز پر دلالت نہ کرے جیسے "زَیْدٌ" اس کے تین اجزاء ہیں ز،

وکلمہ بر سہ قسم است اسم چوں رَجُلٌ وفعل چون ضَرَبَ وحرف چوں هَلْ
چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است

اور کلمہ تین قسم پر ہے اسم جیسے رَجُلٌ اور فعل جیسے ضَرَبَ اور حرف جیسے هَلْ
جیسا کہ علم صرف میں معلوم ہو چکا ہے

ی اور دال تینوں حروف کا مجموعہ تو ایک کامل معنی یعنی ایک شخص یا ایک ذات پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن یہ تینوں الگ الگ ہو کر معنی کے علیحدہ علیحدہ اجزاء کی وضاحت نہیں کرتے۔ مثلاً زا سے سر یا سے سینہ اور دال سے پاؤں مراد لئے جائیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

بخلاف مرکب کے کیونکہ لفظ مرکب کے اجزاء اس کے معنی کے علیحدہ علیحدہ اجزاء پر دلالت کرتے ہیں جیسے "غُلَامُ زَيْدٍ" لفظ مرکب ہے لیکن غلام اور زید الگ بھی اجزائے مرکب پر دلالت کرتے ہیں۔ یعنی غلام الگ مفرد معنی پر اور زید الگ معنی پر دال ہے۔

فائدہ : لفظ مفرد کو عربی گرائمر میں عام طور پر کلمہ کہا جاتا ہے اور یہی نام اس کا زیادہ مشہور ہے، اسی بنا پر مصنف نے لفظ مفرد کی تقسیم کرتے ہوئے یوں کہا ہے کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔

اقسام کلمہ:

کلمہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

اسم : ایسا کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور زمانہ سے خالی ہو۔ جیسے رجل (مرد)

اسم کی تعریف کرتے ہوئے بعض علماء نحاۃ کہتے ہیں کہ وہ کلمہ جو مجرد عن الزمان ہو اور کسی انسان، حیوان، نبات، جماد، صفت، مکان یا زمان پر دلالت کرے۔

جیسے: رَجُلٌ (مرد)	اِمْرَأَةٌ (عورت)
اَسَدٌ (شیر)	زَهْرَةٌ (کلی)
سَقَفٌ (چھت)	رَحِيْمٌ (رحم کرنے والا)
اَلْمَدِيْنَةُ (شہر رسول)	يَوْمٌ (دن)

اسم کی اقسام: اسم کی بنیادی طور پر تین درج ذیل قسمیں ہیں:

۱) **اسم ظاہر:** وہ اسم جو بغیر کسی قرینہ اور بغیر کسی واسطہ کے اپنے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: عَلِيٌّ، عُمَرُ، اَلْعِلْمُ

۲) **اسم ضمیر:** وہ اسم جو تکلم، خطاب یا غیبت کے قرینہ اور واسطہ سے اپنے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: أَنَا، أَنْتَ، هُوَ

۳) **اسم مبہم:** وہ اسم جو اشارہ کے ذریعے یا اس جملہ کے ذریعے اپنے معنی پر دلالت کرے جو اس کے ساتھ متصل ہو اور اس کے معنی کو بیان کرے۔ جیسے: هٰذَا، اَلَّذِیْ

فائدہ: اسم کو درج ذیل دو قسموں پر بھی تقسیم کیا جاتا ہے:

۱) **شخصی:** جیسے: انسان اور حیوان وغیرہ

۲) **غیر شخصی:**

جیسے: صَهْ، أُفٍّ، یعنی اسماء افعال اور فوق، تحت یعنی اسماء ظروف وغیرہ

فعل: ایسا کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور اس میں کوئی زمانہ پایا جائے۔

جیسے ضَرَبَ (اس ایک مرد نے مارا)

یَضْرِبُ (وہ ایک مرد مارتا ہے یا مارے گا)

اِضْرِبْ (تو ایک مرد مار)

فعل کی اقسام:

زمانہ کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں:

۱) **فعل ماضی:** وہ فعل جو زمانہ تکلم سے پہلے کسی فعل کے وقوع یا عدم وقوع پر دلالت کرے۔ جیسے: قَرَأْتُ الْفَاتِحَةَ

۲) **فعل مضارع:** وہ فعل جو زمانہ حال یا زمانہ استقبال میں سے کسی فعل کے وقوع یا عدم وقوع پر دلالت کرے۔ جیسے: یَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ

۳) **فعل امر:** وہ فعل جس کے ذریعے مخاطب پر زمانہ مستقبل میں کسی فعل پر عمل درآمد کرنا واجب کیا جائے۔ جیسے: اِقْرَءِ الْقُرْآنَ

حرف: ایسا کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں فعل اور اسم کا محتاج ہو۔ جیسے: هَلْ (کیا)

حرف کی اقسام:

حرف کی تین قسمیں ہیں:

۱) وہ حروف جو عمل کرنے میں اسماء کے ساتھ مختص ہیں۔ جیسے: وَفِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ

۲) وہ حروف جو عمل کرنے میں افعال کے ساتھ مختص ہیں۔ جیسے: لَمۡ یَلِدۡ

۳) وہ حروف جو اسماء اور افعال دونوں پر آتے ہیں۔

جیسے: هَلۡ اَتَاكَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی، هَلۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِیۡرٌ

فائدہ : اسم کا لغوی معنی علامت اور بلندی کے ہیں۔ فعل کا لغوی معنی کوئی کام کرنا جبکہ حرف کا لغوی معنی طرف اور کنارہ کے ہیں، نیز حرف سے مراد یہاں حروف ہجائیہ نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد با معنی حروف ہے۔ جیسے: هل، من، الی، فی ،ذیل میں ترکیب کے ساتھ مثال بیان کی جارہی ہے۔ جس میں کلمہ کی تینوں اقسام کو یکجا کردیا گیا ہے۔

فائدہ : مستقل معنی پر دلالت سے مراد یہ ہے کہ کلمہ اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو۔

ترکیب: "آمَنۡتُ بِاللّٰہِ" (میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا)

"آمَنۡ" فعل ماضی مبنی علی السکون "تُ" اسم ضمیر مرفوع متصل فاعل مبنی علی الضم

"بِ" حرف جار مبنی علی الکسر "اللّٰہ" اسم جلالت مجرور بالکسرۃ الظاہرۃ

جار + مجرور = فعل کے متعلق ہوئے = فعل + فاعل و متعلق = جملہ فعلیہ خبریہ

امامرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد مرکب بر دو گونہ است مفید و غیر مفید، مفید آن ست کہ چون قائل بران سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز پس جملہ بر دو قسم است خبریہ و انشائیہ

بہر حال مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے حاصل ہوا ہو۔ مرکب کی دو قسمیں ہیں مرکب مفید اور مرکب غیر مفید۔ مرکب مفید ایسا مرکب ہے جب قائل اس پر خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو اسکو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔ پھر جملہ (مرکب مفید) دو قسم پر ہے خبریہ اور انشائیہ

﴿مرکب کا بیان﴾

لغوی اعتبار سے مرکب ایک شی کو دوسری شی پر رکھنے کو کہتے ہیں جبکہ اصطلاح نحو میں مرکب سے مراد وہ لفظ مستعمل ہے جو دو یا دو سے زائد کلمات پر مشتمل ہو۔

مرکب کی تقسیمات:

مرکب کی بہت سی اقسام ہیں پھر ان اقسام میں سے ہر قسم مزید کئی ذیلی اقسام پر مشتمل ہے۔

تقسیم نمبر۱: تعداد کلمات کے اعتبار سے مرکب کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) مرکب بکلمتین: وہ لفظ مرکب جو فقط دو کلموں پر مشتمل ہو۔ جیسے: قَالَ اللّٰہُ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اس مرکب میں دو کلمے ہیں۔ ایک قال ہے جبکہ دوسرا لفظ اللّٰہ ہے۔

(۲) مرکب بِاَکْثَرَ مِنْ کَلِمَتَیْنِ: وہ مرکب لفظ جو دو سے زائد کلمات پر مشتمل ہو۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، لَاتَقْصِرُوْا اَعْمَالَکُمْ مذکورہ بالا تمام مثالوں میں دو سے زائد کلمات پائے جاتے ہیں۔

تقسیم نمبر۲: افادہ اور عدم افادہ کے اعتبار سے مرکب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **مرکب مفید:** کامل فائدہ دینے والا مرکب

(۲) **مرکب غیر مفید:** سامع کو کامل فائدہ نہ دینے والا مرکب۔

مرکب مفید کی تعریف کرتے ہوئے مصنف نے عام فہم طریقہ استعمال کیا یعنی مرکب مفید سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص بات کر کے خاموشی اختیار کرے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔

فصل: بدانکہ جملہ خبریہ آن است کہ قائلش رابصدق وکذب صفت تواں کردو آن بردونوع است اول آنکہ جزواولش اسم باشدوآن راجملہ اسمیہ گویند چون زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید دانا ست

فصل: جان تو کہ جملہ خبریہ وہ ہے کہ اسکے قائل کو سچ یا جھوٹ کے ساتھ متصف کیا جا سکے اور اسکی دو قسمیں ہیں پہلی وہ ہے کہ اس کی پہلی جز اسم ہو اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید جاننے والا ہے۔

نوٹ: مرکب مفید کو عموماً جملہ کہا جاتا ہے، جیسا کہ صاحب نحو میر نے اس کی وضاحت بھی کی ہے، علاوہ ازیں مرکب مفید کو کلام بھی کہا جاتا ہے اور جملہ کی طرح یہ بھی بہت معروف ہے، کبھی سے مرکب اسنادی اور مرکب تام کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

جملہ خبریہ کا بیان:

صاحب نحو میر نے جملہ خبریہ کی جو تعریف کی ہے وہ انتہائی جامع ہے یعنی وہ جملہ جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ متصف کیا جا سکے اور اگر اس کو مزید آسان الفاظ میں بیان کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ جملہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسے "اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ" (سچ نجات دیتا ہے) اَلْکِذْبُ یُهْلِکُ (جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے) اور "زَارَ الْمَدِیْنَةَ" (اس نے مدینہ منورہ کی زیارت کی)

جملہ خبریہ کی اقسام:

جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) جملہ اسمیہ (۲) جملہ فعلیہ

جملہ اسمیہ: وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جز اسم ہو۔

مذکورہ بالا تعریف بڑی جامع ہے لیکن تھوڑی سی وضاحت کے ساتھ اگر تعریف کو یوں بیان کر دیا جائے تو طلباء کیلئے زیادہ مفید ہے۔ یعنی جملہ اسمیہ سے مراد وہ جملہ خبریہ ہے جو مبتداء اور خبر سے مرکب ہو اور اس کی ابتداء اسم ظاہر یا اسم ضمیر (مبتدا) کے ساتھ ہو رہی ہو۔ جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ (زید جاننے والا ہے) اَلْعِلْمُ نُوْرٌ (علم روشنی ہے) اَبُوْحَنِیْفَةَ اِمَامُنَا (ابوحنیفہ ہمارے امام ہیں) نَحْنُ مُجَاهِدُوْنَ (ہم جہاد کرنے والے ہیں) اَنْتَ بَاکِسْتَانِیٌّ (تو پاکستانی ہے)

جزو اولش مسند الیہ ست وآن را مبتدا گویند

اس کی پہلی جز مسند الیہ ہے اور اسکو مبتداء کہتے ہیں

صاحب نحو میر نے جملہ اسمیہ کے اجزاء کی وضاحت کرتے ہوئے الگ الگ ان کے نام شمار کرائے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

جملہ اسمیہ کی پہلی جز کے درج ذیل نام ہیں:

۱) **مبتدا**: کیوں کہ اس سے جملہ اسمیہ کی ابتدا کی جاتی ہے۔

۲) **مسند الیه**: اس لئے کہ دوسرے جز کا اسناد یعنی نسبت اس پہلی جز کی طرف کی جاتی ہے۔

جملہ اسمیہ کے دوسرے جز کے درج ذیل نام ہیں:

۱) **خبر**: کیوں کہ اس میں مبتدا کے بارے میں خبر یا اطلاع پائی جاتی ہے

۲) **مسند**: کیوں کہ اس کا اسناد یعنی نسبت مسند الیہ کی طرف کی جاتی ہے۔

فائدہ: جملہ اسمیہ کے پہلے جز کو محکوم علیہ اور موضوع جبکہ دوسرے جز کو محکوم بہ اور محمول بھی کہا جاتا ہے۔

<u>اجزائے جملہ اسمیہ کا تعارف:</u>

جملہ اسمیہ کے دونوں اجزاء "مبتدا" اور "خبر" کو کلام عرب میں انتہائی اہمیت حاصل ہے، عربی عبارات کی ترکیب اور عربی زبان کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ان دونوں سے پوری طرح آگاہ ہونا ضروری ہے۔

مبتدا کی تعریف: وہ اسم مرفوع جو جملہ کے شروع میں واقع ہو اور عوامل لفظیہ سے خالی ہو۔

جیسے "اَلْاِنْسَانُ عَاقِلٌ" الانسان اسم مرفوع مبتدا ہے

<u>مبتدا کی اقسام:</u>

جنس کلمہ کے اعتبار سے مبتدا کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) اسم معرب۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ — زید اسم معرب مبتدا ہے۔

اَلْقَاضِیْ یَحْکُمُ بِالْعَدْلِ — القاضی اسم معرب مبتدا ہے۔

(۲) اسم مبنی جیسے اَنَا بَاکِستَانِیٌّ   انا ضمیر مبنی مبتدا ہے۔

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ   هذا اسم اشارہ مبنی مبتدا ہے۔

اَلَّذِیْ کَانَ مَعَنَا اَمْسِ رَجُلٌ عالم

الذی اسم موصول مبنی مبتدا ہے، مَنْ یَزْرَعْ یَحْصُدْ، من اسم شرط مبنی مبتدا ہے۔

(۳) مصدر مؤول۔ جیسے: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ

اَنْ تَصُوْمُوْا مصدر مؤول بمعنی صِیَامُکُمْ مبتدا ہے۔

(۴) اسم ظاہر۔ جیسے: اَللّٰهُ رَبُّنَا   لفظ اللہ اسم ظاہر مبتدا ہے۔

(۵) اسم ضمیر۔ جیسے: اَنَا رَبُّکُمْ   انا اسم ضمیر مبتدا ہے۔

(۶) اسم معرفہ۔ جیسے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لفظ محمد اسم معرفہ مبتدا ہے۔

(۷) اسم نکرہ۔ جیسے: فِی الصِّدْقِ نَجَاةٌ نجاۃٌ اسم نکرہ مبتدا ہے۔

اسم نکرہ کے مبتدا واقع ہونے کی صورتیں:

مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے جبکہ نکرہ مبتدا بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ درج ذیل شرائط موجود ہوں تو اسم نکرہ بھی مبتدا واقع ہوسکتا ہے:

۱) جب نکرہ موصوف ہو۔ جیسے: رَجُلٌ کَرِیْمٌ عِنْدَنَا...... رَجُلٌ نکرہ موصوفہ مبتدا ہے

۲) جب نکرہ مصغرہ ہو۔ جیسے رُجَیْلٌ عِنْدَکَ ...... رجیل نکرہ مصغرہ مبتدا ہے۔

۳) جب نکرہ دوسرے نکرہ کی طرف مضاف ہو۔

جیسے: خَمْسُ صَلَوَاتٍ کَتَبَهُنَّ اللّٰهُ خمس نکرہ مضاف الی النکرہ مبتدا ہے

۴) جب نکرہ سے پہلے حرف نفی ہو۔

جیسے: مَا ظَالِمٌ نَاجِحٌ...... ظالم حرف نفی کے بعد نکرہ ہے اور مبتدا ہے۔

۵) جب نکرہ سے پہلے حرف استفہام ہو۔

جیسے: هَلْ رَجُلٌ جَالِسٌ ...... رجل حرف استفہام کے بعد نکرہ ہے اور مبتدا ہے۔

۶) جب خبر پہلے اور مبتدا اس کے بعد واقع ہو۔

جیسے: فِی الصِّدْقِ نَجَاةٌ ...... نجاۃ خبر کے بعد نکرہ ہے اور مبتدا ہے۔

۷) جب نکرہ کے بعد اس کا مُتَعَلِّق بھی ہو۔ جیسے: سَعْیٌ فِی الْخَیْرِ جِهَادٌ ......
سعی نکرہ کے بعد فی الخیر اس کا متعلق ہے اور یہ نکرہ مبتدا ہے۔

۸) جب نکرہ کلمہ دعائیہ ہو۔ جیسے: نَصْرٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ...... نصر کلمہ دعائیہ نکرہ مبتدا ہے۔

۹) جب نکرہ لولا کے بعد واقع ہو۔

جیسے: لَوْلَا اِهْمَالٌ لَاَفْلَحَ ...... اهمال لولا کے بعد نکرہ مبتدا ہے۔

۱۰) جب مبتدا کلمات عموم میں سے ہو۔ جیسے: كُلٌّ لَهٗ قَانِتُوْنَ ...... كل نکرہ مبتدا ہے۔

۱۱) جب مبتدا کَمْ خبریہ ہو۔ جیسے: كَمْ نَصِيْحَةٍ بَذَلْنَاهَا...... كَمْ خبریہ نکرہ مبتدا ہے۔

۱۲) جب مبتدا رُبَّ کے بعد ہو۔

جیسے: رُبَّ عُذْرٍ اَقْبَحُ مِنْ ذَنْبٍ ...... عُذْرٍ رُبَّ کے بعد مبتدا ہے

۱۳) جب مبتدا اذا فجائیہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا رَجُلٌ بِالْبَابِ ...... رَجُلٌ اِذَا فجائیہ کے بعد نکرہ مبتدا ہے۔

تقدیم مبتدا : مبتدا کی اصل یہ ہے کہ وہ عام طور پر خبر سے پہلے واقع ہوتا ہے، ذیل میں وہ چند صورتیں بیان کی جارہی ہیں جن میں مبتدا کو خبر سے پہلے لانا واجب ہے:

۱) جب مبتدا کی خبر جملہ فعلیہ ہو۔

جیسے: زَيْدٌ قَامَ...... زید مبتدا جو یا مقدم اور قام جملہ فعلیہ خبر یہ ہے

۲) جب جملہ اسمیہ کا پہلا جزاسم معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو۔

جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ...... زید مبتدا اسم معرفہ جو یا مقدم اور قائم خبر اسم نکرہ ہے۔

۳) جب مبتدا کو اِنَّمَا، مَا یا اِلَّا کے ذریعے خاص کر دیا گیا ہو۔

جیسے: اِنَّمَا الْحَدِيْدُ صُلْبٌ ......مبتدا جو یا مقدم اور صلب خبر ہے

۴) مبتدا ایسا کلمہ ہو جس کا ابتدائے کلام میں لانا ضروری ہوتا ہے

مثالیں: ☆ کم خبریہ جیسے: كَمْ رُوَيْةٍ اَنْفَقْتُ

☆ ما تعجبیہ جیسے: مَااَحْسَنَهٗ

☆ ضمیر شان جیسے: هُوَ اُسْتَاذِيْ

☆ ضمیر قصہ جیسے: هِيَ زَيْنَبُ

☆ لام ابتداء مبتدا پر داخل ہو۔ جیسے لَزَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

☆ اسمائے استفہام۔ جیسے: مَنْ اَبُوْكَ، من اسم استفہام مبتدا جو یا مقدم ہے

۵) وہ اسم موصول جس کی خبر پر فا داخل ہو۔ جیسے: اَلَّذِیْ یَنْجَحُ اَوَّلُ التَّلَامِیْذِ فَلَهٗ جَائِزَةٌ

۶) جب جملہ اسمیہ کے دونوں جز تعریف و تنکیر میں مساوی اور برابر ہوں، چاہے دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ لیکن مبتدا کو خبر سے ممتاز کرنے والا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ اَخُوْکَ ، کِتَابِیْ صَدِیْقِیْ ، اَکْبَرُ مِنْکَ سِنًّا اَکْبَرُ مِنْکَ تَجْرِبَةً۔ زید، کتابی اور اکبر منک سناً تینوں مبتدا اور وجوباً مقدم ہیں۔

نوٹ: تاخیر مبتدا کا ذکر خبر کی بحث میں آئے گا۔

حذف مبتدا :

مبتدا جملہ اسمیہ کا جزو اعظم ہے، اس لئے کلام میں اس کا مذکور ہونا ضروری ہے، البتہ بعض مقامات پر مبتدا کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے لیکن یہ تب ہوگا جب مبتدا کے حذف پر کوئی دلیل موجود ہو، جیسے کوئی سوال کرے "اَیْنَ الْکِتَابُ" تو جواب میں "عَلَی الْمَکْتَبِ" کہا جائے یعنی صرف خبر کو ذکر کیا جائے گا اور مبتدا کو حذف کر دیا جائے گا، کیونکہ سوال میں مبتدا کا ذکر ہو چکا ہے اس لئے جواب میں ذکر نہ کیا جائے تب بھی درست ہے، اصل عبارت یوں ہوگی، "اَلْکِتَابُ عَلَی الْمَکْتَبِ"۔ اسی طرح کبھی فاء جزائیہ کے بعد بھی مبتداء کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: مَنْ اَحْسَنَ فَلِنَفْسِهٖ ، اس مثال میں لِنَفْسِهٖ خبر ہے جس کا مبتدا محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہوگی: مَنْ اَحْسَنَ فَاِحْسَانُهٗ لِنَفْسِهٖ

نوٹ : مبتدا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بعض چیزوں (معرب ومبنی الخ) کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تمام اصطلاحات کا مکمل تعارف کتاب میں اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔

اور دوسری جز مسند ہے اس کو خبر کہتے ہیں۔

خبر کا بیان: مبتدا کے بارے میں چند ضروری باتیں بیان کی جاچکی ہیں، اب خبر کے متعلق چند ضروری معلومات بیان کی جارہی ہیں جن کا جاننا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

خبر کی تعریف: جملہ اسمیہ کا وہ جزو جو مبتدا کے ساتھ مل کر مفہوم کلام کی تکمیل کا فائدہ دیتا ہے یا جملہ اسمیہ کا وہ جز جس کے ذریعے مبتدا پر کوئی حکم لگایا جاتا ہے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ ، قائم خبر ہے۔

اقسام خبر:

خبر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مفرد یعنی وہ خبر جو جملہ اور شبہ جملہ نہ ہو۔

(۲) غیر مفرد یعنی وہ خبر جو جملہ یا شبہ جملہ ہو۔

خبر مفرد کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم جامد جیسے اَلثُّرَیَّا نَجْمٌ، نجم اسم جامد خبر ہے

(۲) اسم مشتق جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، قائم اسم مشتق خبر ہے۔

فائدہ: کبھی کبھی خبر مصدر کی صورت میں بھی لائی جاتی ہے جس سے مقصود مبتدا میں خبر کے مبالغے کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے: زَیْدٌ عَدْلٌ (زید سراپا عدل ہے)

خبر غیر مفرد کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جملہ فعلیہ۔ جیسے: وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ

...... یخلق ما یشاء جملہ فعلیہ خبر ہے

(۲) جملہ اسمیہ۔ جیسے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

......اللّٰہ احد جملہ اسمیہ خبر ہے۔

(۳) شبہ جملہ۔ جیسے: اَلْحَدِیْقَةُ اَمَامَ الْمَنْزِلِ

......امام المنزل شبہ جملہ خبر ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... للّٰہ شبہ جملہ خبر ہے۔

تعدد خبر: اگر چہ مبتدا کے لئے ایک ہی خبر کافی ہوتی ہے، لیکن بعض اوقات ایک مبتدا

کی متعدد خبریں آجاتی ہیں۔ جیسے: "وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدِ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" عبارت مذکورہ میں هو مبتدا ہے، جبکہ "الْغَفُوْرُ ، الْوَدُوْدُ ، ذُوْالْعَرْش الْمَجِيْدِ ، فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" تمام اس کی خبریں ہیں۔

تقديم خبر : خبر ہمیشہ مبتدا کے بعد واقع ہوتی ہے، البتہ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں خبر کو مبتدا سے پہلے لانا ضروری ہے۔ جن کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے:

(۱) خبر ایسا کلمہ ہو جس کا ابتدا میں لایا جانا ضروری ہے۔

جیسے اَيْنَ زَيْدٌ، این خبر مقدم ہے۔

(۲) خبر کو اِنَّمَا ، مَا یا اِلاَّ کے ذریعے مبتدا کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔

جیسے اِنَّمَا عِنْدَكَ زَيْدٌ ، مَاخَالِقٌ اِلاَّ اللّٰه، عندك اور خالق خبر مقدم ہے

(۳) مبتدا کے ساتھ کوئی ضمیر متصل ایسی ہو جو خبر کی طرف راجع ہو۔

جیسے عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا، علی قلوب خبر مقدم ہے۔

(۴) خبر ظرف یا جار مجرور ہو۔ جیسے : عِنْدِیْ سَيَّارَةٌ ، عندی خبر مقدم ہے۔

فِی الدَّارِ رَجُلٌ ،فی الدار خبر مقدم ہے

(۵) مبتدا ایسا نکرہ ہو جو نہ مضاف اور نہ موصوف ہو۔

جیسے : فِی الْكِذْبِ عِتَابٌ، فی الكذب خبر مقدم ہے۔

فائده (۱): خبر مفرد مشتق تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے کے اعتبار سے مبتدا کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے:

اَلْمُدَرِّسُ حَاضِرٌ — اَلْمُدَرِّسَانِ حَاضِرَانِ

اَلْمُدَرِّسُوْنَ حَاضِرُوْنَ — اَلْمُدَرِّسَاتُ حَاضِرَاتٌ

فائده (۲): مبتدا اگر جمع غیر ذوی العقول ہو تو خبر مفرد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں طرح لائی جاسکتی ہے۔ جیسے: اَلسَّيَّارَاتُ مُسْرِعَةٌ اور اَلسَّيَّارَاتُ مُسْرِعَاتٌ۔

حذف خبر :

خبر عموماً کلام میں مذکور ہوتی ہے لیکن بعض مقامات ایسے ہیں جہاں خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے

وہ مقامات حسب ذیل ہیں:

۱) خبر کسی سوال کے جواب میں آرہی ہو تو اسے جوازاً حذف کر دیا جائے گا۔

جیسے: مَنْ زَارَكَ کس نے تیری زیارت کی تو جواب میں فقط زَيْدٌ کہا جائے۔

یہاں زید مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے اصل عبارت یوں ہوگی۔

زَيْدٌ زَارَنِيْ (زید نے میری زیارت کی)

۲) لولا کے بعد بھی خبر کو وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔

جیسے لَوْلَا عَلِيٌّ لَـهَلَكَ عُمَرُ۔ عَلِيٌّ مبتداء ہے۔

جس کی خبر محذوف اصل عبارت یوں ہوگی:

لَوْلَا عَلِيٌّ مَوْجُوْدٌ لَـهَلَكَ عُمَرُ

۳) اذا فجائیہ کے بعد بھی خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے:

جیسے خَرَجْتُ فَإِذَا زَيْدٌ۔ خبر مبتدا محذوف ہے اصل عبارت یوں ہوگی

خَرَجْتُ فَإِذَا زَيْدٌ مَوْجُوْدٌ۔

۴) قسم صریح کے بعد بھی خبر محذوف ہوتی ہے:

جیسے لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ۔ لعمرک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔

معنی کے اعتبار سے اصل عبارت یوں ہوگی۔ لَعَمْرُكَ قَسَمِيْ إِنَّهُمْ

فِي الصِّدْقِ نَجَاةٌ: فِيْ حرف جار مبنی علی السکون "اَلصِّدْقِ" مجرور بالکسرۃ الظاہرۃ، جار + مجرور = ظرف مستقر خبر مقدم۔ "نَجَاةٌ" اسم نکرہ مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر + خبر مقدم = جملہ اسمیہ خبریہ

دوم آنکہ جزو اولش فعل باشد و آن را جملہ فعلیہ گویند چون ضَـــرَبَ زَیْـــدٌ بزد زید جزو اولش مسند ست و آن را فعل گویند و جزو دوم مسند الیہ است و آن را فاعل گویند و بدانکہ مسند حکم است و مسند الیہ آنچہ برو حکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ

دوسری وہ کہ اس کی پہلی جز فعل ہو اور اسکو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے "ضَـــرَبَ زَیْـــدٌ" زید نے مارا اسکی پہلی جز مسند ہے اور اس کو فعل کہتے ہیں اور دوسری جز مسند الیہ ہے اور اس کو فاعل کہتے ہیں اور جان تو کہ مسند حکم ہے اور مسند الیہ وہ ہے جس پر حکم کیا گیا ہو۔ اور اسم مسند اور مسند الیہ ہو سکتا ہے۔ فعل مسند ہو سکتا ہے مسند الیہ نہیں ہو سکتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ۔

جملہ فعلیہ کا بیان

مصنف نے جملہ فعلیہ کی انتہائی جامع لیکن مختصر تعریف (وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جز فعل ہو) کی ہے البتہ طلبہ کی سہولت کے لئے اگر جملہ فعلیہ کی تعریف کو بایں الفاظ بیان کیا جائے تب بھی مناسب ہے یعنی "وہ جملہ جو فعل اور فاعل یا فعل اور نائب فاعل سے مرکب ہو اور اس کی ابتداء فعل سے ہو۔ جیسے: "ضَرَبَ زَیْدٌ" (زید نے مارا) "یُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ" (وہ نماز پڑھتا ہے) "اُنْزِلَ الْقُرْآنُ فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ" (قرآن مجید ماہ رمضان میں نازل کیا گیا)

مصنف جملہ فعلیہ کی تعریف اور مثال کے بعد اس کے اجزاء پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ جملہ فعلیہ کے پہلے اور دوسرے جز کے دو دو نام ہیں، پہلے جز کو فعل بھی کہا جاتا ہے اور مسند بھی جب کہ دوسرے جز کو فاعل بھی کہا جاتا ہے اور مسند الیہ بھی علاوہ ازیں مسند اور مسند الیہ کی وضاحت مصنف نے یوں کی ہے کہ مسند حکم ہوتا ہے اور مسند الیہ وہ جس پر حکم لگایا جائے مراد یہ ہے کہ مسند کے ذریعے مسند الیہ پر حکم لگایا جاتا ہے اس اعتبار سے مسند کو محکوم بہ اور مسند الیہ کو محکوم علیہ کہا جاتا ہے۔ (فاعل کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی)۔

فائدہ: حکم دراصل اس نسبت کو کہا جاتا ہے جو مسند اور مسند الیہ کے درمیان پائی جاتی ہے جس کی بنا پر جملہ کا مفہوم مکمل ہوتا ہے یہ لفظی نہیں بلکہ معنوی شیء ہے جسے عقل کے ذریعے سمجھا جاسکتا

ہے جیسے: قام زید اور زید قائم (زید کھڑا ہوا اور زید کھڑا ہے) ان مثالوں میں کھڑے ہونے کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے یعنی زید پر کھڑے ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اسی بناء پر جس پر حکم لگتا ہے اسے محکوم علیہ اور جس شیء کا حکم لگتا ہے اسے محکوم بہ کہا جاتا ہے۔ اسناد نسبت کرنے کا نام ہے لہذا جس کی طرف کسی شیء کی نسبت یعنی اسناد کیا جاتا ہے اسے مسند الیہ اور جس شیء کی نسبت کی جاتی ہے اسے مسند کا نام دیا جاتا ہے۔

اقسام کلمہ کے بارے میں ایک اہم بات:

اقسام کلمہ یعنی اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک قوت اور صلاحیت کے اعتبار سے اپنے دوسرے قسیم سے مختلف ہے۔

اسم: یہ اپنے دونوں قسیموں سے رتبہ وقوت کے لحاظ سے اعلیٰ ہے یہی وجہ ہے کہ یہ مسند بھی بن سکتا ہے اور مسند الیہ بھی جیسے "اَللّٰہُ کَرِیْمٌ" (اللہ کرم فرمانے والا ہے)...... اللّٰہ: ذات باری تعالیٰ کا علم ہے اور اسم ہے جو کہ جملہ مذکورہ میں مسند الیہ واقع ہو رہا ہے، جبکہ "کریم" صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اسم مشتق ہے جو کلام میں مسند واقع ہو رہا ہے۔

فائدہ: مسند الیہ اور مسند بننے کے اعتبار سے اسم کی اقسام

۱) وہ اسم جو کلام میں فقط مسند الیہ ہی بنتا ہے مسند واقع نہیں ہوتا۔ جیسے ضَرَبْتُ اور ضَرَبَا کے ساتھ متصل تُ اور الف مرفوع متصل ضمیریں۔ یہ کلام میں فقط مسند الیہ واقع ہوتی ہیں۔

۲) وہ اسم جو فقط مسند واقع ہوتا ہے مسند الیہ واقع نہیں ہوتا۔ جیسے: ھَیْھَاتَ

۳) وہ اسم جو نہ مسند الیہ اور نہ مسند واقع ہوتا ہو۔ جیسے: فَوْقَ، تَحْتَ وغیرہ

۴) وہ اسم جو مسند الیہ اور مسند دونوں واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے: زید وغیرہ

فعل یہ اسم سے قوت میں کچھ کم اور حرف سے کچھ زیادہ ہے اسی لئے یہ کلام میں مسند تو واقع ہوتا ہے لیکن مسند الیہ نہیں۔ جیسے: "یَقْرَأُ الْاِبْنُ" (لڑکا پڑھتا ہے) "یقرء" فعل مضارع کا صیغہ ہے اور جملہ مذکورہ میں فعل ہونے کی بنا پر مسند بن رہا ہے اور "الابن" اسم ہے اور فاعل ہونے کی بنا پر مسند الیہ واقع ہو رہا ہے۔

حرف: یہ اپنے دونوں قسیموں سے رتبہ اور صلاحیت کے اعتبار سے کم ہے، اسی بنا پر یہ مسند اور مسند الیہ بننے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ جیسے۔ "هَلْ صَامَ بِلَالٌ" (کیا بلال نے روزہ رکھا)

مذکورہ مثال میں صَــــامَ فعل ہونے کی بنا پر مسند واقع ہو رہا ہے اور بِلَالٌ اسم اور فاعل ہونے کی بنا پر مسند الیہ واقع ہو رہا ہے جبکہ کلمہ ھَــــلْ حرف ہے جو کلام میں نہ تو مسند بن رہا ہے اور نہ مسند الیہ۔

فائدہ : حرف اگرچہ کلام میں کسی مستقل حیثیت سے محروم ہوتا ہے یعنی مسند اور مسند الیہ نہیں بنتا لیکن یہ کبھی فائدہ سے خالی نہیں ہوتا اس کے بہت سے فوائد میں سے ایک اہم ترین فائدہ اس کا رابطہ ہونا ہے ذیل میں چند مثالوں سے اس کو واضح کیا جا رہا ہے:

(۱) حرف دو اسموں کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "زَيْدٌ فِي الْكُلِّيَةِ" (زید کالج میں ہے)

(۲) حرف دو فعلوں کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "أُرِيْدُ اَنْ تَقُوْمَ" (میں چاہتا ہوں کہ تو کھڑا ہو)

(۳) حرف دو جملوں کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "اِنْ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ فَاَكْرَمْتُهٗ"

(اگر زید میرے پاس آیا تو میں اس کی عزت کروں گا)

(۴) حرف ایک اسم اور ایک فعل کے درمیان رابطہ کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ" (میں نے قلم کے ساتھ لکھا)

یاد رہے کہ رابطہ سے مراد یہ ہے کہ کلام کے معنی کی تکمیل میں فائدہ مند ثابت ہونا مذکورہ بالا مثالوں میں اگر آپ حرف کو کلام سے حذف کردیں تو معنی سمجھ میں نہیں آئیں گے یہاں رابطہ کا یہی مفہوم ہے۔

ضَرَبَ زَيْدٌ : ضرب: فعل ماضى مبنى على الفتح
زيد : فاعل مرفوع بالضمة الظاهرة......فعل + فاعل = جمله فعليه خبريه

بدانکہ جملہ انشائیہ آنست کہ قائلش را بصدق وکذب صفت نتواں کرد وآن بر چند قسم ست
امر چون اِضْرِبْ ونہی چون لَا تَضْرِبْ

جان تو کہ جملہ انشائیہ وہ ہے جس کے قائل کو صدق اور کذب کے ساتھ متصف نہ کیا جا سکے
اور یہ چند قسم پر ہے امر جیسے اِضْرِبْ نہی جیسے لَا تَضْرِبْ

جملہ انشائیہ کا بیان:

مصنف نے جملہ انشائیہ پر تفصیلی بحث سے گریز کیا ہے اور فقط جملہ انشائیہ کی اقسام اور مثالوں پر اکتفاء کیا ہے لیکن جملہ انشائیہ کو سمجھنے کے لئے اس کی اقسام کی مختصر وضاحت ضروری ہے۔

جملہ انشائیہ سے مراد وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔
جیسے:"اُكْتُبْ" (تو لکھ)...... "لَاتَكْتُبْ" (تو نہ لکھ)

مذکورہ دونوں مثالوں اور ان کے مفہوم پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے قائل کو سچا اور جھوٹا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان میں کسی قسم کی اطلاع یا خبر نہیں پائی جاتی بلکہ ان کے ذریعے صرف طلب اور خواہش کا اظہار کیا جا رہا ہے اور یہی چیز جملہ انشائیہ کو جملہ خبریہ سے ممتاز کرتی ہے۔

اقسام جملہ انشائیہ:

جملہ انشائیہ کی دس (۱۰) قسمیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ **امر:** وہ جملہ جس کے ذریعے استعلاء کے طور پر کسی سے کوئی کام کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔

جیسے: "اِضْرِبْ" (تو مار) "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" (تم نماز قائم کرو)

☆ **نہی:** وہ جملہ جس کے ذریعے استعلاء کے طور پر کسی سے ترک فعل کا مطالبہ کیا جائے
جیسے: "لَاتَضْرِبْ" (تو نہ مار) "لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ" تم نبی (ﷺ) کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہ کرو)

> "اِضْرِبْ"
> فعل امر مبنی علی السکون، "انت" اضرب میں ضمیر وجوباً مستتر فاعل مبنی علی الفتح فی محل رفع
> فعل + فاعل = جملہ فعلیہ انشائیہ

استفہام جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ،

☆ **استفهام :** وہ کلمہ جس کے ذریعے کسی سے کوئی بات دریافت کی جائے۔
جیسے: "هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ" (کیا زید نے مارا) "كَيْفَ حَالُكَ" (تمہارا کیا حال ہے)

کلمات استفهام :

کلمات استفہام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حروف استفہام (۲) اسمائے استفہام

حروف استفهام : حروف استفہام دو ہیں:

(۱) ہمزہ: جیسے "أَتَقْرَءُ هٰذَا الْكِتَابَ" (کیا تو یہ کتاب پڑھتا ہے)

(۲) هل: جیسے "هَلْ رَأَيْتَ خَالِدًا" (کیا تو نے خالد کو دیکھا)

اسمائے استفهام : اسمائے استفہام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مَنْ: جیسے "مَنْ رَبُّكَ" (تمہارا رب کون ہے)

(۲) مَا : جیسے "مَاهٰذَا" (یہ کیا ہے)

(۳) مَتٰی : جیسے "مَتٰی حَضَرْتَ" (تو کب حاضر ہوگا)

(۴) أَيْنَ : جیسے "أَيْنَ تَقَعُ الْبَاكِسْتَان" (پاکستان کہاں واقع ہے)

(۵) كَمْ : جیسے "كَمْ كُتُبًا قَرَأْتَ" (تو نے کتنی کتابیں پڑھی)

(۶) كَيْفَ : جیسے "كَيْفَ حَالُكَ" (تمہارا کیا حال ہے)

(۷) أَيُّ : جیسے "أَيُّ طَالِبٍ نَجَحَ" (کون سا طالب علم کامیاب ہوا)

(۸) أَيَّانَ : جیسے "أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنَ" (قیامت کا دن کب آئے گا)

فائدہ (الف): دیگر چند کلمات بھی استفہام کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں:

جیسے : لِمَاذَا : لِمَاذَا يَفَكِّرُ الطَّالِبُ ؟ (طالب علم کیوں فکر کرتا ہے؟)

لِمَ (لماذا کا اختصار) : لِمَ لَا تَأْكُلُ الطَّعَامَ ؟ (آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟)

مَاذَا : مَاذَا يَفْعَلُ الطِّفْلُ ؟ (بچہ کیا کرتا ہے؟)

وتمنی چون لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ وترجی چون لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ

تمنی جیسے لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ، ترجی جیسے لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ

بِمَا ذَا	:	بِمَا ذَا کَتَبْتَ الرِّسَالَةَ؟ (آپ نے خط کس چیز سے لکھا؟)
بِمَ	:	بِمَ تَعْرِفُ الْاَشْیَاءَ؟ (اشیاء کی معرفت کس چیز سے ہوتی ہے؟)
فِیْمَ	:	فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرِھَا؟ (تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق؟)

فائدہ (ب): ہمزہ کا استعمال تین طرح ہوتا ہے۔

(۱) ہمزہ کے ذریعے دو میں سے ایک چیز کے تعین کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔
جیسے: "اَرَاَیْتَ خَالِدًا اَمْ عَلِیًّا"

(۲) جملہ مثبتہ کے شروع میں ہمزہ لگا کر اس کے اثبات وعدم اثبات کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے: "اَقَرَاْتَ ھٰذَا الْکِتَابَ" (کیا تو نے یہ کتاب پڑھی)

(۳) جملہ منفیہ کے شروع میں ہمزہ لگا کر اس کی منفیت اور عدم منفیت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے: "اَلَمْ تَقْرَءْ ھٰذَا الْکِتَابَ" (کیا تو نے یہ کتاب نہیں پڑھی)

☆ **تمنی:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعے کسی خواہش کا اظہار کیا جائے۔ اگر چہ اس خواہش کا حصول ناممکن ہو۔ جیسے: "لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ" (کاش زید حاضر ہوتا) "لَیْتَ النَّتِیْجَةَ حَسَنَةٌ" (کاش نتیجہ اچھا ہوتا) "لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ" (کاش جوانی لوٹ آتی)

☆ **ترجی:** وہ جملہ انشائیہ جو کسی شے کے حصول کی توقع پر دلالت کرے۔ جیسے "لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ" (شاید عمرو غائب ہے) "لَعَلَّ الْجَوَّ مُعْتَدِلٌ غَدًا" (شاید کل موسم معتدل ہو)

فائدہ: جملہ خبریہ کے شروع میں حرف تمنی (لیت) اور حرف ترجی (لعل) لگانے سے جملہ انشائیہ بن جاتا ہے کیونکہ "لیت" اور "لعل" کی وجہ سے جملہ خبریہ کی معنوی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

هَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ "هل" حرف استفہام "ضرب" فعل ماضی مبنی علی الفتح۔ "زید" فاعل مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ فعل + فاعل = جملہ فعلیہ انشائیہ استفہامیہ

وعقود چون بِعتُ وَاشْتَرَيْتُ ونداچون یَااَللّٰہُ وعرض چون اَلَاتَنْزِلُ بِنَافَتُصِیبَ خَیْرًا

عقود جیسے بِعتُ وَاشْتَرَیْتُ ندا جیسے یَااَللّٰہُ ، عرض جیسے اَلَاتَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیبَ خَیْرًا

تنبیه: عقود کی تعریف اور مثال کو سمجھنے کے لئے ایک دو اہم باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں، عقود عقد کی جمع ہے جس کے معنی ہیں گرہ لگانا، کسی بات کو پکا کرنا، معاملہ طے کرنا جبکہ اصطلاح میں دو شخصوں یا دو گروہوں کے درمیان اس طرح معاملہ طے ہونا کہ ان میں سے ایک شخص یا گروہ کسی قسم کی پیشکش کرے اور دوسرا اس پیشکش کو قبول کرلے مثلاً نکاح کے وقت مرد کہے ''زَوَّجتُکَ'' (میں تم سے نکاح کرتا ہوں) اور عورت جواب میں کہا ''قَبِلْتُ'' (میں نے قبول کیا) دونوں جملوں کے ذریعے جو معاملہ طے ہوا ہے یہی عقود کا مفہوم ہے۔ جو عقد کہلاتا ہے عقود کے دونوں جملوں کو الگ ذکر کیا جائے تو یہ جملہ خبریہ ہونگے اور دونوں کو اکٹھا ذکر کیا جائے تو یہ جملہ انشائیہ ہوگا۔

☆ **عقود:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعے ایجاب وقبول کی صورت میں کوئی معاملہ طے کیا جائے جیسے: ''بِعتُ وَاشْتَرَیْتُ'' (میں نے بیچا اور میں نے خریدا)

''نَکَحْتُکِ وَقَبِلْتُ'' (میں نے تجھ سے نکاح کیا اور میں نے قبول کیا)

☆ **ندا:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعہ کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی جائے۔ جیسے: ''یَااَللّٰہُ'' ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ''

فائدہ: حرف ندا فعل اُنَادِیْ ، اَدْعُوْ یا اَطْلُبُ کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

☆ **عرض:** وہ جملہ انشائیہ جس کے ذریعے کسی سے نرمی کے ساتھ کوئی شے طلب کی جائے۔

جیسے: ''اَلَاتَنْزِلُ بِنَافَتُصِیبَ خَیْرًا'' (کیا تو ہمارے ساتھ نہیں اترے گا کہ تو بھلائی پائے)

''اَلَاتُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَاللّٰہُ لَکُمْ'' (کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے)

جب اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو ادباً عرض کے بجائے اسے رحمت اور شفقت کہا جائے گا جیسے امر اور نہی کو دعا کہا جاتا ہے۔

بعت واشتریت: "بع" فعل ماضی مبنی علی السکون۔ "ت" فاعل مبنی علی الضم مرفوع محلاً فعل + فاعل = جملہ نعلیہ خبریہ ...... "اشتری" فعل ماضی مبنی علی السکون...... "ت" فاعل مبنی علی الضم مرفوع محلاً...... فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ...... **فائدہ:** یہ دونوں جملے مل کر جملہ انشائیہ ہونگے بشرطیکہ کوئی معاملہ طے کرتے وقت دو علیحدہ شخص ان میں سے ایک ایک جملہ بولیں۔ یعنی ایجاب وقبول کریں۔

وقسم چون وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا وتعجب چون مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِهٖ

قسم جیسے وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا اور تعجب جیسے مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِهٖ

☆ **قسم**: وہ جملہ انشائیہ جس میں کسی معزز و محترم ذات کا ذکر کر کے اس کے ذریعے اپنی بات کو پختہ کیا جائے۔ جیسے: "وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا" (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا) "وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ" (اور قسم ہے زمانہ مصطفیٰ ﷺ کی یقینا انسان خسارے میں ہے)

☆ **تعجب**: وہ جملہ انشائیہ جو ایسی کیفیت پر دلالت کرے جو کسی مخفی سبب والی شے کے جان لینے سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ جیسے: "مَا اَحْسَنَهٗ" (کس شے نے اس کو حسین بنایا) "وَاَحْسِنْ بِهٖ" (وہ کتنا حسین ہے)۔

ضروری بات:

جملہ اسمیہ اور فعلیہ کا تفصیلی تعارف آپ دیکھ چکے ہیں ترکیب نحو میں اکثر اوقات شبہ جملہ کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے جس کے بارے میں ابتداء ہی سے کچھ معلومات ہو جانی چاہئیں تاکہ کلام کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

شبہ جملہ: ہر وہ عبارت جو صیغہ صفت (اسم فاعل و اسم مفعول)، جار مجرور یا کسی اسم ظرف مضاف مابعد پر مشتمل ہو۔

جیسے "عَلِيٌّ فَوْقَ الشَّجَرَةِ"، "زَيْدٌ قَائِمٌ"، "عَلِيٌّ فِي الدَّارِ"

مذکورہ مثالوں میں فَوْقَ الشَّجَرَةِ، قَائِمٌ اور فِي الدَّارِ شبہ جملہ واقع ہو رہے ہیں۔

فائدہ: شبہ جملہ کو جملہ ناقصہ قائم مقام جملہ اور بمنزلہ جملہ بھی کہا جاتا ہے۔

"علی" مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ مبتدا "فوق الشجرة" اسم ظرف + مضاف الیہ = شبہ جملہ خبر مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ...... "زَيْدٌ فِي الْبَلَدِ" "زید" مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ مبتدا "فی البلد" جار + مجرور حاضرٌ کے متعلق اور حاضرٌ شبہ جملہ خبر، مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

زید قائم: زید مبتدا...... قائم صیغہ صفت + فاعل = شبہ جملہ خبر...... مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل بران سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی حاصل نشود وآن بر سہ قسم ست اول مرکب اضافی چون غُلَامُ زَیْدٍ جزو اول را مضاف گویند و جزو دوم را مضاف الیہ و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد

فصل : جان تو کہ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب قائل کلام کر کے خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو اور وہ تین قسم پر ہے پہلا مرکب اضافی جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اس کی پہلی جز کو مضاف اور دوسری کو مضاف الیہ کہتے ہیں، مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

﴿مرکب غیر مفید﴾

مرکب کی دوسری قسم مرکب غیر مفید کہلاتی ہے اس کو غیر مفید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کو اس کے ذریعہ فائدہ تامہ (کامل فائدہ) حاصل نہیں ہوتا بلکہ بات ادھوری رہتی ہے اس وجہ سے اس کو مرکب ناقص اور غیر تام بھی کہتے ہیں۔ جیسے "احد عشر" اس کا معنی گیارہ ہے اور ظاہر ہے کہ صرف گیارہ کہنے سے مخاطب کو کوئی بات سمجھ نہیں آتی کیونکہ نہ تو اس میں کوئی اطلاع موجود ہے اور نہ ہی کسی قسم کی خواہش یا طلب پائی جا رہی ہے یاد رہے کہ جب مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو جائے تو وہ مرکب مفید بن جاتا ہے ذیل میں مرکب غیر مفید کی تعریف واقسام کا تذکرہ کیا جاتا ہے

تعریف : مرکب غیر مفید اس مرکب کو کہتے ہیں جس کا کہنے والا بات کر کے خاموشی اختیار کرے تو سننے والے کو کسی قسم کی خبر یا طلب حاصل نہ ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

۱) مرکب اضافی جیسے: "غُلَامُ زَیْدٍ" (زید کا غلام)
۲) مرکب بنائی جیسے: "أَحَدَ عَشَرَ" (گیارہ)
۳) مرکب منع صرف جیسے: "بَعْلَبَكُّ" (لبنان کے ایک شہر کا نام)

مرکب اضافی : مرکب غیر مفید کو مصنف نے تین قسموں پر تقسیم کیا ہے ان میں سے پہلی قسم مرکب اضافی ہے۔

مرکب اضافی سے مراد وہ مرکب ہے جو دو چیزوں (مضاف اور مضاف الیہ) پر مشتمل ہو۔

اجزاء مرکب اضافی کا تعارف:

مضاف: وہ کلمہ جس کی دوسرے کلمہ کی طرف اضافت (نسبت) کی جائے۔

جیسے"نَبِيُّ اللّٰهِ"(اللہ کے نبی) "خَلِيْلُ اللّٰهِ"(اللہ کے خلیل) عَبْدُاللّٰهِ (اللہ کا بندہ)
مذکورہ مثالوں میں نبی، خلیل اور عبد مضاف ہیں۔

مضاف کا حکم:

(۱) مضاف کے آخر میں نون تنوین نہیں آ سکتا اور اگر کسی اسم کے آخر میں تنوین موجود ہو تو اضافت کے وقت وہ حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے: "غُلَامُ زَيْدٍ" اضافت سے پہلے غُلَامٌ تھا اضافت کے وقت تنوین حذف ہو گئی۔

(۲) جب کسی تثنیہ یا جمع مذکر سالم کے صیغے کو دوسرے کلمہ کی طرف مضاف کیا جائے گا تو نون تثنیہ اور نون جمع حذف ہو جائیں گے۔ جیسے"ضَارِبَا زَيْدٍ"اور"ضَارِبُوْزَيْدٍ"...... "ضَارِبَا" اضافت سے پہلے"ضَارِبَانِ"اور"ضَارِبُوْا"اضافت سے پہلے "ضَارِبُوْنَ" تھے، اضافت کے وقت نون تثنیہ اور نون جمع حذف ہو گئے۔

(۳) مضاف پر الف لام نہیں آ سکتا اگر اضافت کے وقت اسم کے شروع میں الف لام موجود ہو تو وہ حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے"غُلَامُ زَيْدٍ" الغلام زید کہنا جائز نہیں ہے، البتہ اضافت لفظیہ کی صورت میں مضاف پر الف لام کا آنا جائز ہے بشرطیکہ مضاف تثنیہ، جمع ہو یا مضاف الیہ پر بھی الف لام ہو۔ جیسے"اَلْمُقِيْمِي الصَّلٰوة" "اَنْتُمُ الطَّالِبُوْ حَقٍّ" "هٰذَا الْكِتَابُ الدَّرْسِ"اور"اَلدَّارِسُ النَّحْوِ"۔

(۴) مضاف پر عامل کے مطابق اعراب آتا ہے لیکن مضاف الیہ اگر"ی" متکلم ہو تو مضاف کے آخر میں بہر صورت کسرہ ہوتا ہے البتہ اس کا اعراب عامل کے مطابق تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسے:"كِتَابِيْ"(میری کتاب)

فائدہ نمبر۱: مضاف کے آخر سے تنوین اور نون تثنیہ و جمع اس لئے حذف ہو جاتے ہیں کہ تنوین اور نون تثنیہ و جمع اسم کے کامل ہونے پر دلالت کرتے ہیں جبکہ اضافت اسم کے ناقص ہونے پر دلالت کرتی ہے یہ دونوں یعنی اسم کا ناقص ہونا اور کامل ہونا ضد ہونے کی وجہ سے جمع نہیں ہو سکتے۔ لہذا اضافت کے وقت مضاف کو تنوین اور نون تثنیہ و جمع مذکر سالم سے خالی کر لیا جاتا ہے۔

فائدہ نمبر۲: نون سے مراد نون جمع مذکر سالم ہے کیونکہ جمع مکسر کا نون اضافت کے وقت حذف نہیں ہوتا۔ جیسے هؤلاء شَيَاطِيْنُ الْاِنْس۔ شیاطین کے آخر میں نون باقی ہے کیونکہ یہ جمع مکسر ہے۔

مضاف الیہ : وہ اسم جس کی طرف کسی دوسرے اسم کی اضافت (نسبت) کی گئی ہو۔
جیسے "رَسُوْلُ اللّٰہِ" (اللہ کے رسول) "کَلِیْمُ اللّٰہِ" (اللہ کے کلیم)
مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں اللہ اسم جلالت مضاف الیہ ہے کیونکہ رسول اور کلیم اس کی طرف مضاف ہو رہے ہیں۔

مضاف الیہ کا حکم : مضافِ الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

مضاف الیہ کی اقسام :

ذات کے اعتبار سے مضاف الیہ کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) **اسم ظاہر** : جیسے "اَصْحَابُ الرَّسُوْلِ" الرسول مضاف الیہ اور اسم ظاہر ہے

(۲) **اسم ضمیر**: جیسے "قَلْبِیْ"۔"ی" مضاف الیہ اور اسم ضمیر ہے۔

(۳) مفرد: جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔ زید مضاف الیہ اور مفرد ہے۔

(۴) جملہ بتاویل مفرد: جیسے یَوْمَ یَنْفَعُ الصَّادِقِیْنَ
ینفع الصادقین مضاف الیہ اور جملہ ہے جو مفرد کی تاویل میں ہے۔

☆ صورت اعراب کے اعتبار سے مضاف الیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مضاف الیہ لفظاً مجرور ہوتا ہے۔
جیسے "رَئِیْسُ الْجَامِعَۃِ" الجامعة لفظاً مجرور ہے۔

(۲) مضاف الیہ تقدیراً مجرور ہوتا ہے۔
جیسے "تَکْرِیْمُ الْمُصْطَفٰی" المصطفیٰ تقدیراً مجرور ہے۔

(۳) مضاف الیہ محلاً مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: "کِتَابِیْ"......"ی" محلاً مجرور ہے۔

<u>مضاف الیہ کا حذف:</u>

مضاف الیہ کلام میں عام طور پر مذکور ہوتا ہے لیکن بعض مواقع پر مضاف الیہ محذوف ہوتا ہے وہ مواقع حسب ذیل ہیں:

۱) مضاف الیہ یائے متکلم ہو اور مضاف منادیٰ ہو۔
جیسے یَارَبِّ اور رَبِّ اغْفِرْلِیْ
(رَبِّ اصل میں رَبِّیْ ہے یائے متکلم مضاف الیہ محذوف ہے)

۲) مضاف الیہ کے حذف ہونے پر کوئی قرینہ موجود ہو تو مضاف الیہ محذوف مانا جائے گا مثلاً کلام سے ہی معلوم ہو رہا ہو جسے عام طور پر سیاق کلام کہتے ہیں۔

جیسے مُدَرِّسُ وَمُعَلِّمُ التَّلَامِيْذِ اصل میں مُدَرِّسُ التَّلَامِيْذِ وَمُعَلِّمُ التَّلَامِيْذِ ہے۔

۳) اسماء جہات (فوق، تحت، خلف، امام، شمال، یمین) اسی طرح قبل، بعد، اذ وغیرہ کا مضاف الیہ بھی کبھی محذوف ہوتا ہے۔ جیسے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۔ کلام میں قبل اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے اصل عبارت لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلِ غَلْبَةِ الرُّوْمِ وَمِنْ بَعْدِهٖ ہے اسی طرح حینئذ ہے اصل عبارت حِيْنَ اِذْ كَانَ ذَالِكَ كَذَالِكَ ہے۔

۴) حسب اور غیر کو جب اضافت سے منقطع کیا گیا ہو تو ان کا مضاف الیہ محذوف تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسے قَرَأْتُ كِتَابًا فَحَسْبُ اصل میں فَحَسْبِيْ ہے اور قَرَأْتُ كِتَابًا لَيْسَ غَيْرُ اصل میں لیس غیرہ ہے۔

فائدہ : کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض کے طور پر مضاف کے آخر میں تنوین لاحق کر دی جاتی ہے۔ جیسے حینئذ اصل میں حین اذ کان ذلک کذلک ہے

اضافت کی اقسام:

ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنے کو اضافت کا نام دیا جاتا ہے، اضافت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اضافت معنویہ** : اس کی دو صورتیں ہیں:

۱) غیر صیغہ صفت (اسم جامد، مصدر) اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔

جیسے: "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ" (حبل اسم جامد ہے اور مابعد اسم کی طرف مضاف ہے۔" اِكْرَامُ زَيْدٍ" (اکرام مصدر ہے اور مابعد اسم کی طرف مضاف ہے)۔

۲) صیغہ صفت غیر معمول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے جَاءَ كَاتِبُ الْقَاضِيْ، كَاتِبُ صیغہ صفت القاضی کی طرف مضاف ہے جو اس کا نہ فاعل ہے اور نہ مفعول بہ ہے

فائدہ: معمول سے مراد یہ ہے کہ صیغہ صفت کا مضاف الیہ اس کا فاعل یا مفعول ہو جبکہ غیر معمول سے مراد یہ ہے کہ صیغہ صفت کا مضاف الیہ اس کا فاعل یا مفعول نہ ہو۔

(۲) **اضافت لفظیہ** : صیغہ صفت کی اضافت کسی دوسرے اسم کی

طرف کرنا۔ جیسے : "بَدِيْعُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ" بدیع صیغہ صفت اور مضاف ہے۔

تتمہ : علماء نحو کے نزدیک اضافت معنویہ کی صورت میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر، لام، من، یا فی میں سے کوئی ایک مقدر رہتا ہے۔ جیسے : "هٰذَا غُلَامُ زَيْدٍ" اصل عبارت "هٰذَا غُلَامٌ لِزَيْدٍ" ......"اِشْتَرَيْتُ خَاتَمَ ذَهَبٍ" اصل عبارت "اِشْتَرَيْتُ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ" ......"يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ" اصل عبارت "يَاصَاحِبَيْ فِي السِّجْنِ"۔

فائدہ نمبر ۱: بعض اسماء فقط مضاف کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں، جس میں سے چند یہ ہیں۔ "عِنْدَ' لَدٰى' لَبٰى' سِوٰى' ذُوْ' وحد' اىٌّ' كِلَا' كِلْتَا' قبل، بعد، نحو، مثل، دون، بين، قاب، مع اور اسماء جہات وغیرہ"

فائدہ نمبر ۲: بعض اسماء ایسے ہیں جن کی اضافت صرف جملہ کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے: اِذْ ، حَيْثُ، مُذْ، مُنْذُ،

مثال: اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا، اِجْلِسْ حَيْثُ الْعِلْمِ مَوْجُوْدٌ ، مَارَاَيْتُهٗ مُذْيَوْمَيْنِ

فائدہ نمبر ۳: اسماء اعداد میں سے ثلاثة سے عشرة تک نیز مانة اور الف ہمیشہ مضاف کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں بعد والا اسم ان کا مضاف الیہ ہوتا ہے علاوہ ازیں ان اسماء کے مضاف الیہ کو تمیز اور معدود جبکہ اسماء اعداد مضاف کو ممیز اور عدد کہا جاتا ہے جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ ، مِائَةُ دِرْهَمٍ ، اَلْفُ دِيْنَارٍ

فائدہ نمبر ۴: مضاف اور مضاف الیہ ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوتے ہیں البتہ کبھی ان دونوں کے مابین کوئی فاصل بھی آجاتا ہے۔ جیسے: "يَاتَيْمَ تَيْمَ عَدِيٍّ" مذکورہ مثال میں تَيْم اول مضاف عَدِيٍّ مضاف الیہ ہے جبکہ دوسرا تَيْمَ ان کے مابین فاصل ہے۔

فائدہ نمبر ۵: اسماء ضمائر، اسماء اشارہ، اسماء موصولہ، اسماء شرط اور اسماء استفہام کی اضافت منع ہے یعنی ان تمام اسماء کو کسی صورت مضاف نہیں کیا جاسکتا البتہ اَیٌّ اسم استفہام اور اسم شرط اس ضابطے سے مستثنیٰ ہیں۔

هٰذَا غُلَامُ زَيْدٍ: "هٰذَا" مبتدا مرفوع محلا ...... "غلام" مضاف مرفوع بالضمة الظاهرة ......"زید" مضاف الیہ مجرور بالکسرة الظاهرة......مضاف + مضاف الیہ = خبر......مبتدا+ خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

دوم مرکب بنائی واوآنست کہ دواسم رایکے کردہ باشندواسم دوم متضمن حرفی باشد چون اَحَدَ عَشَرَ تاتِسْعَةَ عَشَرَ کہ دراصل اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ وَ تِسْعَةٌ وَّعَشَرٌ بودہ است واوراحذف کردہ ہردواسم رایکے کردندوہردوجزمبنی باشد برفتح الاّ اِثْنَا عَشَرَ کہ جزواول معرب است

دوسرامرکب بنائی اوروہ یہ ہے کہ دواسموں کوایک کیا گیا ہواوردوسرااسم کسی حرف کومتضمن ہوجیسے اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک اصل میں اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ وَ تِسْعَةٌ وَّعَشَرٌ تھے۔واؤکوحذف کرکے دواسموں کوایک کیا گیا ہےدونوں جزمبنی برفتح ہیں۔سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کیونکہ اسکاپہلاجزمعرب ہے

مرکب بنائی:

مرکب غیرمفید کی دوسری قسم مرکب بنائی ہےاسے مرکب عددی بھی کہا جاتا ہے۔
مرکب بنائی سے مرادوہ مرکب ہے جس میں دواسموں کواس طرح یکجا کیا جائے کہ دوسرااسم کسی حرف کوشامل ہو۔ جیسے : "اَحَدَعَشَرَ" اصل میں "اَحَدٌوَّعَشَرٌ" ہے۔۔۔۔۔۔"تِسْعَةَ عَشَرَ" اصل میں "تِسْعَةٌ وَّعَشَرٌ" ہے۔

دونوں مثالوں میں عشرواؤعطف کے معنی کوشامل ہے دونوں اسموں کوایک کرنے سے پہلے واو موجودتھی مرکب بنائی بناتے وقت واوکولفظاحذف کردیا گیانہ کہ معنی نیز"اَحَدَعَشَرَ" سے"تِسْعَةَ عَشَرَ" تک تمام اعدادمرکب بنائی ہیں۔

مرکب بنائی کااعراب:

مرکب بنائی کی دونوں جزیں مبنی علی الفتح (فتح پرمبنی) ہوتی ہیں البتہ اثنا عشر (اور اثنتا عشر) میں پہلا جزمعرب اوردوسرامبنی علی الفتح ہوتا ہے۔

عِنْدِیْ اَحَدَعَشَرَ رُوْبِیَّۃً :
عندی: خبرمقدم (مضاف،مضاف الیہ)۔۔۔۔۔ احدعشر: ممیزمرکب بنائی جزواول وثانی مبنی علی الفتح۔۔۔۔۔روبیۃ: تمیزمنصوب بالفتحۃ الظاہرۃ۔۔۔۔۔
ممیز+تمیز = مبتدامؤخر ۔۔۔۔۔ مبتدا+خبر=جملہ اسمیہ خبریہ

سوم مرکب منع صرف واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند و اسم دوم متضمن حرفی نباشد چون بَعْلَبَکُّ وَحَضْرَمَوْتَ کہ جز و اول مبنی باشد بر فتحہ بر مذہب اکثر علماء و جز و دوم معرب بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چون غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ وَعِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَکُّ

مرکب منع صرف اور وہ یہ ہے کہ دو اسموں کو ملا کر ایک کیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن نہ ہو جیسے بَعْلَبَکُّ اور حَضْرَمَوْتُ اسکا پہلا جز مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اکثر علماء کے نزدیک اور دوسرا جز معرب ہوتا ہے جان تو کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کی جز ہوتا ہے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ وَعِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَکُّ

<u>مرکب منع صرف:</u>

وہ مرکب کہ دو اسموں کو ایک کر دیا جائے اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن (مشتمل) نہ ہو۔

جیسے : ''بَعْلَبَکُّ'' بیروت کے نواح میں ایک شہر یا قلعہ کا نام ہے، بعل اور بک دو علیحدہ اسم ہیں جن کو ایک کیا گیا ہے۔...... ''حَضْرَمَوْتُ'' یمن کے ایک شہر کا نام، خضر اور موت دو علیحدہ اسم ہیں جن کو ایک کیا گیا ہے۔

<u>مرکب منع صرف کی دیگر مثالیں</u>

فیصل آباد، اسلام آباد، راول پنڈی، سعودی عرب، نیویارک

<u>مرکب منع صرف کا اعراب:</u>

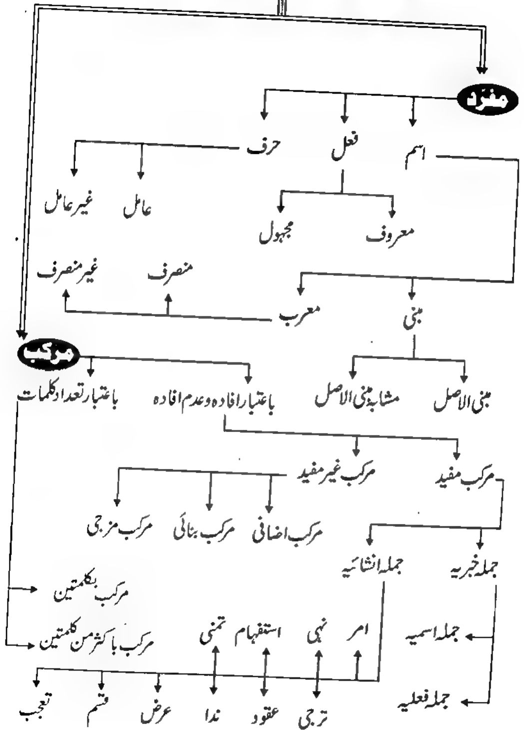
اکثر علماء نحو کے نزدیک مرکب منع صرف کا پہلا جز مبنی علی الفتح اور دوسرا معرب ہوتا ہے البتہ بعض اہل نحو کے نزدیک مرکب منع صرف کے دونوں جز معرب ہوتے ہیں اور ان میں سے پہلا مضاف جبکہ دوسرا مضاف الیہ ہوتا ہے۔

فائدہ : مصنف نے مرکب غیر مفید کی بحث کو ختم کرتے ہوئے ایک اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ کہ مرکب غیر مفید مکمل جملہ نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ جملہ یعنی مرکب مفید کا ایک جزو ہوتا ہے۔ جیسے "غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ" اس جملے کے دو جز ہیں ایک قائم جو کہ خبر ہے اور دوسرا غلام زید مرکب غیر مفید جو کہ مبتدا ہے۔ مصنف نے مرکب غیر مفید کی تین قسمیں بیان کی ہیں لیکن مرکب توصیفی، مرکب صوتی، مرکب عطفی، مرکب بیانی اور مرکب بدلی بھی مرکب غیر مفید ہی میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مرکب توصیفی۔ جیسے: "شَجَرَۃٌ مُثْمِرَۃٌ" مرکب صوتی۔ جیسے: "سِیْبَوَیْہِ"۔ مرکب عطفی۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو، مرکب بیانی۔ جیسے: جَاءَ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ اور مرکب بدلی۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ اَخُوْكَ۔

فائدہ : مرکب توصیفی سے مراد وہ مرکب ہے جو موصوف اور صفت پر مشتمل ہو جیسے جَائَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ رَجُلٌ عَالِمٌ مرکب توصیفی ہے۔۔ مرکب صوتی وہ مرکب ہے جو کسی اسم کے آخر میں ھا ساکن یا مکسور با تنوین کا اضافہ کرنے سے وجود میں آئے جیسے سِیْبَوَیْہِ۔ علاوہ ازیں دیگر مرکبات کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

فائدہ : مرکب بنائی کو مرکب تعدادی، مرکب عددی جبکہ مرکب منع صرف کو مرکب مزجی اور مرکب غیر منصرف کہا جاتا ہے

ھٰذَا بَعْلَبَكُّ "ھذا" مبتدا مرفوع محلا...... "بعلبک" خبر جز اول مبنی علی الفتح و جز و ثانی مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ...... مبتدا+ خبر = جملہ اسمیہ خبریہ


لفظ مستعمل
مفرد
اسم
فعل
حرف
عامل
غیر عامل
معروف
مجہول
منصرف
غیر منصرف
معرب
مبنی
مبنی الاصل
مشابہ مبنی الاصل
مرکب
باعتبار افادہ وعدم افادہ
باعتبار تعداد کلمات
مرکب مفید
مرکب غیر مفید
مرکب اضافی
مرکب بنائی
مرکب مزجی
جملہ خبریہ
جملہ انشائیہ
مرکب بکلمتین
مرکب باکثر من کلمتین
جملہ اسمیہ
جملہ فعلیہ
امر
نہی
استفہام
تمنی
ترجی
عقود
ندا
عرض
قسم
تعجب

فصل بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرَبَ زَیْدٌ وَزَیْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چون اِضْرِبْ کہ اَنْتَ درو مستتر ست وازین بیشتر باشد وبیشتر را حدی نیست بدانکہ چون کلمات جملہ بسیار باشد اسم وفعل وحرف را با یکدیگر تمیز باید کردن ونظر کردن کہ معرب ست یا مبنی وعامل است یا معمول وباید دانستن کہ تعلق کلمات با یکدیگر چگونہ است تا مسند ومسند الیہ پیدا گردد ومعنی جملہ بتحقیق معلوم شود۔

فصل: جان تو کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا لفظاً ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ وَزَیْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً ہو جیسے اِضْرِبْ کہ اس میں اَنْتَ ضمیر پوشیدہ ہے اور جملہ اس سے زیادہ بھی ہوتا ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جان تو کہ جب جملہ کے کلمات بہت زیادہ ہوں تو اسم فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے کہ مبنی، عامل ہے کہ معمول اور جاننا چاہیے کہ کلمات کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کیا ہے تا کہ مسند اور مسند الیہ واضح ہو جائیں اور جملہ کا معنی تحقیق کیساتھ معلوم ہو جائے۔

کلمات جملہ:

مرکب کی بحث کے آخر میں مصنف نے جملہ کے متعلق مندرجہ ذیل اہم باتوں کی نشاندہی کی ہے:

(۱) جملہ میں کم از کم دو کلموں کا ہونا ضروری ہے چاہے جملہ میں دونوں کلمے لفظاً موجود ہوں۔ جیسے "ضَرَبَ زَیْدٌ، تَبَارَكَ اللّٰهُ، زَیْدٌ قَائِمٌ، اَللّٰهُ خَالِقُنَا" ...... یا جملہ میں ایک کلمہ لفظاً موجود ہو جبکہ دوسرا کلمہ لفظاً موجود نہ ہو بلکہ وہ پہلے کلمہ میں پوشیدہ ہو۔ جیسے: "اِضْرِبْ" اس میں اَنْتَ ضمیر پوشیدہ ہے۔ یعنی معنوی طور پر یہ دو ہی کلمے ہوتے ہیں ایک "اِضْرِبْ" اور دوسرا "اَنْتَ"۔

(۲) ایک جملہ میں دو سے زائد کلمات بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ...... سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا"

(۳) جملہ کے مفہوم کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے مسند اور مسند الیہ، عامل اور معمول کی پہچان بہت ضروری ہے یعنی کلمات کا آپس میں کیا تعلق ہے اسی طرح یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ کلمات میں سے کون سا کلمہ معرب ہے اور کون سا کلمہ مبنی ہے علاوہ ازیں دو سے زائد کلمات ہونے کی صورت میں اسم، فعل اور حرف کی الگ سے پہچان بھی ضروری ہے تا کہ مفہوم جملہ صحیح طور پر سمجھا جا سکے۔ جیسے: کَتَبَ زَیْدٌ بِالْقَلَمِ ..... کَتَبَ: فعل، مسند، مبنی اور عامل ہے۔..... زید: اسم، مسند الیہ، معرب اور معمول ہے۔..... ب: حرف جر مبنی اور عامل ہے۔..... القلم: اسم معرب اور معمول ہے۔

کلام سے متعلق اہم باتیں:

نمبر۱) لغت کے اعتبار سے کلام مندرجہ ذیل معانی کیلئے آتا ہے:

☆ کلام نفسی یعنی وہ کلام جو صوت اور حرف سے خالی ہو۔

☆ مطلقاً لفظ چاہے کوئی فائدہ دے یا نہ دے۔ ☆ خط

☆ اشارہ ☆ لسان حال

☆ ہر ایسی بات جس کے ذریعے مقصود تک پہنچا جا سکے۔ جیسے عقد و نصب

نمبر۲) کلام مندرجہ ذیل تین طریقوں سے حاصل ہوتا ہے:

☆ کلام دو اسموں سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ ۔ اَللّٰہُ غَنِیٌّ

☆ کلام ایک فعل اور ایک اسم سے حاصل ہوتا ہے جبکہ دونوں ظاہر ہوں۔
جیسے: قَامَ زَیْدٌ

☆ کلام ایک فعل اور ایک اسم سے حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ دونوں ظاہر نہ ہوں بلکہ مقدر ہوں

جیسے: فقط نَعَم کہہ دینا اس شخص کے جواب میں جو سوال کرے ''هَلْ قَامَ زَیْدٌ'' یہاں بھی کلام ایک اسم اور ایک فعل سے حاصل ہو رہا ہے لیکن دونوں مقدر ہیں اصل عبارت یوں ہوگی۔ نَعَمْ قَامَ زَیْدٌ۔

فائدہ نمبر۱: بعض اوقات کلام میں فقط ایک فعل ہوتا ہے جبکہ اسم ایک سے زائد بھی ہوتے ہیں۔ جیسے: کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا ، اس کلام میں دو اسم ہیں۔ ظَنَنْتُ زَیْدًا قَائِمًا ۔ اس کلام میں تین اسم ہیں، اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًوا قَائِمًا اس کلام میں چار اسم ہیں۔

فائدہ نمبر۲: بعض اوقات کلام میں ایک سے زائد فعل اور اتنے ہی اسم ہوتے ہیں جیسے اِنْ قَامَ زَیْدٌ قُمْتُ، اس کلام میں دو فعل اور دو اسم ہیں۔

فائدہ نمبر۳: کلام میں کبھی بظاہر ایک اسم اور اس کے ساتھ ایک حرف ہی دکھائی دیتا ہے اس کے علاوہ نہ تو کوئی دوسرا اسم کلام میں ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی فعل جیسے۔ ''یَا زَیْدُ'' جس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے، کہ شاید کلام ایک اسم اور ایک حرف سے بھی حاصل ہو سکتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ حرف ندا فعل اُنَادِیْ، اَطْلُبُ یا اَدْعُوْ کے قائم مقام ہوتا ہے یعنی یَا زَیْدُ اصل میں اُنَادِیْ زَیْدًا ہے گویا یہ بھی درحقیقت ایک فعل اور ایک اسم ہوا۔

فائدہ نمبر ۴: کبھی کلام ایک فعل اور ایک اسم سے حاصل ہوتا ہے جبکہ فعل لفظاً موجود ہو اور اسم مقدر ہو جیسے اِقْرَأْ۔

فصل بدانکہ علامت اسم آنست کہ الف ولام

فصل : جان تو کہ علامات اسم یہ ہے کہ الف لام

علامات اسم : علامت بمعنی نشانی سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعے کسی شے کی پہچان ہوتی ہے، لہٰذا اسم کی علامات سے مراد یہ ہوگا کہ وہ خاص نشانیاں جن کے ذریعے یہ معلوم ہو کہ وہ کلمہ اسم ہے فعل یا حرف نہیں۔ اگر کسی کلمہ میں اسم کی کوئی ایک نشانی بھی موجود ہوئی تو وہ کلمہ لازماً اسم ہوگا فعل یا حرف نہیں ہوگا۔ مصنف نے اسم کی گیارہ علامات ذکر کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) کلمہ کے شروع میں الف لام ہو جیسے۔ اَلْحَمْدُ ، اَلْكِتَاب ، اَلظَّاهِرُ، اَلْبَاطِنُ

فائدہ : دخول الف ولام سے مراد یہ ہے کہ وہ کلمہ الف لام کو قبول کرتا ہو اور الف لام کے داخل ہونے سے کلمہ کی حیثیت میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہو۔ مثلاً الف لام کے دخول سے پہلے نکرہ تھا بعد از دخول معرفہ ہو جائے۔ الف لام کو حرف تعریف اور اَلْ بھی کہا جاتا ہے۔

<u>حرف تعریف کی حقیقت کے بارے میں علماء نحو کا اختلاف:</u>

(ا) حرف تعریف الف ولام دونوں پر مشتمل ہے ہمزہ (الف) قطعی ہے جس کو درج کلام میں کثرت استعمال کی بنا پر تخفیفاً حذف کیا جاتا ہے۔ (امام خلیل)

(ب) حرف تعریف فقط ہمزہ ہے لام ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریف میں فرق رکھنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ (امام مبرد)

(ج) حرف تعریف فقط لام ہے ہمزہ وصلی ہے۔ جس کو لام سے پہلے اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ کلام کی ابتدا کرنا ممکن ہو اور یہی جمہور نحویوں کا مذہب ہے۔ (امام سیبویہ اور اکثر نحاۃ)

اَلْ کی اقسام: الف لام کی دو قسمیں ہیں، ایک اسمی اور دوسری حرفی۔ الف لام اسمی فقط اسم فاعل اور اسم مفعول حدوثی پر داخل ہوتا ہے اور اَلَّذِیْ یا اَلَّتِیْ کا معنی دیتا ہے۔ جبکہ الف لام حرفی مذکورہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے علاوہ تمام اسماء پر داخل ہوتا ہے۔ ذیل میں الف لام حرفی کی مکمل تفصیل بیان کی جارہی ہے:

<u>اَلْ حرفی کی اقسام:</u>

الف لام حرفی کی دو قسمیں ہیں: (۱) الف لام زائد (۲) الف لام غیر زائد (اصلیہ)

الف لام زائد کی چار اقسام ہیں:

۱) الف لام زائد عوضی لازم۔ جیسے: اَللّٰہ

۲) الف لام زائد عوضی غیر لازم۔ جیسے: اَلنَّاسُ

۳) الف لام زائد غیر عوضی لازم۔ جیسے: اَلنَّجْمُ ، اَلثُّرَیَّا

۴) الف لام زائد غیر عوضی غیر لازم۔ جیسے: فَیَاالْغُلَامَانِ اللَّذَانِ فَرَّا

الف لام حرفی غیر زائد چار طرح کا ہوتا ہے:

الف لام جنسی: الف لام کے مدخول سے مراد جنس ہو تو الف لام جنسی ہوگا۔

جیسے: اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْاَۃِ

الف لام استغراقی: الف لام کے مدخول سے مراد تمام افراد ہوں تو الف لام استغراقی ہوگا۔

جیسے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

الف لام عہد خارجی: الف لام کے مدخول سے مراد بعض معین افراد ہوں تو الف لام عہد خارجی ہوگا۔

جیسے: فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ

الف لام عہد ذہنی: الف لام کے مدخول سے مراد بعض غیر معین افراد ہوں تو الف لام عہد ذہنی ہوگا۔

جیسے: فَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ

☆ بعض علماء نحو الف لام غیر زائد کی تقسیم یوں کرتے ہیں:

الف لام عہدی کی تعریف: وہ الف لام جس کے مصداق سے متکلم ومخاطب دونوں آگاہ ہوں

جیسے كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ

الف لام عہدی کی اقسام:

عہدذکری: وہ الف لام جس کا معہود نکرہ کی صورت کلام میں پہلے گذر چکا ہو۔

جیسے زُجَاجَةٌ الزُّجَاجَةُ ، اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَونَ الرَّسُوْلَ

عہد ذھنی: وہ الف لام جس کا معہود فرد خاص کی صورت میں ذہن میں پہلے سے حاضر ہو۔ جیسے اِذْهُمَا فِی الْغَارِ (خاص غار مراد ہے)

عہد حضوری: وہ الف لام جس کا معہود تکلم کے وقت حاضر ہو۔

جیسے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

الف لام جنسی : وہ الف لام جس کا مدخول مکمل جنس پر دلالت کرے، یا وہ الف لام جو اپنے مدخول کی حقیقت وماہیت بیان کرے اور محض جنس کے معنی کی وضاحت کرے۔

الف لام جنسی کی اقسام:

الف لام ماھیت : وہ الف لام جس کی دلالت جنس پر ہو قطع نظر افراد کے

جیسے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ

الف لام استغراقی : وہ الف لام جس کی دلالت جنس کے تمام افراد پر ہو۔

جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ

الف لام استغراقی لخصائص الافراد :

وہ الف لام جس کے مدخول سے جنس کے تمام خصائص وصفات مراد ہوں۔ جیسے اَنْتَ الرَّجُلُ (یعنی تم میں رجولیۃ کی تمام صفات موجود ہیں)۔

الف لام زائد: وہ الف لام جو نکرہ اور معرفہ دونوں پر داخل ہو۔

اَلْ زائد کی اقسام:

لازمه : اس کے درج ذیل مقامات ہیں:

☆ وہ اَلْ جو بعض ایسے اسماء کے شروع میں ہو جو اہل عرب سے اسی طرح سنے گئے ہوں۔ جیسے : اَللَّاتُ وَالْعُزّٰى

☆ وہ اَلْ جو بعض اسماء ظروف کے شروع میں ہوتا ہے۔ جیسے: اَلْاٰنَ

☆ وہ ال جو اسماء موصولہ کے شروع میں محض اس کی تحسین کے لئے لاحق ہوتا ہے۔

جیسے اَلَّذِيْ ، اَلَّتِيْ

غیر لازمه: وہ ال جو بعض اعلام منقولہ کے شروع میں تحسین کے لئے آتا ہے۔

جیسے: اَلْعَبَّاسُ وَالْفَضْلُ

فائدہ : اعلام منقولہ سے مراد وہ اعلام ہیں جو اصل میں مصدر، اسم جنس یا صیغہ صفت ہو بعد میں اسے علم کی طرف نقل کیا گیا ہو تفصیل معرفہ کی بحث میں۔

یا حرف جر دراولش باشد چون اَلْحَمْدُ وَبِزَیْدٍ یا تنوین در آخرش باشد چون زَیْدٌ

یا حرف جر اس کے شروع میں ہو جیسے اَلْحَمْدُ اور بِزَیْدٍ یا تنوین اسکے آخر میں ہو جیسے زَیْدٌ

---

(۲) کلمہ کے شروع میں حرف جر ہو۔ جیسے بِزَیْدٍ

حرف جارہ کی تعریف : وہ حرف جو اسم پر داخل ہو کر اس کے آخر میں جر دیتا ہے۔

فائدہ : حرف جر کی کل تعداد سترہ ہے: "بَا، تَا، کَاف، لَام، وَاؤ، مُذْ، مُنْذُ، رُبَّ، فِیْ، عَنْ، عَلٰی، حَتّٰی، اِلٰی، مِنْ، عَدَا، حَاشَا، خَلَا"

(۳) کلمہ کے آخر میں تنوین ہو۔ جیسے زَیْدٌ، فَرَسٌ، جَمَلٌ

تنوین کی تعریف : وہ نون ساکن جو لکھنے میں نہ آئے اور تلفظ کے اعتبار سے کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو۔

تنوین کی اقسام :

۱۔ تنوین تمکن یا تنوین صرف...... ۲۔ تنوین مقابلہ...... ۳۔ تنوین تنکیر......

۴۔ تنوین عوض...... ۵۔ تنوین ترنم...... ۶۔ تنوین تکثیر...... ۷۔ تنوین ضرورۃ......

۸۔ تنوین زیادۃ...... ۹۔ تنوین حکایۃ...... ۱۰۔ تنوین غلو یا تنوین غالی

فائدہ: نون تنوین کو عموماً حالت رفعی میں دو پیش، حالت نصبی میں دو زبر اور حالت جری میں دو زیر کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے: "جَاءَ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ" ......زَیْدٌ اصل میں زَیْدُنْ ہے، زَیْدًا اصل میں زَیْدَنْ ہے، زَیْدٍ اصل میں زَیْدِنْ ہے۔

فائدہ : اکثر علماء نحاۃ نے تنوین کی فقط پانچ قسمیں ہی بیان کی ہیں، ان میں سے چار اسم کے ساتھ خاص ہیں جبکہ تنوین ترنم اسم کے ساتھ خاص نہیں اور جو حضرات دس اقسام بیان کرتے ہیں ان کے نزدیک آٹھ قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں جبکہ تنوین ترنم اور تنوین غلو اسم کے ساتھ خاص نہیں۔

یا مسند الیہ باشد چوں زَیْدٌ قَائِمٌ یا مضاف باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ

یا مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ یا مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ

(۴) کلمہ مسند الیہ ہو۔

جیسے: "زَیْدٌ قَائِمٌ" - "صَامَ زَیْدٌ" دونوں جگہ زید مسند الیہ ہے -

<u>مسند الیہ کے تحت مندرجہ ذیل کلمات آتے ہیں:</u>

☆ فاعل: جیسے جَاءَ <u>الْحَقُّ</u> وَزَهَقَ <u>الْبَاطِلُ</u>.

☆ نائب فاعل: جیسے يُعَاقَبُ <u>الْعَاصُوْنَ</u> وَيُثَابُ <u>الطَّائِعُوْنَ</u>

☆ مبتدا: جیسے: <u>اَلصَّبْرُ</u> مِفْتَاحُ الْفَرَجِ

☆ فعل ناقص کا اسم: جیسے كَانَ <u>اللّٰهُ</u> عَلِيْمًا حَكِيْمًا

☆ لیس کے مشابہ حروف کا اسم:

جیسے اِنْ <u>اَحَدٌ</u> خَيْرًا مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا بِالْعَقْلِ وَالْعِلْمِ

☆ حروف مشبہ بالفعل کا اسم: جیسے اِنَّ <u>اللّٰهَ</u> عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

☆ لائے نفی جنس کا اسم: جیسے لَا <u>اِلٰهَ</u> اِلَّا اللّٰهُ

(۵) کلمہ مضاف ہو۔

جیسے: "غُلَامُ زَيْدٍ عِنْدِىْ" غلام مضاف ہے۔

فائدہ: مضاف الیہ بھی اسم ہوتا ہے۔

هٰذَا الْكِتَابُ مُفِيْدٌ هذا: موصوف الكتاب: (اسم بوجہ الف لام) صفت، موصوف + صفت = مبتدا مفيد: اسم فاعل + فاعل (هو) خبر: مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

یا مصغر باشد چون قُرَیْشٌ یا منسوب باشد چون بَغْدَادِیٌ یا مثنّٰی باشد چون رَجُلَانِ
یا مجموع باشد چون رِجَالٌ

یا مصغر ہو جیسے قریش یا منسوب ہو جیسے بغدادی یا تثنیہ ہو جیسے رجلان یا جمع ہو جیسے رجال

---

(۶) کلمہ مصغر ہو، جیسے ، قُرَیْشٌ، رُجَیْلٌ

مصغر کی تعریف: وہ اسم جو مدلول کی حقارت، قلت، عظمت، قربت یا اس کی محبت پر دلالت کرے

مثال: **حقارت:** جیسے رُجَیْلٌ یعنی رَجُلٌ صَغِیْرٌ

قلت: جیسے عُلَیْمٌ یعنی رَجُلٌ عِلْمُهٗ قَلِیْلٌ

عظمت: جیسے قُرَیْشٌ یعنی قَبِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ

تقریب: جیسے قُبَیْلٌ یعنی قَبْلَ الْقَرِیْبِ

محبت بالدلیل: جیسے بُنَیٌّ یعنی اَلْاِبْنُ الْمَحْبُوْبُ

اوزان تصغیر:

ثلاثی: فُعَیْلٌ......رجیل (رجل کی تصغیر)

رباعی: فُعَیْعِلٌ......منیزل (مَنْزِل کی تصغیر)

خماسی: فُعَیْعِیْلٌ ...... عصیفیر (عُصْفُوْر کی تصغیر)

تصغیر کا فائدہ:

تصغیر کے ذریعے کلام کے اختصار اور کسی شئ کے حجم میں کمی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے

(۷) کلمہ منسوب ہو۔ جیسے بَغْدَادِیٌ

منسوب کی تعریف: وہ اسم جس کے آخر میں یا مشدد ماقبل کسرہ لاحق ہو۔ جیسے:
مَدَنِیٌّ، مَکِّیٌّ، پَاکِسْتَانِیٌّ، حَنَفِیٌّ،

(۸) کلمہ تثنیہ ہو۔ جیسے رَجُلَانِ، اِمْرَاَتَانِ

(۹) کلمہ جمع ہو۔ جیسے رِجَالٌ ، مُؤمِنُوْنَ

فائدہ: تثنیہ اور جمع اسم کے خاصے ہیں فعل کو مجازاً تثنیہ یا جمع کہا جاتا ہے۔

یا موصوف باشد چون جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائی متحرک بدو پیوند و چون ضَارِبَةٌ

یا موصوف ہو جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تاء متحرکہ اسکے ساتھ متصل ہو جیسے ضاربة۔

(۱۰) کلمہ موصوف ہو۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ ، رجل موصوف ہے..... اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ امراۃ موصوف ہے۔

(۱۱) کلمہ کے ساتھ تائے متحرکہ متصل ہو۔ جیسے ضَارِبَةٌ ، مُسْلِمَةٌ، مُؤمِنَةٌ

نوٹ: تائے متحرکہ سے مراد وہ تاء ہے جو حالت وقف میں ھاء میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

تنبیہ: مصنف نے اسم کی گیارہ علامتیں ذکر کی ہیں لیکن اسم کی علامتیں اس سے زائد ہیں جن میں کچھ فائدہ کے لئے ذیل میں بیان کی جارہی ہیں:

۱) کلمہ کے شروع میں حرف ندا ہو۔ جیسے: یَازَیْدُ

۲) کلمہ کے شروع میں اِنَّ یا اس کے اخوات میں سے کوئی حرف ہو جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ

۳) کلمہ کے شروع میں لَوْلَا امتناعیہ ہو۔ جیسے: لَوْلَا عَلِیٌّ لَہَلَکَ عُمَرُ

۴) کلمہ کے شروع میں واؤ حالیہ ہو۔ جیسے: لَاتَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ

۵) کلمہ کے شروع میں اَمَّا تفصیلیہ ہو۔ جیسے: فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَاتَقْہَرْ

۶) کلمہ کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے: حُبْلٰی

۷) کلمہ کے آخر میں الف ممدودہ ہو۔ جیسے: حَمْرَاءُ

۸) وہ کلمہ ضمیر ہو۔ جیسے: اَنَا

۹) وہ کلمہ مبہم ہو۔ جیسے: ھٰذَا

۱۰) وہ کلمہ ناقص ہو۔ جیسے: اَلَّذِیْ

۱۱) وہ کلمہ مؤنث ہو۔ جیسے: زَیْنَبُ

۱۲) وہ کلمہ مذکر ہو۔ جیسے: رَجُلٌ

اسی طرح کلمہ کا کلام میں فاعل، مفعول اور منعوت واقع ہونا اور اس کا معرفہ و نکرہ ہونا بھی اسم کی علامات میں سے ہے۔

اَلْقُرَیْشُ قَبِیْلَۃٌ مِّنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ القریش: (اسم بوجہ تصغیر) مرفوع بالضمة الظاہرة مبتدا
قبیلة: مرفوع بالضمة الظاہرة خبر..... من :حرف جار۔ قبائل:اسم جمع مکسر مضاف
العرب: مضاف الیہ مجرور بالکسرة الظاہرة..... مضاف + مضاف الیہ = مجرور جار + مجرور ظرف
مستقر متعلق قبیلة کے ہوکر خبر .... مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

وعلامت فعل آنست کہ قَدْ دراولش باشد چون قَدْ ضَرَبَ

علامت فعل وہ ہے کہ اسکے شروع میں قد ہو جیسے قدضرب۔

علامات فعل:

اسم کی علامات کے بعد فعل کی علامات کا تذکرہ کیا گیا ظاہر ہے اس سے مراد وہ خاص نشانیاں ہیں جن کے ذریعے فعل کو پہچانا جاتا ہے، صاحب نحو میر نے فعل کی آٹھ علامتیں بیان کی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) کلمہ کے شروع میں حرف قد ہو۔ جیسے قَدْ ضَرَبَ

حرف قد کے بارے میں چند اہم باتیں:

قد فعل ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے، قد فعل ماضی پر داخل ہو تو مختلف معانی کا فائدہ دیتا ہے

☆ قد فعل ماضی پر داخل ہو کر تقریب کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" (نماز ابھی کھڑی ہوئی)

☆ قد فعل ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْسَمِعَ اللّٰہُ" (یقیناً اللہ نے سنا)

قد فعل مضارع پر داخل ہو تو مندرجہ ذیل معانی کا فائدہ دیتا ہے:

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر توقع کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْیَقْدَمُ الْغَائِبُ الْیَوْمَ" (توقع ہے کہ غائب شخص آج آجائے گا)

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْیَعْلَمُ اللّٰہُ" (یقیناً اللہ جانتا ہے)

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر تکثیر کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْیَجُوْدُ الْکَرِیْمُ" (سخی بہت سخاوت کرتا ہے)

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو کر تقلیل کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: "قَدْیَصْدُقُ الْکَذُوْبُ" (جھوٹے بھی کبھی سچ کہہ دیتے ہیں)

قد سمع اللہ قد برائے تحقیق علامت فعل، سمع: فعل ماضی مبنی علی الفتح
اللہ: اسم جلالت فاعل مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ۔۔۔۔۔فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

یاسین باشد چون سَیَضْرِبُ یاسَوْفَ باشد چون سَوْفَ یَضْرِبُ

یاسین ہو جیسے سیضرب یاسوف ہو جیسے سوف یضرب

(۲) کلمہ کے شروع میں حرف سین ہو۔

جیسے: سَیَضْرِبُ (عنقریب وہ مارے گا)

سَیَقُوْلُ السُّفَهَاءُ (عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے)

(۳) کلمہ کے شروع میں حرف سوف ہو۔ جیسے: "سَوْفَ یَقُوْمُ الرَّئِیْسُ"

(رئیس آئندہ کھڑا ہوگا) سَوْفَ یَضْرِبُ (آئندہ وہ مارے گا)

فائدہ نمبر ۱: سین اور سوف دونوں فعل مضارع کو زمانہ مستقبل کے ساتھ مختص کرنے کے لئے آتے ہیں لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ سین فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے مستقبل قریب جبکہ سوف فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے مستقبل بعید کے معنی میں کر دیتا ہے۔

فائدہ نمبر ۲: فعل مضارع پر داخل ہونے والے سین کو حرف تنفیس اور سوف کو حرف تسویف کہا جاتا ہے۔

تنبیہ: فعل مضارع مطلق حال اور استقبال دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے اور اگر فعل مضارع سے پہلے یا بعد میں کوئی اور کلمہ موجود ہو تو فعل مضارع ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

☆ درج ذیل صورتوں میں فعل مضارع زمانہ استقبال کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے:

(۱) فعل مضارع کے شروع میں حرف تنفیس (سین) یا حرف تسویف (سوف) ہو۔

جیسے سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

(۲) فعل مضارع کے شروع میں اذا ظرفیہ ہو۔ جیسے: أُحِبُّکَ إذَا تُحِبُّنِیْ

(۳) فعل مضارع طلب یا دعا کے معنی پر مشتمل ہو۔

جیسے: لِیُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ، یَرْحَمُکَ اللّٰهُ

۴) فعل مضارع کے زمانہ استقبال کے ساتھ خاص ہونے پر کوئی معنوی قرینہ موجود ہو۔

جیسے: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ

۵) فعل مضارع سے پہلے حرف ناصب ہو۔ جیسے: لَنْ اَبْرَحَ

۶) فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید لاحق ہو۔ جیسے: لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِی الْیَمِّ

۷) فعل مضارع سے پہلے کلمات مجازات میں سے کوئی ہو۔ جیسے: اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ

۸) فعل مضارع سے پہلے حرف ترجی ہو۔ جیسے لَعَلِّیْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ

درج ذیل صورتوں میں فعل مضارع زمانہ حال پر دلالت کرتا ہے:

۱) فعل مضارع کے بعد الآن یا الساعة وغیرہ میں سے کوئی کلمہ ہو۔

جیسے: اُسَافِرُ الْآنَ

۲) فعل مضارع پر اِنْ نافیہ داخل ہو۔

جیسے: اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

۳) فعل مضارع پر ما نافیہ داخل ہو۔

جیسے: وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا

۴) فعل مضارع پر لام ابتدا داخل ہو۔

جیسے: اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ

درج ذیل صورتوں میں فعل مضارع زمانہ ماضی کے ساتھ خاص ہوتا ہے:

۱) فعل مضارع پر لَمْ جازم داخل ہو۔

جیسے: لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

۲) فعل مضارع پر لَمَّا جازمہ داخل ہو۔

جیسے: لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ

۳) فعل مضارع پر رُبَّمَا داخل ہو۔

جیسے: رُبَّمَا تَكْرَهُ مَا فِیْهِ الْخَیْرُ لَكَ

یا حرف جزم بود چون لَمْ یَضْرِبْ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند و چون ضَرَبْتُ یا تای ساکن چون ضَرَبَتْ یا امر باشد چون اِضْرِبْ یا نہی باشد چون لَا تَضْرِبْ

یا حرف جازم ہو جیسے لم یضرب یا ضمیر مرفوع متصل اسکے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے ضَرَبْتُ یا تائے ساکنہ ہو جیسے ضَرَبَتْ یا امر ہو جیسے اضرب یا نہی ہو جیسے لاتضرب۔

---

(۴) کلمہ کے شروع میں حرف جازم ہو، جیسے لَمْ یَضْرِبْ

حروف جوازم کی دو قسمیں ہیں: (الف) وہ حروف جوازم جو فقط ایک فعل کو جزم دیتے ہیں یہ مندرجہ ذیل چار حروف ہیں:

لم	جیسے لَمْ یَکْذِبْ۔	لما	جیسے: لَمَّا یَکْذِبْہ
لام امر	جیسے لِیَکْذِبْ،	لائے نہی	جیسے لَا یَکْذِبْ

(ب) وہ حرف جازم جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں یہ ایک ہی حرف ہے:

ان جیسے اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ

(۵) کلمہ کے آخر میں ضمیر مرفوع متصل ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَ

(۶) کلمہ کے آخر میں تائے ساکن لاحق ہو۔ جیسے ضَرَبَتْ

(۷) وہ کلمہ امر ہو، جیسے اِضْرِبْ

(۸) وہ کلمہ نہی ہو، جیسے لَا تَضْرِبْ

فائدہ: (ا) امر اور نہی اگرچہ حرف جوازم کے تحت داخل ہیں لیکن مصنف نے ان کو علیحدہ بطور علامت فعل ذکر کیا ہے۔

(ب) فعل امر حاضر معروف کے شروع میں لام امر مقدر ہوتا ہے جس کی بناء پر فعل امر حاضر معروف پر جزم آتی ہے

(ج) کلمہ کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کا لاحق ہونا شروع میں حرف "اتین" میں سے کسی حرف کا آنا بھی علامت فعل میں شمار کیا جاتا ہے۔

> سَیَقُوْلُ السُّفَھَاءُ س: علامت فعل برائے مستقبل قریب، یقول: فعل مضارع مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ ...... السفھاء: فاعل مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ...... فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

وعلامت حرف آن است کہ ہیچ علامتی از علامات اسم و فعل درو نبود

حرف کی علامت وہ ہے کہ اسمیں اسم اور فعل کی علامات میں سے کوئی علامت نہ ہو۔

علامت حرف:

حرف کی دو علامتیں ہیں:

(۱) کلمہ علامت اسم سے خالی ہو۔ (۲) کلمہ علامت فعل سے خالی ہو۔

جیسے: مِنْ ، هَلْ ، يَا ، اِلَّا اِنْ، وغیرہ

فائدہ (۱): کلمہ میں فعل اور اسم کی علامات میں سے کسی بھی علامت کا موجود نہ ہونا ہی اس بات کی علامت ہوگی کہ یہ کلمہ حرف ہے گویا یہ علامت عدمی ہے نہ کہ علامت وجودی۔

فائدہ (۲): حروف میں سے بعض اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ جیسے حروف جارہ، اور بعض فعل کے ساتھ خاص ہیں جیسے حروف جوازم۔

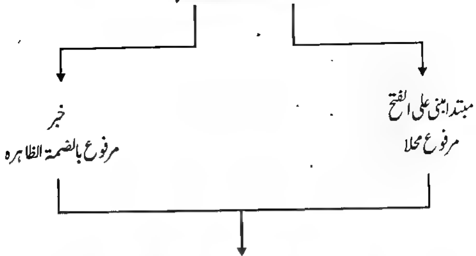
فائدہ (۳): حروف کی دو قسمیں ہیں ایک حروف عاملہ جو اپنے مدخول میں عمل کرتے ہیں اور دوسرے غیر عاملہ جو اپنے مدخول میں عمل نہیں کرتے۔

فائدہ (۴): بعض کلمات ایسے ہیں جو حروف اور اسماء دونوں میں شامل ہیں یعنی بعض نحاۃ کے نزدیک وہ اسم اور بعض کے نزدیک حرف ہیں۔

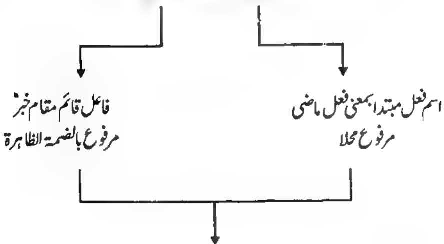
جیسے: مُذْ اور مُنْذُ حروف جارہ ہیں جبکہ ان کو اسم ظرف بھی شمار کیا جاتا ہے۔

فائدہ (۳): بعض کلمات ایسے ہیں جو حروف اور افعال دونوں میں شامل ہیں یعنی بعض نحاۃ کے نزدیک وہ فعل اور بعض کے نزدیک حرف ہیں۔

جیسے: خَلَا، حَاشَا حروف جارہ ہیں اور ان کو افعال بھی کہا گیا ہے۔



جملہ اسمیہ خبریہ



جملہ اسمیہ خبریہ

فصل بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم است معرب ومبنی ۔ معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چون زید در جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ جاء عامل ست وزید معرب ست وضمہ اعراب ست ودال محل اعراب

فصل: جان تو کہ جملہ کلمات عرب دو قسم پر ہے معرب اور مبنی۔ معرب وہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو جائے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ جاء عامل ہے، زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

﴿معرب کا بیان﴾

معرب کا لغوی معنی ہے۔ اعراب دیا ہوا جبکہ اصطلاح نحو میں معرب سے مراد وہ کلمہ ہے جس کا آخر ماقبل عامل کے عمل سے تبدیل ہو جائے، یعنی اگر رفع دینے والا عامل آئے تو کلمہ کے آخر میں رفع آتا ہے، نصب دینے والا عامل آئے تو کلمہ کے آخر میں نصب آتا ہے اور اگر جر دینے والا عامل آئے تو کلمہ کے آخر میں جر آتا ہے۔ جیسے "جَاءَ زَیْدٌ" جاء عامل ہے، زید معرب اور معمول ہے، زید کے آخر میں حرف دال محل اعراب جبکہ اس پر ضمہ علامت اعراب ہے۔ ایسے ہی "رَاَیْتُ زَیْدًا" ۔ "مَرَرْتُ بِزَیْدٍ" ہے۔

مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں زید معرب اور معمول ہے پہلی مثال میں اس کا عامل "رایت" فعل ہے جس کے عمل کی بنا پر "زیدا" منصوب ہے اور دوسری مثال میں "ب" حرف جار عامل ہے جس کی بنا پر "زید" مجرور ہے۔

اعراب کی تفصیل:

اعراب کا لغوی معنی: واضح کرنا، خوبصورت بنانا، تبدیل کرنا

اعراب کی تعریف: وہ تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں عامل کی وجہ سے کسی حرکت یا حرف یا ان کے نائب کی صورت میں لفظاً یا تقدیراً ہوتی ہے

فائدہ : کلمہ کے آخر میں تبدیلی سے مراد رفع کی جگہ نصب یا جر کا آنا ہے۔

اقسامِ اعراب:

اظہار و خفاء کے اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اعراب لفظی**: کلمہ کے آخر میں ایسی تبدیلی جو لفظی صورت میں ہو اور اس کے نطق (پڑھنے) سے کوئی مانع نہ ہو۔ جیسے: هٰذَا خَالِدٌ. نَظَرْتُ خَالِدًا. مَرَرْتُ بِخَالِدٍ.

(۲) **اعراب تقدیری**: عامل کی وجہ سے ایسی تبدیلی جو تقدیری صورت میں ہو اور اس کے نطق سے کوئی مانع موجود ہو۔ جیسے: بَلَغَ الْمُؤْمِنٰى، كَرَمْتُ الْمُؤْمِنٰى، مَرَرْتُ بِالْمُؤْمِنٰى

مانع اعراب کی وجوہ:

☆ **تعذر**: کلمہ کے آخر میں کوئی ایسا حرف ہو جس پر حرکت کا پڑھنا متعذر ہو۔

جیسے جَاءَ الْفَتٰى

☆ **ثقل**: کلمہ کے آخر میں کوئی ایسا حرف ہو جس پر حرکت کا پڑھنا ثقیل ہو۔

جیسے جَاءَ الْقَاضِىْ

☆ **مناسبت**: کلمہ کے آخر میں بعد والے کلمہ کی مناسبت کی وجہ سے کسی ایک حرکت کا پڑھنا لازم اور دیگر حرکات کا پڑھنا جائز نہ ہو۔ جیسے: جَاءَ غُلَامِىْ، رَأَيْتُ غُلَامِىْ غُلام کے بعد یائے متکلم ہے جس کی وجہ سے اس کے آخر میں کسرہ پڑھنا لازم اور ضمہ، نصب پڑھنا جائز نہیں۔

صورت کے اعتبار سے اعراب کی چار قسمیں ہیں:

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر (۴) جزم

رفع کا لغوی معنی: بلند ہونا

رفع کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں ضمہ یا اس کے نائب کی صورت میں ظاہراً یا تقدیراً ہو۔

رفع کی علامات: (۱) ضمہ (۲) واؤ (۳) الف

(۴) اثبات نون، ضمہ اصل جبکہ واؤ، الف اور ثبوت نون اس کے نائب ہیں

نصب کا لغوی معنی: استقامت، سیدھا ہونا

نصب کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں فتحہ یا اس کے کسی نائب کی صورت میں ظاہراً یا تقدیراً ہو۔

علاماتِ نصب: (۱) فتحہ (۲) الف (۳) کسرہ (۴) یاء
(۵) حذفِ نون۔ فتحہ اصل جبکہ الف، کسرہ، یا اور حذفِ نون اس کے نائب ہیں

جر کا لغوی معنی: گہرائی، پستی

جر کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں کسرہ یا اس کے نائب کی صورت میں ظاہراً یا تقدیراً ہو

علاماتِ جر: (۱) کسرہ (۲) فتحہ
(۳) یاء۔ کسرہ اصل ہے جبکہ فتحہ اور یاء اس کے نائب ہیں۔

جزم کا لغوی معنی: کاٹنا

جزم کی تعریف: وہ مخصوص تبدیلی جو کلمہ کے آخر میں سکون یا اس کے نائب کی صورت میں ہو۔

علاماتِ جزم: (۱) سکون (۲) حذفِ نون
(۳) حذفِ حرفِ علت، سکون اصل جبکہ حذف اس کا نائب ہے۔

فائدہ : جس کلمہ پر رفع آتا ہے وہ مرفوع، جس پر نصب آتا ہے وہ منصوب، جس پر جر آتی ہے وہ مجرور اور جس پر جزم آتی ہے وہ مجزوم کہلاتا ہے، علاوہ ازیں اسم پر جزم اور فعل پر کسرہ نہیں آتے۔

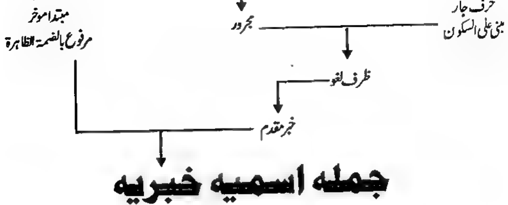
فائدہ : فعل مضارع بھی معرب ہوتا ہے اس لئے یہاں جزم اثبات نون اور حذف کا ذکر کیا گیا ہے۔

اعراب محلی:

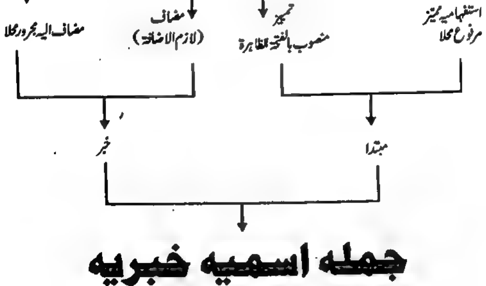
اگر اسم مبنی یا جملہ اسم معرب کی جگہ واقع ہو یعنی ان سے پہلے کوئی عامل آ جائے تو اس اسم مبنی یا جملہ پر اعراب لفظی یا تقدیری ممکن نہیں ہوتا لہذا ایسا اعراب محلی کہلاتا ہے۔ جیسے: جَاءَ هٰذَا، اَلطَّائِرُ يَشْجُوْ، ان دونوں مثالوں میں هذا اور يشجو دونوں محلاً مرفوع ہیں۔

اسم اشارہ، اسم موصول، اسم ضمیر، اسم استفہام، ظروف مبنیہ، دیگر مبنیات اور جملہ ان میں سے کوئی بھی اگر ترکیب میں آ جائے تو ان کا اعراب محلی ہوگا۔

نوٹ: اعراب کی مذکورہ بالا تمام صورتیں عملی طور پر اسم متمکن اور فعل مضارع کے اعراب کی بحث میں آئیں گی۔



جملہ اسمیہ خبریہ



جملہ اسمیہ خبریہ

ومبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نشود چوں ھٰـؤلاءِ کہ درحالت رفع ونصب وجر یکساں ست **فصل** : بدانکہ جملہ حروف مبنی ست واز افعال فعل ماضی وامر حاضر معروف وفعل مضارع بانونہائے جمع مؤنث وبانونہائے تاکید نیز مبنی ست بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است واما اسم متمکن معرب ست بشرط آنکہ درترکیب واقع شود وفعل مضارع معرب ست بشرط آنکہ ازنونہای جمع مؤنث ونون تاکید خالی باشد پس درکلام عرب بیش ازیں دوقسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی ست واسم غیر متمکن اسمیست کہ بامبنی اصل مشابہت دارد

مبنی وہ ہے کہ جس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف نہ ہو جیسے **ھٰؤلاء** یہ رفع، نصب اور جر کی حالت میں ایک ہی جیسا رہے گا۔ **فصل** : جان تو کہ تمام حروف مبنی ہیں اور افعال میں سے فعل ماضی فعل امر حاضر معلوم اور فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید کے ساتھ ملا ہوا ہو تو یہ بھی مبنی ہے جان تو کہ اسم غیر متمکن مبنی ہے اور اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو اور فعل مضارع معرب ہے بشرطیکہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔ پس کلام عرب میں ان دو قسموں کے سوا معرب نہیں باقی تمام مبنی ہیں اور اسم غیر متمکن وہ ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔

﴿ مبنی کا بیان ﴾

مبـنـی کی تعریف : وہ کلمہ جس کا آخر مابعل عامل کے عمل سے تبدیل نہ ہو بلکہ وہ ایک ہی حالت پر برقرار رہے۔ یعنی مبنی کے شروع میں عامل رفع دینے والا آئے نصب دینے والا آئے یا جر دینے والا آئے مبنی کا آخر ویسا ہی رہتا ہے جیسا وہ حالت وضع میں تھا۔ نیز اگر مبنی اسم معرب کی جگہ پر واقع ہو تو وہ عامل کے مطابق مرفوع محلا، منصوب محلا، یا مجرور محلا کہلاتا ہے اسی طرح مبنی کے آخر میں اگر حرکت فتحہ کی ہوئی تو کلمہ مبنی علی الفتح، حرکت کسرہ کی ہوئی تو کلمہ مبنی علی الکسر، حرکت ضمہ کی ہوگی تو کلمہ مبنی علی الضم کہلائے گا اور اگر کلمہ کے آخر میں جزم ہوگی تو کلمہ مبنی علی السکون کہلائے گا۔ جیسے: جَآئَنِیْ ھٰـؤُلَآءِ، رَاَیْتُ ھٰؤُلَآءِ، مَرَرْتُ بِھٰؤُلَآءِ۔ مذکورہ تینوں مثالوں میں "ھٰؤلاء" کا آخر تبدیل نہیں ہوا کیونکہ وہ مبنی ہے۔ ھٰؤلاء مبنی علی الکسر ہے جبکہ پہلی مثال میں وہ مرفوع محلا ہے دوسری میں منصوب محلا ہے اور تیسری مثال میں مجرور محلا ہے۔

بناء کی تفصیل :

بنا کا لغوی معنی: ثبوت کا ارادہ کرتے ہوئے ایک شیء کو دوسری شیء میں رکھنا۔

بنا کی تعریف: عوامل کے تبدیل ہو جانے کے باوجود کلمہ کے آخر میں حرکت یا سکون کا لازم و باقی رہنا

بناء کی اقسام : صورت کے اعتبار سے بناء کی درج ذیل اقسام ہیں:

ضم۔ جیسے: حَیْثُ، قَبْلُ، بَعْدُ فتح۔ جیسے: اَیْنَ، قَامَ

کسر۔ جیسے: اَمْسِ، ھولاء سکون۔ جیسے: مِنْ، ھَلْ

فائدہ : (الف) معرب کے آخر کی حالت بیان کرتے ہوئے یوں کہا جائے گا مثلا "جَآءَ زَیْدٌ" زید اسم معرب مرفوع بالضمۃ اللفظیۃ یا "جَآءَ مُوْسٰی" موسی مرفوع بالضمۃ المقدرۃ، جبکہ مبنی کے آخر کی حالت کو بیان کرتے ہوئے یوں کہا جائے گا۔ مثلاً نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ، نَحْنُ مبنی علی الضم۔ جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے۔

(ب) مبنی میں اصل اس کا ساکن ہونا ہے علاوہ ازیں اسم کا معرب ہونا اصل ہے اور مبنی ہونا فرع ہے جبکہ فعل میں مبنی ہونا اصل ہے اور معرب ہونا فرع ہے۔

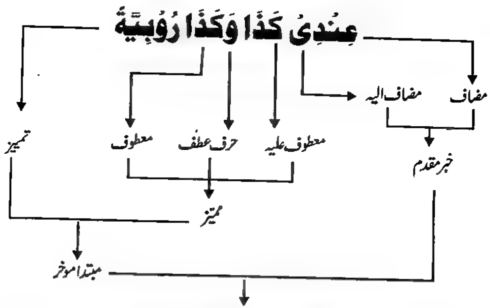
بناء کی ظاہر اور مقدر ہونے کے اعتبار سے تقسیم:

۱) **بناء ظاہر:** مبنی کے آخر میں سکون یا بناء کی حرکت ظاہر ہو اور اس کے تلفظ کے کوئی مانع نہ ہو۔ جیسے اِضْرِبْ، ضَرَبَ

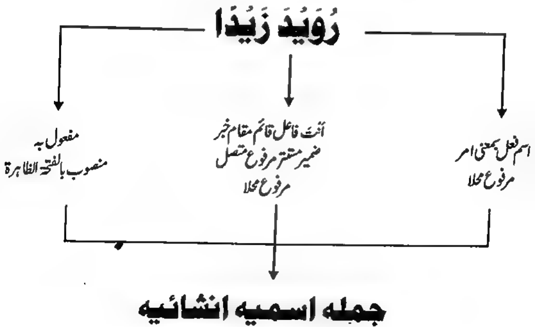
۲) **بناء مقدر:** مبنی کے آخر میں سکون یا بناء کی حرکت ظاہر نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ امر کے آخر میں سکون کے بجائے حرکت آ جائے یا بناء کی اصل حرکت کے بجائے کوئی دوسری حرکت آ جائے۔ یا فعل ماضی مفرد کے آخر میں حرکت کے بجائے سکون ہو۔ جیسے: رَمٰی، قِ، دَعَا

<u>کلمات باعتبار معرب و مبنی:</u> کلمات یعنی اسم فعل اور حرف میں سے کون سے مبنی ہیں اور کون سے معرب ہیں، ان کی تفصیل مصنف نے بیان کرتے ہوئے بڑا آسان انداز اپنایا ہے اور کہا ہے کہ کلمات میں سے دو چیزیں معرب ہیں۔

- ☆ اسم متمکن جبکہ وہ ترکیب میں واقع ہو۔ جیسے: مُرَّ بِرِجَالٍ، رجال معرب ہے
- ☆ فعل مضارع جبکہ اس کے ساتھ نون تاکید متصل نہ ہو، جیسے یَضْرِبُ
- ☆ فعل مضارع جبکہ اس کے ساتھ نون جمع مؤنث لاحق نہ ہو۔ جیسے: یَضْرِبُ، یَضْرِبْنَ،



جملہ اسمیہ خبریہ



جملہ اسمیہ انشائیہ

ومبنی اصل سہ چیز است فعل ماضی امر حاضر معروف وجملہ حروف واسم متمکن اسمیت کہ بامبنی اصل مشابہ نباشد

مبنی الاصل تین چیزیں ہیں فعل ماضی، امر حاضر معروف اور تمام حروف اور اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

﴿مبنی کی اقسام﴾

مبنی کی درج ذیل اقسام ہیں: (۱) تمام حروف، اس سے مراد حروف تہجی نہیں ہیں بلکہ بامعنی حروف ہیں اس میں حروف عاملہ اور حروف غیر عاملہ سب شامل ہیں۔ (۲) فعل ماضی (۳) فعل امر حاضر معروف (۴) فعل مضارع جبکہ اس کے ساتھ نون تاکید متصل ہو اور یہ پانچ صیغے ہیں یعنی واحد مذکر غائب لَيَضْرِبَنَّ، واحد مؤنث غائب لَتَضْرِبَنَّ، واحد مذکر حاضر لَتَضْرِبَنَّ، واحد متکلم لَاَضْرِبَنَّ، جمع متکلم لَنَضْرِبَنَّ۔
یاد رہے کہ نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کے فقط پانچ صیغے مبنی ہیں کیونکہ ان میں فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید متصل ہوتا ہے، بقیہ صیغے معرب ہیں کہ ان میں نون تاکید فعل مضارع کے ساتھ متصل نہیں ہوتا۔
(۵) فعل مضارع جبکہ نون جمع مؤنث اس کے ساتھ ملا ہو۔ جیسے يَضْرِبْنَ تَضْرِبْنَ
(۶) اسم متمکن جبکہ ترکیب میں واقع نہ ہو جیسے فقط زَيْدٌ۔ (۷) اسم غیر متمکن
(۸) منادیٰ مفرد معرفہ جیسے يَا زَيْدُ میں زید، (۹) منادیٰ نکرہ مقصودہ: جیسے يَا رَجُلُ میں رجلُ
(۱۰) لائے نفی جنس کا اسم جب مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو جیسے لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ میں رجلَ

مبنی کی بناء لازم اور بناء عارض:

بناء لازم: وہ اسم مبنی جس کو بناء لازم ہو اور کسی حالت میں وہ بناء سے الگ نہ ہو سکے۔ جیسے فعل امر، اسم اشارہ وغیرہ
بناء عارض: وہ اسم جو بعض حالات میں مبنی ہو جبکہ دیگر حالات میں مبنی نہ ہو۔ جیسے: منادیٰ مفرد معرفہ، منادیٰ نکرہ مقصودہ، لائے نفی جنس کا اسم جب وہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔ مثالیں:
يَازَيْدُ، يَارَجُلُ، لَارَجُلَ فِی الدَّارِ
فائدہ: تمام حروف، فعل ماضی اور فعل امر حاضر معروف مبنی الاصل ہیں جبکہ بقیہ مشابہ مبنی الاصل ہیں، نیز اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو جبکہ اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔
مبنی الاصل کی تعریف: وہ کلمہ جو مبنی ہونے میں اصل ہو۔ جیسے: هَلْ ضَرَبَ، اِضْرِبْ
مشابہ مبنی الاصل کی تعریف: وہ کلمہ جو مشابہ مبنی الاصل ہو۔ جیسے: هٰذَا، الَّذِیْ، كَمْ

فصل بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم ست اول مضمرات چوں اَنَا من مرد و زن وضَرَبْتُ زدم من وَاِیَّایَ خاص مراد ضَرَبَنِیْ بزد مرا ولی مرا واین ہفتاد ضمیر است

فصل: جان تو کہ اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں پہلی قسم مضمرات ضمائر جیسے اَنَا (میں ایک مرد و عورت) ضَرَبْتُ میں نے مارا۔ وایای خاص میرا ضربنی اس نے مجھے مارا لِیْ اور میرے لئے۔ یہ ستر ضمیریں ہیں

﴿اسم غیر متمکن کا بیان﴾

اسم غیر متمکن جیسا کہ سابقہ سطور میں اس کی تعریف بیان کی گئی ہے اس سے مراد وہ اسماء ہیں جو مبنی الاصل کے مشابہ ہوں، اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں ذیل میں ان آٹھ اقسام کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

مضمرات : مضمر کی جمع ہے عام اصطلاح میں اسے ضمیر کہتے ہیں..... مضمر سے مراد ایسا اسم ہے جو متکلم یا حاضر یا غائب کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے اَنَا، اَنْتَ، ھُوَ

ضمیر کی اقسام : ضمیر کی ابتداء دو قسمیں ہیں:

(۱) **ضمیرِ مستتر:** وہ ضمیر جو لفظی صورت میں موجود نہ ہو بلکہ کسی کلمہ میں پوشیدہ ہو جیسے ضَرَبَ میں ھُوَ، ضَرَبَتْ میں ھِیَ اور اِضْرِبْ میں اَنْتَ۔

(۲) **ضمیر بارز:** وہ ضمیر جو کلام میں لفظی صورت میں موجود ہو جیسے اَنَا مُؤْمِنٌ میں اَنَا

ضمیر بارز کی اقسام : ضمیر بارز کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **ضمیر متصل :** وہ ضمیر جس کا کلام کی ابتداء میں پڑھنا اور اِلَّا استثنائیہ کے بعد لانا جائز نہ ہو۔ جیسے ضَرَبْتَ میں تَ اور ضَرَبَنِیْ میں یْ اور لِیْ میں یْ۔

(۲) **ضمیر منفصل :** وہ ضمیر جس کا کسی دوسرے کلمہ پر توقف کئے بغیر کلام کی ابتداء میں اور اِلَّا استثنائیہ کے بعد لانا صحیح ہو۔ جیسے نَحْنُ بَاکِسْتَانِیُّوْنَ میں نَحْنُ اور مَا قَامَ اِلَّا اَنَا میں اَنَا.

ضمیر متصل کی تین قسمیں:

(۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع منفصل (۲) منصوب منفصل

نوٹ : مصنف نے ضمیر بارز متصل و منفصل کی ان پانچ اقسام کو جس ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ آئندہ صفحات میں اسی ترتیب کے مطابق ان کی وضاحت کی جارہی ہے۔

چہاردہ مرفوع متصل ضَرَبْتُ ،ضَرَبْنَا ،ضَرَبْتَ ،ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ ، ضَرَبْتُمَا ،ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ ،ضَرَبَا ،ضَرَبُوْا،ضَرَبَتْ،ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ ۔

اور چودہ ضمیریں مرفوع متصل ہیں ضَرَبْتُ ،ضَرَبْنَا ،ضَرَبْتَ ،ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ،ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ ،ضَرَبَا ،ضَرَبُوْا،ضَرَبَتْ،ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ

مرفوع متصل:

وہ ضمیریں جو محل رفع میں واقع ہوں اور عامل سے جدا ہو کر نہ آ سکیں، مرفوع متصل چودہ ضمیریں ہیں جس کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے

ضَرَبْتُ: "ت" ضمیر مرفوع متصل برائے واحد متکلم

ضَرَبْنَا : "نا" ضمیر مرفوع متصل برائے جمع متکلم

ضَرَبْتَ: "ت" ضمیر مرفوع متصل برائے واحد مذکر حاضر

ضَرَبْتُمَا: "ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور الف علامت تثنیہ

ضَرَبْتُمْ: "ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور میم علامت جمع مذکر

ضَرَبْتِ: "ت" ضمیر مرفوع متصل برائے واحد مؤنث حاضر

ضَرَبْتُمَا: "ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور الف علامت تثنیہ

ضَرَبْتُنَّ: "ت" ضمیر مرفوع متصل برائے حاضر اور نون مشدد علامت جمع مؤنث

ضَرَبَ : ھو ضمیر مستتر مرفوع متصل برائے واحد مذکر غائب

ضَرَبَا : الف ضمیر مرفوع متصل برائے تثنیہ مذکر غائب

ضَرَبُوْا : واؤ ضمیر مرفوع متصل برائے جمع مذکر غائب

ضَرَبَتْ: ھی ضمیر مستتر مرفوع متصل برائے واحد مؤنث غائب اور ت ساکن علامت تانیث

ضَرَبَتَا : الف ضمیر مرفوع متصل برائے غائب اور ت ساکن علامت تانیث

ضَرَبْنَ : میں ن مفتوح ضمیر مرفوع متصل برائے جمع مؤنث غائب

وچہاردہ مرفوع منفصل: اَنَا، نَحْنُ، اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ،
هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِیَ، هُمَا، هُنَّ

اور چودہ مرفوع منفصل ہیں: اَنَا، نَحْنُ، اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ،
هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِیَ، هُمَا، هُنَّ

مرفوع منفصل

وہ ضمیریں جو محل رفع میں واقع ہوں اور عامل سے جدا ہو کر آئیں، مرفوع منفصل چودہ ضمیریں ہیں:

اَنَا : ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم

نَحْنُ : ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع متکلم

اَنْتَ : ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر ت علامت خطاب

اَنْتُمَا : ضمیر مرفوع منفصل اَن الف علامت تثنیہ تا علامت خطاب

اَنْتُمْ : ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر میم علامت جمع مذکر تا علامت خطاب

اَنْتِ : ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر ت علامت خطاب

اَنْتُمَا : ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر الف علامت تثنیہ، تا علامت خطاب

اَنْتُنَّ : ضمیر مرفوع منفصل اَن ضمیر نون مشدد علامت جمع مؤنث، تاء علامت خطاب

هُوَ : ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب

هُمَا : ضمیر مرفوع منفصل ھا ضمیر، الف علامت تثنیہ

هُمْ : ضمیر مرفوع منفصل ھا ضمیر، میم علامت جمع مذکر

هِیَ : ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث غائب

هُمَا : ضمیر مرفوع منفصل ھا ضمیر الف علامت تثنیہ

هُنَّ : ضمیر مرفوع منفصل ھا ضمیر نون مشدد علامت جمع مؤنث

فائدہ: بعض علماء نحو کے نزدیک مرفوع منفصل ضمیروں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ضمائر بسیطہ: جیسے اَنَا، نَحْنُ، هُوَ، هِیَ

(۲) ضمائر مرکبہ: جیسے اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، هُمَا، هُمْ، هُنَّ!

وچہاردہ منصوب متصل: ضَرَبَنِیْ ،ضَرَبَنَا ، ضَرَبَکَ ،ضَرَبَکُمَا ، ضَرَبَکُمْ، ضَرَبَکِ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُنَّ، ضَرَبَہٗ، ضَرَبَھُمَا، ضَرَبَھُمْ، ضَرَبَھَا، ضَرَبَھُمَا، ضَرَبَھُنَّ،

اور چودہ منصوب متصل ہیں: ضَرَبَنِیْ ،ضَرَبَنَا ، ضَرَبَکَ ،ضَرَبَکُمَا ، ضَرَبَکُمْ، ضَرَبَکِ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُنَّ، ضَرَبَہٗ، ضَرَبَھُمَا، ضَرَبَھُمْ ،ضَرَبَھَا،ضَرَ بَھُمَا،ضَرَبَھُنَّ،

منصوب متصل

ضَرَبَنِیْ : "ی" ضمیر منصوب متصل نون وقایہ، برائے واحد متکلم

ضَرَبَنَا : "نا" ضمیر منصوب متصل برائے جمع متکلم

ضَرَبَکَ: "ك" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مذکر مخاطب

ضَرَبَکُمَا: "ك" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب، الف علامت تثنیہ

ضَرَبَکُمْ: "ك" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب، میم علامت جمع مذکر

ضَرَبَکِ : "ك" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مؤنث مخاطب

ضَرَبَکُمَا: "ك" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب الف علامت تثنیہ

ضَرَبَکُنَّ: "ك" ضمیر منصوب متصل برائے خطاب نون مشدد علامت جمع مؤنث

ضَرَبَہٗ : "ھا" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مذکر غائب

ضَرَبَھُمَا: "ھا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب الف علامت تثنیہ

ضَرَبَھُمْ: "ھا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب میم علامت جمع مذکر

ضَرَبَھَا : "ھا" ضمیر منصوب متصل برائے واحد مؤنث غائب

ضَرَبَھُمَا: "ھا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب الف علامت تثنیہ

ضَرَبَھُنَّ: "ھا" ضمیر منصوب متصل برائے غائب نون مشدد علامت جمع مؤنث

نون وقایہ کی تعریف : وہ نون جو فعل کو کسرہ سے بچانے کے لئے فعل کے ساتھ لاحق ہوتا ہے، جیسے ضَرَبَنِیْ۔ کبھی نون وقایہ حرف کے ساتھ بھی لاحق ہو جاتا ہے: جیسے لَیْتَنِیْ ، مِنِّیْ، عَنِّیْ

وچہاردہ منصوب منفصل: اِیَّایَ، اِیَّانَا، اِیَّاکَ، اِیَّاکُمَا، اِیَّاکُمْ، اِیَّاکِ، اِیَّاکُمَا، اِیَّاکُنَّ،
اِیَّاہُ، اِیَّاھُمَا، اِیَّاھُمْ، اِیَّاھَا، اِیَّاھُمَا، اِیَّاھُنَّ،

اور چودہ منصوب منفصل ہیں: اِیَّایَ، اِیَّانَا، اِیَّاکَ، اِیَّاکُمَا، اِیَّاکُمْ، اِیَّاکِ، اِیَّاکُمَا، اِیَّاکُنَّ،
اِیَّاہُ، اِیَّاھُمَا، اِیَّاھُمْ، اِیَّاھَا، اِیَّاھُمَا، اِیَّاھُنَّ،

منصوب منفصل:

اِیَّایَ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ی علامت واحد متکلم

اِیَّانَا: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... نا علامت جمع متکلم

اِیَّاكَ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ك علامت واحد مذکر حاضر

اِیَّاکُمَا: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... الف علامت تثنیہ ک علامت خطاب

اِیَّاکُمْ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... میم علامت جمع مذکر ک علامت خطاب

اِیَّاكِ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ك علامت خطاب واحد مؤنث حاضر

اِیَّاکُمَا: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ك علامت خطاب، الف علامت تثنیہ

اِیَّاکُنَّ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ك علامت خطاب، نون مشدد علامت جمع مؤنث

اِیَّاہُ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ھا علامت واحد مذکر غائب

اِیَّاھُمَا: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ھا علامت غائب الف علامت تثنیہ

اِیَّاھُمْ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ھا علامت غائب میم علامت جمع مذکر

اِیَّاھَا: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ھا علامت واحد مؤنث غائب

اِیَّاھُمَا: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل...... ھا علامت غائب الف علامت تثنیہ

اِیَّاھُنَّ: ''ایا'' ضمیر منصوب منفصل......
ھا علامت غائب نون مشدد علامت جمع مؤنث غائب

وچہاردہ مجرور متصل: لِیْ، لَنَا، لَکَ، لَکُمَا، لَکُمْ، لَکِ، لَکُمَا، لَکُنَّ،
لَهٗ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ ۔

اور چودہ مجرور متصل ہیں: لِیْ، لَنَا، لَکَ، لَکُمَا، لَکُمْ، لَکِ، لَکُمَا، لَکُنَّ،
لَهٗ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ ۔

مجرور متصل:

لِیْ : ی ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم
لَنَا : نا ضمیر مجرور متصل برائے جمع متکلم
لَکَ : ك ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر مخاطب
لَکُمَا : ك ضمیر مجرور متصل الف علامت تثنیہ
لَکُمْ : ك ضمیر مجرور متصل علامت خطاب، میم علامت جمع مذکر
لَکِ : ك ضمیر مجرور متصل برائے واحد مؤنث مخاطب
لَکُمَا : ك ضمیر مجرور متصل علامت خطاب الف علامت تثنیہ
لَکُنَّ : ك ضمیر مجرور متصل علامت خطاب نون مشدد علامت جمع مؤنث
لَهٗ : ھا ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر غائب
لَهُمَا : ھا ضمیر مجرور متصل علامت غائب الف علامت تثنیہ
لَهُمْ : ھا ضمیر مجرور متصل علامت غائب میم علامت جمع مذکر
لَهَا : ھا ضمیر مجرور متصل برائے واحد مؤنث غائب
لَهُمَا : ھا ضمیر مجرور متصل علامت غائب الف علامت تثنیہ
لَهُنَّ : ھا ضمیر مجرور متصل علامت غائب نون مشدد علامت جمع مؤنث

ضمائر کے بارے میں چند ضروری باتیں:

ذیل میں مختلف ضمائر کی کلام میں ممکنہ صورتوں کو واضح کیا جا رہا ہے یعنی ضمیریں ترکیب میں کیا واقع ہو سکتی ہیں۔

مرفوع متصل کی صورتیں:

☆ فاعل جیسے: دَرَسُوْا ...... واؤ ضمیر مرفوع متصل فاعل ہے۔

☆ نائب فاعل جیسے: دُرِسُوْا......واؤ ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل ہے۔

☆ کَانَ اور اس کے اخوات کا اسم

جیسے: كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

تُ ضمیر مرفوع متصل کان کا اسم ہے۔

مرفوع منفصل کی صورتیں:

☆ مبتدا جیسے أَنَا مُسْلِمٌ ......أَنَا ضمیر مرفوع منفصل مبتدا ہے۔

☆ خبر جیسے أَقَاتِلٌ أَنْتَ......أَنْتَ ضمیر مرفوع منفصل خبر ہے۔

☆ فاعل جیسے قَامَ هُوَ ......ھو ضمیر مرفوع منفصل فاعل ہے۔

☆ نائب فاعل جیسے مَاضُرِبَ اِلَّا اَنْتَ

......انت ضمیر مرفوع منفصل نائب فاعل ہے۔

منصوب متصل کی صورتیں:

☆ مفعول بہ جیسے كَتَبَهُ زَيْدٌ

...... "ھا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہے

☆ اِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم جیسے اِنَّهُ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

......ھا ضمیر منصوب متصل اِنَّ کا اسم ہے۔

☆ کان اور اس کے اخوات کی خبر

جیسے كُنْتُهُ......"ہ" ضمیر منصوب متصل کان کی خبر ہے۔

منصوب منفصل:

(۱) مفعول بہ جیسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ...... اياك ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ ہے

مجرور متصل:

(۱) حرف جار کے ساتھ متصل ہو کر مجرور واقع ہوتی ہے۔

جیسے لَكَ ...... كَ ضمیر مجرور متصل مجرور ہے۔

(۲) اسم کے ساتھ متصل ہو کر مضاف الیہ واقع ہوتی ہے۔

جیسے كِتَابِىْ......ی ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ ہے۔

﴿ضمیر مستتر کا بیان﴾

ضمیر مستتر لفظاً کلام میں موجود نہیں ہوتی لیکن بعض صیغوں میں اسے مستتر (پوشیدہ) تسلیم کیا جاتا ہے کبھی اسے کلمہ میں وجوباً اور کبھی جوازاً مستتر مانا گیا ہے، اس اعتبار سے ضمیر مستتر کی دو قسمیں ہیں

(۱) **وجوبی :** وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر اور ضمیر منفصل کا لانا جائز نہ ہو۔ مندرجہ ذیل مقامات میں ضمیر مستتر وجوبی ہے۔

☆ امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر ۔ جیسے اُكْتُبْ میں اَنْتَ
☆ اسم فعل بمعنی امر حاضر۔ جیسے رُوَيْدَ میں اَنْتَ
☆ فعل مضارع صیغہ واحد متکلم۔ جیسے اَكْتُبُ میں اَنَا
☆ فعل مضارع صیغہ جمع متکلم۔ جیسے نَكْتُبُ میں نَحْنُ
☆ فعل مضارع صیغہ واحد مذکر حاضر۔ جیسے تَكْتُبُ میں اَنْتَ
☆ فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب و واحد مؤنث غائب بشرطیکہ ان کا مرجع نہ ہو۔
جیسے يَكْتُبُ میں هُوَ۔ تَكْتُبُ میں هِيَ
☆ اسم تفضیل۔ جیسے اَحْسَنُ میں هُوَ
☆ فعل تعجب۔ جیسے مَا اَحْسَنَ زَيْدًا ، اَحْسَنَ میں هُوَ
☆ افعال استثناء جیسے خَلَا، عَدَا میں هُوَ
☆ اسمائے مشتقہ غیر واحد جیسے قَائِمَانِ میں هُمَا

(۲) **جوازی:** وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر اور ضمیر منفصل کا لانا جائز ہو۔
مندرجہ ذیل مقامات میں ضمیر مستتر جوازی ہے۔

(۱) فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب میں جبکہ اس کا مرجع موجود ہو۔
جیسے: اَلْاُسْتَاذُ يَدْرُسُ، يَدْرُسُ میں هُوَ
(۲) فعل مضارع صیغہ واحد مؤنث غائب میں جبکہ اس کا مرجع موجود ہو۔
جیسے: اَلشَّمْسُ تَطْلَعُ ، تَطْلَعُ میں هِيَ
(۳) اسمائے مشتقہ صیغہ واحد میں.......... جیسے قَائِمٌ میں هو
(۴) فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب میں .... جیسے: دَرَسَ میں هو
(۵) فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث غائب میں.......... جیسے: دَرَسَتْ میں هی
(۶) اسم فعل بمعنی فعل ماضی میں.......... جیسے: هَيْهَاتَ میں هو

فائدہ : ضمیر مستتر ہمیشہ محل رفع میں واقع ہوتی ہے اس بنا پر وہ کلام میں فاعل بنتی ہے، یا نائب فاعل واقع ہوتی ہے جیسے ضَرَبَ (معروف) میں ھو فاعل ہے ضُرِبَ (مجہول) میں ھو ضمیر نائب فاعل ہے۔

ضمیر شان وقصہ کا بیان:

ضمیر شان : مفرد مذکر غائب کی وہ ضمیر جس کو تعظیم واجلال کے لئے وضع کیا گیا ہو وہ ضمیر مجرور کی نہ ہو اور نہ اس کا مرجع اس سے پہلے موجود ہو۔ جیسے: وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ ، هُوَ زَيْدٌ قَائِمٌ

ضمیر قصہ : مفرد مؤنث غائب کی وہ ضمیر جس کو تعظیم واجلال کے لئے وضع کیا گیا ہو وہ ضمیر مجرور کی نہ ہو اور نہ اس کا مرجع اس سے پہلے موجود ہو۔ جیسے: فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ، هِيَ زَيْنَبُ صَالِحَةٌ

ضمیر شان وقصہ سے متعلق چند اہم باتیں:

☆ ضمیر شان وقصہ کے مرجع کا اس سے پہلے نہ ہونا شرط ہے۔

☆ ضمیر شان وقصہ کے مرجع کا لفظاً اور رتبۃً اس سے مؤخر ہونا واجب ہے۔

☆ ضمیر شان وقصہ کا مرجع ہمیشہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور مذکورہ ضمیر کی خبر واقع ہوتا ہے۔

☆ ضمیر شان وقصہ ہمیشہ مفرد غائب کی ضمیر ہوتی ہے جو کبھی مرفوع اور کبھی منصوب ہوتی ہے فقط۔

☆ ضمیر شان کو ضمیر امر، ضمیر خبر، اور ضمیر حدیث بھی کہا جاتا ہے، ایسے ہی ضمیر قصہ کو ضمیر قضیہ، ضمیر حکایۃ اور ضمیر خطبہ بھی کہا جاتا ہے۔

☆ بعض اہل نحو کے نزدیک مذکورہ بالا دونوں ضمیروں کو ضمیر شان ہی کہا جائے گا۔

☆ ضمیر شان وقصہ کبھی حذف بھی ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ اَن مخففہ کا اسم ہو۔

جیسے: وَاَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى ...... وَاَنَّهٗ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى ...... وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا...... وَنَعْلَمُ اَنَّهٗ قَدْ صَدَقْتَنَا

ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرَبْ: فعل ماضی مبنی علی السکون...... تُ: ضمیر مرفوع متصل فاعل محلاً مرفوع مبنی علی الضم ...... زَيْدًا: مفعول بہ منصوب بالفتحۃ الظاہرۃ ... فعل + فاعل + مفعول بہ = جملہ فعلیہ خبریہ	اِيَّاكَ نَعْبُدُ : ايا: ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ مقدم مبنی علی السکون، ك ... حرف خطاب... نعبد: فعل مضارع مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ...... نحن: ضمیر مستتر مرفوع متصل فاعل محلاً مرفوع مبنی علی الفتح ...... فعل + فاعل ومفعول بہ مقدم = جملہ فعلیہ خبریہ

دوم اسمای اشارات: ذَا وَذَانِ وَذَيْنِ وَتَا وتِیْ وَتِهٖ وَذِهٖ وَذِهِیْ وَتِهِیْ
وَتَانِ وَتَيْنِ وَاُولَاءِ بمدو اُولٰی بقصر

دوسری قسم اسمائے اشارات ہیں: ذَا ،ذَانِ ، ذَيْنِ، تَا، تِیْ، تِه ، ذِهٖ، ذِهِیْ، تِهِیْ،
تَانِ،تَيْنِ ، اُولَاءِ مد کے ساتھ ، اُولٰی قصر کے ساتھ

﴿اسمائے اشارات﴾

اشارات، اشارۃ کی جمع ہے اسم اشارہ کی بحث میں دو چیزوں کا ذکر کیا جائے گا ایک اسم اشارہ اور دوسرا مشار الیہ۔ ذیل میں ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

اسم اشارہ کی تعریف: وہ اسم مبنی جو کسی محسوس، مبصر اور معین شیء پر دلالت کرے ساتھ ہی اس شیء کی طرف اشارہ حسیہ یا اشارہ معنویہ کیا جائے۔

مشار الیہ کی تعریف: وہ محسوس ومبصر شیء جس کی طرف اسم اشارہ کے ذریعے اشارہ کیا جائے۔ جیسے "هٰذَا كِتَابٌ" ...... "هٰذَا رَأْیٌ صَوَابٌ" پہلی مثال میں هٰذَا اسم اشارہ حسیہ اور دوسری مثال میں اشارہ معنویہ ہے۔

فائدہ: محسوس، مبصر سے مراد وہ شیء ہے جو دکھائی دے اور محسوس کی جاسکے۔

☆ وہ اسمائے اشارات جو مذکر مشار الیہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں:

ذَا: اسم اشارہ واحد مذکر کے لئے۔ جیسے ذَا قَلَمٌ
ذَانِ اسم اشارہ تثنیہ مذکر حالت رفعی کیلئے۔ جیسے ذَانِ قَلَمَانِ
ذَيْنِ اسم اشارہ تثنیہ مذکر حالت نصبی وجری کیلئے۔ جیسے ذَيْنِ قَلَمَيْنِ
اُوْلَاءِ اسم اشارہ جمع مذکر کے لئے۔ جیسے اُوْلَاءِ الرِّجَالُ صَالِحُوْنَ
اُوْلٰی اسم اشارہ جمع مذکر کے لئے۔ جیسے اُوْلٰی الرِّجَالُ صَالِحُوْنَ

☆ وہ اسمائے اشارات جو مؤنث مشار الیہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں:

ذِهٖ، ذِهِیْ، تِهِیْ ، تَا ، تِیْ اسم اشارہ واحد مؤنث کے لئے۔ جیسے ذِهٖ امْرَأَةٌ
تَانِ اسم اشارہ تثنیہ مؤنث حالت رفعی کے لئے۔ جیسے تَانِ امْرَأَتَانِ

تَیْنِ اسم اشارہ تثنیہ مؤنث حالت نصبی وجری کے لئے ۔جیسے تَیْنِ امْرَأتَیْنِ

أُوْلَاءِ اسم اشارہ جمع مؤنث کے لئے۔جیسے أُوْلَاءِ النِّسَاءُ صَالِحَاتٌ

أُوْلیٰ اسم اشارہ جمع مؤنث کے لئے۔ جیسے أُوْلیٰ النِّسَاءُ صَالِحَاتٌ

فائدہ: أُوْلَاءِ اور أُوْلیٰ دونوں جمع کیلئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ جمع مذکر اور جمع مؤنث دونوں کیلئے یکساں استعمال ہو سکتے ہیں۔

فائدہ : مصنف نے بہت کم اسمائے اشارات کا تذکرہ کیا ہے، دیگر کتب نحو میں ان کے علاوہ بھی اسمائے اشارات نظر آتے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے:

تَانِّ اسم اشارہ نون مشدد کے ساتھ تثنیہ مؤنث حالت رفعی کیلئے

تَیْنِّ اسم اشارہ نون مشدد کے ساتھ تثنیہ مؤنث حالت نصبی وجری کیلئے

هُنَا هٰهُنَا هٰهُنَاکَ هُنَاکَ

هُنَالِکَ هَنَّا هِنَّا ثَمَّ

اسمائے اشارات کے بارے میں چند ضروری باتیں:

اسمائے اشارات کے بارے میں چند باتیں جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر مشار الیہ کی نوعیت اور کیفیت کو پہچاننا بہت مشکل ہے

☆ اسمائے اشارات کے شروع میں عموماً ہا تنبیہ کا اضافہ ہوتا ہے:

جیسے هٰذَا ، هٰذِهٖ، هٰؤُلَاءِ

☆ جب مشار الیہ قریب ہو تو اسم اشارہ ہا تنبیہ یا بغیر ہا تنبیہ کے لایا جاتا ہے نیز اس صورت میں اس کے آخر میں کاف اور لام کا لاحقہ نہیں ہوتا۔

جیسے: هٰذَا الشَّجَرُ اَخْضَرُ (یہ درخت بہت سرسبز ہے)

ذَاالْبَابُ مَفْتُوْحٌ (یہ دروازہ کھلا ہے)

☆ جب مشار الیہ بعید (دور) ہو تو اسم اشارہ کے آخر میں کاف اور کبھی کاف اور لام دونوں لاحق ہوتے ہیں۔

جیسے: ذَاكَ جَمَلٌ (وہ اونٹ ہے)

ذَالِکَ الْکِتَابُ مُفِیْدٌ (وہ کتاب فائدہ مند ہے)

اُولٰئِکَ اَحْجَارٌ (وہ بہت سے پتھر ہیں)

تِلْکَ زَیْنَبُ (وہ زینب ہے)

☆ ایسے ہی ذَاکَ، ذَاکُمَا، ذَاکُمْ، ذَاکُنَّ، ذَالِکَ، ذَالِکُمَا، ذَالِکُمْ، ذَالِکُنَّ اور ذَانِکُمَا، تَانِکُمَا، وغیرہ

☆ کسی ایک اسم اشارہ میں ھا تنبیہ، لام اور ک خطاب کے یکجا ہونے کو مکروہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں ایک کلمہ میں تین سے زائد حروف زائدہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

☆ ھا تنبیہ اور لام کا ایک اسم اشارہ میں یکجا ہونا جائز نہیں کیونکہ ھا قریب پر اور لام بُعد پر دلالت کرتا ہے اور یہ دونوں ضدیں ہیں اور ضدین کا جمع ہونا جائز نہیں۔

☆ اکثر نحوی اسماء اشارات کو تین مراتب میں تقسیم کرتے ہیں:

۱) اسم اشارہ قریب کے لئے جب اس کے ساتھ کاف اور لام متصل نہ ہو۔

۲) اسم اشارہ متوسط کیلئے جب اس کے ساتھ فقط کاف لاحق ہو۔

۳) اسم اشارہ بعید کے لئے جب اس کے ساتھ کاف اور لام دونوں لاحق ہوں۔

☆ مشار الیہ واحد کے لئے اسم اشارہ واحد، تثنیہ کے لئے تثنیہ، جمع کے لئے جمع، مذکر کے لئے مذکر اور مؤنث کے لئے مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ھٰذَا رَجُلٌ ...... ھٰذَانِ رَجُلَانِ ...... ھٰؤُلَاءِ رِجَالٌ ...... ھٰذِہٖ اِمْرَأَۃٌ ...... ھَاتَانِ اِمْرَأَتَانِ ...... ھٰؤُلَاءِ نِسَاءٌ

☆ اگر مشار الیہ قریب کی کوئی جگہ یا مکان ہو تو اس کے لئے عام طور پر مندرجہ ذیل اسمائے اشارات استعمال ہوتے ہیں:

(۱) ھُنَا (۲) ھٰھُنَا جیسے: اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ

اگر مشار الیہ بعید کی کوئی جگہ یا مکان ہو تو اس کے لئے عام طور پر مندرجہ ذیل اسمائے اشارات استعمال ہوتے ہیں:

(۱) ھٰھُنَاکَ (۲) ھُنَاکَ (۳) ھُنَالِکَ (۴) ھَنَّا

(۵) هِنَّا (۶) ثَمَّ

☆ مشارالیہ نکرہ یا علم ہو تو وہ خبر اور اسم اشارہ مبتدا واقع ہوتا ہے۔ جیسے هٰذَا رَجُلٌ ، هٰذَانِ زَيْدَانِ اور اگر مشارالیہ معرف باللام ہو تو مشارالیہ بدل عطف بیان یا نعت واقع ہوتا ہے۔ جیسے هٰذَاالطَّالِبُ مُجْتَهِدٌ

☆ تمام اسمائے اشارات مبنی ہیں البتہ بعض علماء نحو کے نزدیک اسم اشارہ برائے تثنیہ مذکر و مؤنث یعنی ذان۔ذین۔تان اور تین معرب ہیں۔ جیسے جَاءَ ذَانِ الرَّجُلَانِ ...... رَاَيْتُ ذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ...... مَرَرْتُ بِذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اسمائے اشارات برائے تثنیہ کی وضع ہی اتفاقاً ایسی ہے کہ اُن پر معرب ہونے کا گمان ہوتا ہے

تتمه: اسم اشارہ کو تین طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے:

☆ جنس کے اعتبار سے اسم اشارہ مذکر یا مونث ہوگا۔

☆ مشارالیہ کی تعداد کے اعتبار سے مفرد، تثنیہ یا جمع ہوگا۔

☆ مشارالیہ کے بُعد کے اعتبار سے اسم اشارہ قریب، متوسط یا بعید کے لئے ہوگا۔

هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ صَالِحُوْنَ :	هٰذَا الطَّالِبُ مُجْتَهِدٌ
هؤلاء : اسم اشارہ موصوف محلاً مرفوع مبنی علی الکسر۔ الرجال: صفت مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ۔ موصوف + صفت = مبتدا...... صالحون: اسم فاعل + فاعل (هم) خبر۔ مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ	"هذا"۔ اسم اشارہ موصوف محلاً مرفوع مبنی علی السکون۔ "الطالب" بدل یا صفت ......موصوف + صفت = مبتدا ...... "مجتهد" اسم فاعل + فاعل ہو = خبر ......مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

سوم اسمائے موصولہ: اَلَّذِیْ و اَللَّذَانِ وَاللَّذَیْنِ وَالَّذِیْنَ وَالَّتِیْ وَاللَّتَانِ وَاللَّتَیْنِ وَاللَّاتِیْ وَاللَّوَاتِیْ وَمَا وَمَنْ، وَاَیٌّ، وَاَیَّةٌ والف ولام بمعنی اَلَّذِیْ دراسم فاعل واسم مفعول چون اَلضَّارِبُ وَالْمَضْرُوْبُ وذو بمعنی الذی درلغت بنی طےنحو جائنی ذوضربک بدانکه اَیٌّ وَاَیَّةٌ معرب است۔

تیسری قسم اسمائے موصولہ جیسے: اَلَّذِیْ، اَللَّذَانِ، اللَّذَیْنِ، اَلَّذِیْنَ، اَلَّتِیْ، اللَّتَانِ، اللَّتَیْنِ، اللَّاتِیْ، اللَّوَاتِیْ، مَا، مَنْ، اَیٌّ اَیَّةٌ، الف ولام بمعنی الذی اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے جیسے اَلضَّارِبُ اور اَلْمَضْرُوْبُ اور ذُو الذی کے معنی میں ہے لغت بنی طے میں جیسے جائنی ذوضربک، جان تو کہ ای اور اية معرب ہیں۔

﴿اسمائے موصولہ﴾

اسم موصول کی تعریف: وہ اسم مبنی جو اپنا معنی بیان کرنے میں صلہ اور ضمیر عائد کا محتاج ہو، یا وہ اسم مبنی جو صلہ کے واسطے سے معین معنی پر دلالت کرے۔ جیسے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ

فائدہ: صلہ کا لغوی معنی ہے: "ملانا"۔ جبکہ اصطلاح نحو میں اس سے مراد وہ جملہ خبریہ یا شبہ جملہ ہے جو اسم موصول کے فوراً بعد اس لئے لایا جاتا ہے کہ اسم موصول کے معنی کی وضاحت وتکمیل ہو سکے علاوہ ازیں عائد اس ضمیر کو کہتے ہیں جو صلہ میں موجود ہوتی ہے، موصول کی طرف راجع ہوتی ہے، اور صلہ کو موصول سے مربوط کرتی ہے۔ جیسے الذی یوسوس میں الذی اسم موصول یوسوس صلہ اور یوسوس میں ھو ضمیر مستتر عائد ہے۔

فائدہ: اسم موصول کو اسم ناقص اور اسم مبہم بھی کہا جاتا ہے اسم ناقص کہنے کی وجہ یہ کہ صلہ کے بغیر اس کا معنی مکمل نہیں ہوتا بلکہ ناقص رہتا ہے اور اسے مبہم اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے معنی میں ابہام پایا جاتا ہے اور بعد میں آنے والا صلہ اس ابہام کو دور کر دیتا ہے۔

<u>اسمائے موصولہ کی اقسام:</u>

اسمائے موصولہ میں سے بعض مذکر اور بعض مؤنث پر دلالت کرتے ہیں اس طرح بعض اسمائے موصول ایسے ہیں جو مذکر ومؤنث، واحد، تثنیہ اور جمع سب کے لئے یکساں استعمال ہوتے ہیں

اس اعتبار سے اسمائے موصولہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ اسمائے موصولہ جو بطور مذکر استعمال ہوتے ہیں:

اَلَّذِیْ......واحد مذکر کے لئے۔ جیسے: جَاءَ الَّذِیْ قَرَأَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ

اَلَّذَان......حالت رفعی میں تثنیہ مذکر کے لئے۔

جیسے: جَاءَ اللَّذَانِ قَرَءَ ا، وَاللَّذَانِ یَاْتِیَانِھَا مِنْکُمْ

اَلَّذَیْنِ ......حالت نصبی و جری میں تثنیہ مذکر کے لئے۔

جیسے: رَأَیْتُ الَّذَیْنِ قَرَءَ ا، رَبَّنَا اَرِنَا اللَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا

اَلَّذِیْنَ......جمع مذکر کے لئے۔

جیسے: جَاءَ الَّذِیْنَ قَرَؤا، وَالَّذِیْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِھِمْ

(۲) وہ اسمائے موصولہ جو بطور مؤنث استعمال ہوتے ہیں:

اَلَّتِیْ......واحد مؤنث کے لئے۔ جیسے: جَاءَ تِ الَّتِیْ قَرَئَتْ،

تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا

اَللَّتَانِ......حالت رفعی میں تثنیہ مؤنث کے لئے۔ جیسے: جَائَتِ اللَّتَانِ قَرَأَتَا

اَللَّتَیْنِ......حالت نصبی و جری میں تثنیہ مؤنث کے لئے۔ جیسے: رَأَیْتُ اللَّتَیْنِ قَرَأَتَا

اَللّٰتِیْ ، اَللَّائِیْ ، اَللَّوَاتِیْ جمع مؤنث کے لئے۔ جیسے: جَاءَ تِ اللّٰتِیْ قَرَأْنَ،

وَاللَّائِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ، وَاللَّاتِیْ یَأْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ

(۳) وہ اسمائے موصولہ جو مطلقاً واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتے ہیں

مَا...... عموماً غیر ذوالعقول کے لئے استعمال ہوتا ہے کبھی ذوی العقول کے لئے بھی

استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: اَعْجَبَنِیْ مَاکَتَبْتَ مِنْ قِصَّۃٍ

مَنْ: ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے کبھی غیر ذوی العقول کے لئے بھی استعمال

کیا جاتا ہے۔ جیسے: جَائَنِیْ مَنْ قَامَ ، یُعْجِبُنِیْ مَنْ جَائَکَ .

اَوْمَنْ جَائَتْکَ اَوْمَنْ جَاءَ اكَ اَوْ مَنْ جَاءُوكَ.

اَیٌّ مذکر ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: اَعْجَبَنِیْ اَیٌّ قَامَ بمعنی یُعْجِبُنِیَ الَّذِیْ قَامَ

أَيَّةٌ مؤنث ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
جیسے : سَتَفُوْزُ اَيَّتُهُمْ مُجْتَهِدَةٌ

معنی کے اعتبار سے اسماء موصولہ کی اقسام:

۱) **خاص:** وہ اسم موصول جو خاص معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔جیسے: اَلَّذِیْ مفرد مذکر، اَلَّتِیْ مفرد مونث، اَلَّذَانِ تثنیہ مذکر، اَللَّتَانِ تثنیہ مونث، اَلَّذِیْنَ جمع مذکر اور اَلّٰتِیْ جمع مونث کے لئے۔

۲) **مشترک** (عام): وہ اسم موصول جو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مونث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ مندرجہ ذیل چھ اسم ہیں: مَنْ، مَا، اَیٌّ، اَلْ، ذَا اور ذُوْ۔

ای اور ایۃ کی اقسام:

اَیٌّ اور اَیَّةٌ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) معرب: مندرجہ ذیل صورتوں میں اَیٌّ اور اَیَّةٌ معرب ہیں۔

الف۔ ای وایۃ کا مضاف الیہ محذوف ہو اور صدر صلہ یعنی صلہ کا پہلا جز کلام میں لفظاً موجود ہو۔ جیسے اَیٌّ هُوَ قَائِمٌ اور اَیَّةٌ هِیَ قَائِمَةٌ

ب۔ ای وایۃ کا مضاف الیہ اور صدر صلہ دونوں لفظاً موجود ہوں۔
جیسے اَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ اور اَيَّتُهُنَّ هِیَ قَائِمَةٌ

ج۔ اَیٌّ وَاَیَّةٌ کا مضاف الیہ اور صدر صلہ دونوں محذوف ہوں۔
جیسے اَیٌّ قَائِمٌ اور اَیَّةٌ قَائِمَةٌ

نوٹ: ای وایۃ بہر صورت مضاف استعمال ہوتے ہیں البتہ ان کا مضاف الیہ بعض دفعہ مذکور اور بعض دفعہ محذوف ہوتا ہے۔

(۲) مبنی: مندرجہ ذیل صورت میں ای وایۃ مبنی ہیں اور اسی ایک صورت میں یہ اسم غیر متمکن کے تحت داخل ہیں کہ ای وایۃ کا مضاف الیہ مذکور اور ان کا صدر صلہ یعنی صلہ کا پہلا جز لفظاً موجود نہ ہو جیسے : اَيُّهُمْ قَائِمٌ اور اَيَّتُهُنَّ قَائِمَةٌ اصل میں اَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ اور اَيَّتُهُنَّ هِیَ قَائِمَةٌ ہیں پہلی مثال میں ھو (صدر صلہ) اور دوسری مثال میں ھی (صدر صلہ) محذوف ہیں۔

☆ اَلْ یا الف لام بمعنی الذی: عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَ ۔ اَلضَّارِبَۃُ بمعنی اَلَّتِیْ ضَرَبَتْ

اَلْمَضْرُوْبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضُرِبَ ۔ اَلْمَضْرُوْبَۃُ بمعنی اَلَّذِیْ ضُرِبَتْ

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ

بمعنی اِنَّ الَّذِیْنَ تَصَدَّقُوْا وَاللاَّتِیْ تَصَدَّقْنَ

فائدہ : الف ولام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حرفی جیسے اَلرَّجُلُ ۔ رَجُلٌ پر الف ولام حرفی ہے۔

(۲) اسمی جیسے۔ اَلضَّارِبُ، ضَارِبٌ پر الف ولام اسمی ہے۔

فائدہ (۱): الف ولام اسمی اَلَّذِیْ یا اَلَّتِیْ کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے، اسی وجہ سے یہ اسم غیر متمکن کے تحت داخل ہے، البتہ الف لام حرفی اور اسمی دونوں مبنی ہیں۔ نیز اسم فاعل واسم مفعول کی دو قسمیں ہیں: حدوثی، ثبوتی

حدوثی سے مراد یہ ہے کہ اسم فاعل اور اسم مفعول زمانہ حال یا استقبال پر دال ہوں۔

ثبوتی سے مراد یہ ہے کہ اسم فاعل اور اسم مفعول کسی ایک زمانے کے ساتھ خاص نہ ہوں بلکہ ان میں تمام زمانے یکساں استمرار کے طور پر موجود ہوں۔

فائدہ (۲): اسم فاعل واسم مفعول ثبوتی، صفت مشبہ اور اسم تفضیل پر الف ولام اسم موصول داخل نہیں ہوتا بلکہ ان پر آنے والا الف ولام حرفی ہوتا ہے۔

☆ ذو: ذوی العقول وغیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور بنی طے کی لغت میں اسم موصول کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے::

جَائَنِیْ ذُوْقَامَ بمعنی جَائَنِیْ الَّذِیْ قَامَ ......جَائَتْنِیْ ذُوْقَامَتْ بمعنی جَائَتْنِیْ الَّتِیْ قَامَتْ

جَائَنِیْ ذُوْقَامَا بمعنی جَائَنِیْ الَّذَانِ قَامَا ......جَائَتْنِیْ ذُوْقَامَتَا بمعنی جَائَتْنِیْ اللَّتَانِ قَامَتَا

جَائَنِیْ ذُوْقَامُوْا بمعنی جَاءَ الَّذِیْنَ قَامُوْا ......جَائَتْنِیْ ذُوْقُمْنَ بمعنی جَائَتْنِیْ اللاَّتِیْ قُمْنَ

فائدہ : بنی طے یمن کا مشہور ترین قبیلہ تھا، جس کا سربراہ طی بن داؤد بن زید بن کہلان بن سبأ بن حمید تھا، اسی کے نام پر قبیلہ بنی طے مشہور ہوا حاتم طائی کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

☆ ''ذا'' اسم موصول ہے، ذوالعقول وغیر ذی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن ''ذا'' کے اسم موصول ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے مَا یا مَنْ استفہامیہ ہو۔

جیسے یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ بمعنی یَسْئَلُوْنَکَ مَاالَّذِیْ یُنْفِقُوْنَہٗ

مَنْ ذَا جَاءَ کَ بمعنی مَنِ الَّذِیْ جَاءَ کَ

نوٹ: اگر ''ذا'' سے پہلے مَا یا مَنْ استفہامیہ نہ ہوئے تو اس وقت ''ذا'' اسم موصول نہیں بلکہ اسم اشارہ ہوتا ہے۔

فائدہ: اسم موصول مبہم اور مجمل شیء پر دلالت کرتا ہے اس ابہام و اجمال کی وضاحت کے لئے اسم موصول ہمیشہ صلہ اور رابط کا محتاج ہوتا ہے۔ ذیل میں صلہ اور رابط کے بارے میں تفصیل ملاحظہ کیجئے:

صلہ کی تعریف: اسم موصول کے بعد واقع ہونے والا وہ جملہ یا شبہ جملہ جو اسم موصول میں پائے جانے والے ابہام کو دور کرے اور اس کے اجمال کی تفصیل بیان کرے۔

ضمیر رابط (ضمیر عائد): صلہ میں پائی جانے والی وہ ضمیر غائب جو موصول کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اور عدد کے اعتبار سے موصول کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ۔

اَلَّذِیْ اسم موصول ہے۔ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ صلہ ہے جبکہ وعدہ میں ''ہ'' ضمیر رابط ہے۔

فائدہ: اسم موصول مشترک جب اس سے مراد غیر مفرد ہو تو اس کے صلہ میں پائی جانے والی ضمیر کی دو صورتیں ہیں:

۱) لفظ کی رعایت کرتے ہوئے ضمیر عائد مفرد لائی جائے گی۔

جیسے وَمِنْہُمْ مَنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ

۲) معنی کی رعایت کرتے ہوئے ضمیر عائد جمع لائی جائے گی۔

جیسے وَمِنْہُمْ مَنْ یَّسْتَمِعُوْنَ اِلَیْکَ

پہلی مثال میں یستمع میں ھو اور دوسری مثال میں یستمعون میں واؤ ضمیر عائد ہیں۔

ضمیر کا حذف:

اگر صلہ طویل ہو تو تخفیف کے لئے ضمیر عائد کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے مَـا اَنَـا بِـالَّذِیْ قَائِلٌ لَکَ سُوْءً اصل میں هُوَ قَائِلٌ ہے۔

صلہ کی اقسام:

صلہ ہمیشہ جملہ واقعہ ہوتا ہے اس اعتبار سے صلہ کی تین قسمیں ہیں:

جملہ فعلیہ خبریہ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَه"

صَدَقَنَا وَعْدَه' فعل+فاعل =صلہ

جملہ اسمیہ خبریہ :"اَلَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ"

هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ مبتدا+خبر =صلہ

شبہ جملہ : "جَاءَ نِیَ الَّذِیْ عِنْدَكَ"

عِنْدَكَ اسم ظرف مضاف+مضاف الیہ =صلہ

"جَاءَ نِیَ الَّذِیْ فِی الدَّارِ"

فِی الدَّارِ جارہ+مجرور متعلق استقر فعل =صلہ

"جَاءَ الضَّارِبُ" ضَارِبٌ اسم فاعل+فاعل =صلہ

فائدہ : بعض حروف بھی موصول ہوتے ہیں جن کو موصول حرفی کہا جاتا ہے، جن کی تعداد پانچ بیان کی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں: اَنْ ، اَنَّ ، کَیْ، مَا اور لَوْ، موصول حرفی کے بعد بھی صلہ ہوتا ہے، لیکن ضمیر عائد نہیں ہوتی۔

چهارم اسمائے افعال وآن بر دو قسم ست اول بمعنی امر حاضر
چون رُوَیْدَ وَبَلْهَ وَحَیَّهَلْ وَهَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی چون هَیْهَاتَ وَشَتَّانَ

چوتھی قسم اسمائے افعال اور وہ دو قسم پر ہے اول بمعنی امر حاضر کے
جیسے رُوَیْدَ وَبَلْهَ وَحَیَّهَلْ وَهَلُمَّ دوسرا بمعنی فعل ماضی کے جیسے هَیْهَاتَ وَشَتَّانَ

﴿اسماء افعال﴾

اسم فعل ایک منفرد اصطلاح ہے یہ اسم کہلاتا ہے کہ علامت فعل کو قبول نہیں کرتا اور فعل بھی کہلاتا ہے کہ فعل جیسا عمل کرتا ہے یعنی یہ اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دینے کے ساتھ ساتھ فعل ماضی، فعل امر حاضر معروف یا فعل مضارع کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے۔

اسم فعل کی تعریف: وہ اسم مبنی جو فعل کے معنی پر مشتمل ہو اور علامت فعل کو قبول نہ کرے

جیسے: رُوَیْدَ، هَلُمَّ، هَیْهَاتَ

اسم فعل کی اقسام:

اسمائے افعال مبنی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ اسمائے افعال جو فعل امر حاضر معروف کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں۔

جیسے رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ

مندرجہ ذیل اسمائے افعال امر حاضر معروف کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں:

☆ رُوَیْدَ ...... یہ اسم فعل اَمْهِلْ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے رُوَیْدَ زَیْدًا بمعنی اَمْهِلْ زَیْدًا (تو زید کو مہلت دے)

☆ بَلْهَ ...... یہ اسم فعل اُتْرُكْ (دعْ) کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے بَلْهَ زَیْدًا بمعنی اُتْرُكْ (دَعْ) زَیْدًا (تو زید کو چھوڑ دے)

☆ حَیْهَلْ ...... یہ اسم فعل اَقْبِلْ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے حَیْهَلِ الصَّلٰوةَ بمعنی اَقْبِلِ الصَّلٰوةَ (تم نماز کیلئے آؤ)

☆ هَلُمَّ ...... یہ اسم فعل اُحْضِرْ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے هَلُمَّ زَیْدًا بمعنی اُحْضِرْ زَیْدًا (تو زید کو حاضر کر)

فائدہ: مذکورہ بالا چار کے علاوہ بھی بعض اسمائے افعال ایسے ہیں جو امر حاضر

معروف کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔
"آمین بمعنی اِستَجِبْ" ...... اِیْهِ اَیْ زِدْ ...... هَیَا اورهَیَّا اَیْ اَسْرِعْ ...... صَهْ اَیْ اُسْكُتْ ...... هَاكَ اَیْ خُذْ...... عَلَیْكَ اَیْ اَلْزِمْ ...... دُوْنَكَ اَیْ خُذْ، وَرَائَكَ اَیْ تَاَخَّرْ، اَمَامَكَ اَیْ تَقَدَّمْ، اِیْهًا اَیْ اِنْكَفِفْ

اسی طرح وہ کلمہ جو فَعَالِ کے وزن پر آئے: جیسے خَذَارِ اَیْ اِحْذَرْ، سَمَاعِ اَیْ اِسْمَعْ نَزَالِ بمعنی اِنْزِلْ، دَفَاعِ بمعنی اِدْفَعْ، كَتَابِ بمعنی اُكْتُبْ

(۲) وہ اسمائے افعال جو فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں، جیسے هَیْهَاتَ

مندرجہ ذیل اسمائے افعال فعل ماضی کے معنی پر دلالت کرتے ہیں:

☆ هَیْهَاتَ...... یہ اسم فعل بَعُدَ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے هَیْهَاتَ زَیْدٌ اَیْ بَعُدَ زَیْدٌ، هَیْهَاتَ الْاَمَلُ فِی النَّجَاحِ اَیْ بَعُدَ الْاَمَلُ فِی النَّجَاحِ

☆ شَتَّانَ...... یہ اسم فعل اِفْتَرَقَ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے شَتَّانَ زَیْدٌ وَخَالِدٌ بمعنی اِفْتَرَقَ زَیْدٌ وَخَالِدٌ

کلام عرب میں سَرْعَانَ بمعنی سَرُعَ بھی اسم فعل بمعنی فعل ماضی استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ(۱): علمائے نحو میں سے اکثر نے اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع کا بھی ذکر کیا ہے، فائدہ کے لئے ان میں سے چند ذکر کئے جا رہے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

اَوْهُ ......یا...... آه بمعنی اَتَوَجَّعُ . وَیْ بمعنی اَتَعَجَّبُ

اُفِّ بمعنی اَتَضَجَّرُ . قَطُّ بمعنی یَكْفِیْ

فائدہ (۲): اسمائے افعال واحد، تثنیہ اور جمع تمام صورتوں میں ایک جیسے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ اَیُّهَا الرَّجُلُ ......اور...... حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ اَیُّهَا الرِّجَالُ۔

رُوَیْدَ زَیْدًا	هَیْهَاتَ زَیْدٌ :
روید: اسم فعل بمعنی امر حاضر معروف محلا مرفوع مبنی علی الفتح مبتدا......انت ضمیر مرفوع متصل مستتر فاعل قائم مقام خبر، زیــدا: مفعول بہ منصوب بالفتحۃ الظاہرۃ ... اسم فعل مبتدا + فاعل (قائم مقام خبر) ومفعول بہ = جملہ اسمیہ انشائیہ	هیهات: اسم فعل بمعنی فعل ماضی مبتدا محلا مرفوع مبنی علی الفتح ...زیــد: فاعل قائم مقام خبر مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ ... مبتدا + فاعل قائم مقام خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

پنجم اسمائے اصوات چون اُحْ اُحْ وَاُفْ وَبَخْ نخ وَغَاق

پانچویں قسم اسمائے اصوات جیسی اُحْ اُحْ وَاُفْ وَبَخْ نخ وَغَاق

﴿اسمائے اصوات﴾

اصوات صوت کی جمع ہے جس کا معنی آواز ہوتا ہے، اصطلاح نحو میں اسم صوت سے مراد حروف ہجائیہ سے مرکب وہ آواز یا اسم ہے جو کسی معنی کے لئے وضع نہ کیا گیا ہو جیسے: اُف

اسماء اصوات کی صورتیں:

۱) وہ آواز جو طبعی طور پر انسان کے منہ سے صادر ہو۔ جیسے اُحْ اُحْ کھانسی کا عارضہ لاحق ہونے کے وقت صادر ہوتے ہیں۔ اُفْ تکلیف یا ناپسندیدگی کے وقت صادر ہوتا ہے۔ بَخْ خوشی کے وقت صادر ہوتا ہے۔

۲) وہ آواز جو انسان ارادۃً اپنے منہ سے نکالے۔ جیسے نَخْ یا نِخْ اونٹ بٹھاتے وقت اپنے مقصود کی طرف متوجہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ غاق کوے کی آواز کی حکایت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ: معنوی طور پر اسمائے اصوات اسمائے افعال کی طرح ہی ہوتے ہیں لیکن یہ اسم فعل کے طور پر استعمال نہیں ہوتے کیونکہ یہ ضمیر مستتر کا احتمال نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کو ترکیب میں استعمال کیا جا سکتا ہے اسی طرح یہ عامل بھی نہیں بنتے۔

فائدہ: ایک صورت ایسی ہے کہ یہ ترکیب میں استعمال ہو جاتے ہیں۔ جیسے قَالَ زَیْدٌ اُفْ اس مثال میں اف اسم مبنی منصوب محلاً مفعول ہے۔

ششم اسمائے ظروف ظرف زمان چون إذْ و إذَا و مَتىٰ و كيفَ وَ ايَّانَ وَ أمْسِ و مُذْ و مُنْذُ وَ قَطُّ و عَوْضَ و قَبْلُ و بَعْدُ و قتیکہ مضاف باشد و مضاف الیہ محذوف منوی باشد و ظرف مکان چون حَيْثُ و قُدَّامُ و تَحْتُ و فَوْقُ وقتیکہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد

چھٹی قسم اسمائے ظروف۔ ظرف زماں جیسے إذْ ، إذَا، مَتىٰ ، كيفَ ، ايَّانَ ، أمْسِ ، مُذْ ، مُنْذُ ، قَطُّ، عَوْضَ ، قَبْلُ ، بَعْدُ جب مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو اور ظرف مکان جیسے حَيْثُ قُدَّامُ ، تَحْتُ ، فَوْقُ جب مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

﴿اسمائے ظروف﴾

اسمائے ظروف کی دو قسمیں ہیں جیسا کہ مصنف نے وضاحت کر دی ہے:

(ا) **ظرف زماں** : وہ اسم ہیں جو فعل کے واقع ہونے کے زمانے پر دلالت کرے۔ مندرجہ ذیل اسماء ظرف زماں ہیں:

إذْ: ماضی کے لئے استعمال ہوتا ہے اگرچہ بعض اوقات مستقبل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: قَدِمَ زَيْدٌ إذْ عَمْرٌو قَائِمٌ ...... جِئْتُكَ إذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

إذَا: زمانہ مستقبل کے لئے استعمال ہوتا ہے کبھی ماضی کے لئے بھی آتا ہے۔

جیسے: آتِيْكَ إذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ .... إذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ.

مَتٰی: استفہام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ...... مَتَى السَّاعَةُ

أيَّانَ: زمانہ استقبال میں استفہام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے أيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ...... أيَّانَ مُرْسَاهَا

مُذْ و مُنْذُ: یہ دونوں فعل کی مدت بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

جیسے مَارَأيْتُهٗ مُذْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ (میں نے اسے اتوار کے دن سے نہیں دیکھا) مَارَأيْتُهٗ مُنْذُ يَوْمَيْنِ (میں نے اسے دو دنوں سے نہیں دیکھا)

تنبیہ: مذ اور منذ سے متعلق علماء نحو کے موقف مختلف ہیں ایک گروہ کے مطابق یہ حروف ہیں اور اپنے معمول کو جر دیتے ہیں جبکہ دوسرا گروہ ان کو اسم مانتا ہے جو مابعد کی طرف ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں۔

قطُّ: یہ اس بیان کے لئے آتا ہے کہ فعل ماضی کی منفیت گذشتہ تمام زمانوں کو محیط ہے
جیسے : مَارَاَیتُہ' قطُّ (میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا) مَاضَرَبْتُہ' قطُّ (میں نے اسے کبھی نہیں مارا)
عَوْضُ: مستقبل منفی کی تاکید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
جیسے لَآارَاہُ عَوْضُ (میں اسے کبھی نہیں دیکھوں گا) لَآافعَلُتہ' عَوْضُ (میں وہ کبھی نہیں کروں گا)
قَبْلُ: زمانہ ماضی کے لئے استعمال ہوتا ہے
بَعْدُ: زمانہ استقبال کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
جیسے : لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۔ (حکم اللہ کا ہی ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی)

قبل اور بعد کی تین حالتیں ہیں:

(الف) قبل اور بعد مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ مذکور ہو۔
جیسے : مِنْ قَبْلِ الصَّلٰوۃ ۔ فَلاتَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرِ
(ب) قبل اور بعد مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف نسیاً منسیاً ہو۔
یعنی نہ متکلم کی نیت میں موجود ہو اور نہ کلام میں لفظاً موجود ہو۔
جیسے مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ
(ج) قبل اور بعد مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی متکلم کی نیت میں ہو لیکن کلام میں لفظاً مذکور نہ ہو۔ جیسے لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۔
مذکورہ بالا تین صورتوں میں سے پہلی دو صورتوں میں قبل اور بعد معرب جبکہ تیسری صورت میں قبل اور بعد مبنی ہیں اور اسی ایک صورت میں یہ اسم غیر متمکن کے تحت داخل ہیں۔
(۲) ظرف مکاں: وہ اسم مبنی جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ پر دلالت کرے۔
مندرجہ ذیل اسماء ظرف مکاں ہیں:

☆ حَیْثُ : وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ ۔
☆ قُدَّامُ : ھٰذَا قُدَّامُ بمعنی ھٰذَا قُدَّامُکَ
☆ تَحْتُ : ھٰذَا تَحْتُ بمعنی ھٰذَا تَحْتُکَ
☆ فَوْقُ : ھٰذَا فَوْقُ بمعنی ھٰذَا فَوْقُکَ

فائدہ: مذکورہ بالا چاروں اسماء ظروف مکاں اس وقت مبنی ہوتے ہیں جب ان کا مضاف الیہ مذکور نہیں ہوتا لیکن متکلم کی نیت میں موجود ہوتا ہے۔

ساتویں قسم اسمائے کنایات جیسے کم اور کذا عدد سے کنایہ ہیں جبکہ کیت اور ذیت کلام سے کنایہ ہیں۔

﴿اسمائے کنایات﴾

اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات ہے کنایات کنایہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں غیر واضح شے۔

اسم کنایہ کی تعریف : وہ اسم مبنی جو کسی مبہم اور غیر واضح شی ء پر دلالت کرے۔ جیسے کَمْ

اقسامِ کنایہ: اسم کنایہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم کنایہ ازعدد: وہ اسم کنایہ جو عدد مبہم پر دلالت کرے جیسے کم بمعنی کتنے یا بے شمار

مندرجہ ذیل اسماء عدد مبہم پر دلالت کرتے ہیں:

کَمْ: جیسے: کَمْ کِتَابًا عِنْدَكَ (تیرے پاس کتنی کتابیں ہیں)۔

کَمْ کُتُب دَرَسْتُ (میں نے بہت سی کتابیں پڑھیں)

کَذَا: جیسے عِنْدِیْ کَذَا رُوْبِیَّۃ میرے پاس اتنے روپے ہیں،

کذا رجلا حضر (اتنے لوگ حاضر ہوئے) علمتُ عليًا فاضلا

وَعَلِمْتُ اَخَاهُ کَذَا

کم کی اقسام :کم کی دو قسمیں ہیں: (۱) کم استفہامیہ (۲) کم خبریہ

کَمْ استفہامیہ: جس سے عدد مبہم کے بارے میں سوال کیا جائے۔

جیسے کَمْ سَاعَةٍ قَرَأْتَ (تو نے کتنی دیر پڑھائی کی)

کم خبریہ: جو خبر کے کثیر العدد ہونے پر دلالت کرے۔

جیسے کَمْ مُؤمِنٍ جَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بے شمار مومن ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا)

یاد رہے کہ کَـــذَا فقط خبر کے ابہام پر دلالت کرتا ہے یعنی خبر کے کثیر العدد یا کثیر المقدار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

نوٹ : کم کے بارے میں تفصیلی گفتگو اسماء عاملہ کی بحث میں کی جائے گی۔

(۲) اسم کنایہ ازحدیث: وہ اسم کنایہ جو مبہم بات پر دلالت کرے جیسے کَیْتَ وَکَیْتَ بمعنی ایسے اور ایسے مندرجہ ذیل اسماء مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں۔

کَیْتَ۔ جیسے: قُلْتُ کَیْتَ وَکَیْتَ...... میں نے ایسا ایسا کہا

ذَیْتَ۔ جیسے: فَعَلْتُ ذَیْتَ وَذَیْتَ...... میں نے ایسا ایسا کیا

فائدہ : کیت اور ذیت کو تکرار کے ساتھ استعمال کرنا واجب ہے۔

ہشتم مرکب بنائی چون اَحَدَ عَشَرَ

آٹھویں قسم مرکب بنائی ہیں جیسے احد عشر

﴿مرکب بنائی﴾

اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی ہے، اس کے دو جز ہوتے ہیں اور دونوں ہی مبنی ہوتے ہیں سوائے اثنا عشر اوراثنتا عشرۃ کے جن کی پہلی جز معرب اور دوسری مبنی ہوتی ہے۔

مرکب بنائی کی تعریف: وہ اسم مبنی جسے دو اسموں کو ایک کر کے بنایا گیا ہو جبکہ دوسرا جز کسی حرف کو متضمن ہو۔

جیسے: اَحَدَ عَشَرَ اِثْنَا عَشَرَ ثَلٰثَ عَشَرَ
اَرْبَعَ عَشَرَ خَمْسَ عَشَرَ سِتَّ عَشَرَ
سَبْعَ عَشَرَ ثَمَانِیَ عَشَرَ تِسْعَ عَشَرَ

نوٹ: مرکب بنائی کی تفصیلی گفتگو مرکب غیر مفید میں گذر چکی ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ اعداد کے علاوہ اور کوئی عدد مرکب بنائی نہیں ہے۔

مشابہت کی صورتیں:

مشابہ مبنی الاصل یعنی اسم غیر متمکن کی اقسام کو تفصیلاً ذکر کرنے کے بعد آخر میں فائدہ کے طور پر اسم کی حرف کے ساتھ مشابہت کی اقسام ذکر کی جارہی ہیں یاد رہے کہ مشابہت کی تین قسمیں ہیں:

۱) **شبہ وضعی:** وہ اسم جو وضع کے اعتبار سے حرف کے مشابہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی وضع ایک حرف پر یا دو حرفوں پر ہوئی ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ اور ضَرَبْنَا۔ تُ ضمیر وضع کے اعتبار سے با جارہ اور واؤ عاطفہ کے مشابہ ہے جبکہ نا ضمیر قَدْ اور ہَلْ وغیرہ کے مشابہ ہے۔

فائدہ: بعض نحویوں کا کہنا ہے کہ ضمائر کی حروف کے ساتھ مشابہت جمود کے اعتبار سے ہے یعنی جس

طرح حروف کے تثنیہ اور جمع نہیں آتے اس طرح ان ضمیروں کے تثنیہ اور جمع نہیں آسکتے۔

۲) **شبہ معنوی:** وہ اسم مبنی جو معانی حروف کو متضمن ہو۔ جیسے مَتٰی اسم شرط ہے لیکن یہ بعض حالات میں ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔ مثال: مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ

۳) **شبہ استعمال:** وہ اسم مبنی جو حرف کی طرح اپنا معنی بیان کرنے میں کسی دوسری شیء کا محتاج ہو۔ جیسے اسم موصول جو اپنا معنی بتانے میں صلہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اِذْ، اِذَا، حَیْثُ اور بعض دوسرے اسماء ظروف جو اپنا معنی بتانے میں مضاف الیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

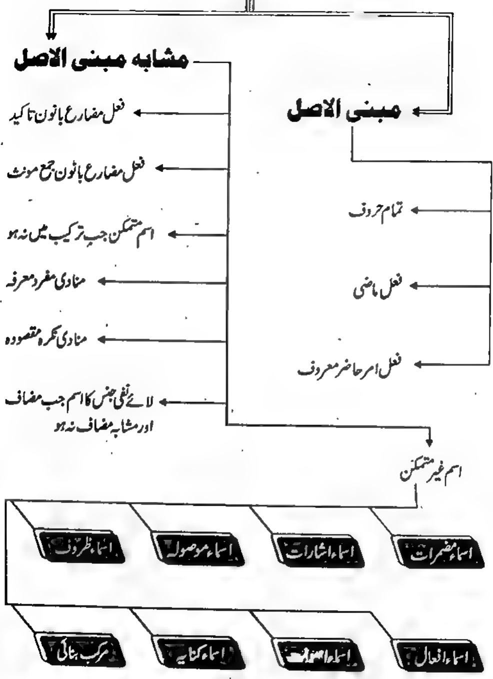
تتمہ:

اسم غیر متمکن کی تعریف میں جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ وہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے، اسی بنا پر اس کو مشابہ مبنی الاصل کہا جاتا ہے۔

☆ اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام میں سے سات قسمیں حرف کے مشابہ ہیں جبکہ اسمائے افعال فعل ماضی اور فعل امر کے مشابہ ہیں۔ بعض نحویوں کے نزدیک اسم غیر متمکن کی آٹھوں قسمیں حرف کے مشابہ ہیں۔

☆ نیز اسمائے استفہام اور اسمائے شرط بھی اسم غیر متمکن کے تحت داخل ہیں، کیوں کہ اسمائے استفہام، ہمزہ استفہام جبکہ اسمائے شرط، ان شرطیہ کے مشابہ ہیں اور یہ دونوں حرف ہونے کی بنا پر مبنی الاصل ہیں۔ لہذا اسمائے استفہام اور اسمائے شرطیہ بھی مبنی ہیں۔





مبنی
مشابه مبنی الاصل
مبنی الاصل
فعل مضارع بانون تاکید
فعل مضارع بانون جمع مونث
اسم متمکن جب ترکیب میں نہ ہو
منادی مفرد معرفہ
منادی نکرہ مقصودہ
لائے نفی جنس کا اسم جب مضاف
اور مشابہ مضاف نہ ہو
تمام حروف
فعل ماضی
فعل امر حاضر معروف
اسم غیر متمکن
اسماء مضمرات
اسماء اشارات
اسماء موصولہ
اسماء ظروف
اسماء افعال
اسماء اصوات
اسماء کنایہ
مرکب بنائی

فصل بدانکه اسم بر دو ضرب است معرفہ ونکرہ معرفہ آن ست کہ موضوع باشد برائے چیزے معیّن وآن بر ہفت نوع ست اوّل مضمرات دوم اعلام چون زَیْدٌ و عَمْروٌ وسوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ واین دو قسم را مبہمات گویند

فصل: جان تو کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ۔ معرفہ وہ ہے کہ اسکی وضع معین شی کے واسطے ہو اور یہ سات قسم پر ہے پہلی مضمرات (ضمیریں) دوسری اعلام جیسے زید و عمرو تیسری اسمائے اشارات ، چوتھی اسماء موصولہ اور ان دو قسموں کو مبہمات کہتے ہیں۔

﴿اقسام اسم باعتبار تعریف وتنکیر﴾

تعریف وتنکیر یا خاص وعام کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں، پہلی معرفہ اور دوسری نکرہ۔ مصنف نے معرفہ اور اس کی اقسام کو پہلے اور نکرہ کو بعد میں ذکر کیا ہے، شاید اس لئے کہ معرفہ خاص ہے اور اس کو پہچاننے کے لئے بعض علامات اور قرائن کی ضرورت ہوتی ہے ان قرائن سے آگاہی حاصل کئے بغیر معرفہ کی شناخت نہیں ہوسکتی، مضمرات، اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کا تفصیلی ذکر اسم غیر متمکن میں ہو چکا ہے۔اس لئے ان پر مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں البتہ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مضمرات کو تمام معرفوں میں سب سے اعلیٰ معرفہ تسلیم کیا گیا ہے، سوائے اسم جلالت "اللّٰہ" کے کیونکہ اسم جلالت "اعرف المعارف" یعنی تمام معرفوں میں سب سے زیادہ معرفہ ہے۔ علاوہ ازیں اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ مبہمات کہلاتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ جب تک اسم اشارہ کے ساتھ مشار الیہ اور اسم موصول کے ساتھ صلہ کا ذکر نہ کیا جائے ان دونوں کا مفہوم واضح نہیں ہوتا بلکہ مبہم رہتا ہے۔

معرفہ کی تعریف: وہ اسم جو کسی معین شی ء کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

جیسے: اَنَا ، هٰذَا ، اَلَّذِیْ ، زَیْدٌ ، یَارَجُلُ ، اَلرَّجُلُ ، غلام الرجل

﴿اعلام کا بیان﴾

اعلام، علم کی جمع ہے اور اس کا معنی بلندی یا شناخت کے ہیں جبکہ اصطلاح نحو میں علم سے مراد وہ اسم ہے جو کسی معین شخص، معین جنس، معین مکان یا معین شی ء کے لئے وضع کیا گیا ہو، جیسے زَیْدٌ معین شخص...... اِنْسَانٌ، اَسَدٌ معین جنس...... مکه ،لاھور معین جگہ پر دلالت کرتے ہیں۔

علم کی اقسام : وضع کے اعتبار سے علم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) کنیت: وہ اسم معرفہ جس کی ابتداء میں اِبْنٌ ، اِبْنَةٌ اَبٌ یا اُمٌّ موجود ہو۔

جیسے اَبُوالْقَاسِمِ ، اُمِّ کُلْثُوْمٍ، اِبْنُ عُمَر.

(۲) لقب: وہ اسم معرفہ جو اپنے مسمی کی عظمت و رفعت پر دلالت کرے۔

جیسے: اَلْفَارُوْقُ الْاَعْظَمُ، زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ، الْاَمَامُ الْاَعْظَمُ، غَوْثُ الْاَعْظَم، اَعْلٰحَضْرَۃ

(۳) علم مجرد: وہ اسم معرفہ جو کنیت اور لقب نہ ہو بلکہ علم شخصی اور علم ذاتی ہو۔

جیسے: علی، عُثْمَان، صلاح الدین، اسلام آباد

☆ استعمال کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مرتجل: وہ اسم جو علم بننے سے پہلے غیر علمیت میں استعمال نہ ہوا ہو۔

جیسے آدم، یوسف، زینب، مکہ، پاکستان

(۲) منقول: وہ اسم جو علم بننے سے پہلے غیر علمیت میں استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے حسن، انعام

علم منقول کی صورتیں:

علم منقول کی درج تین صورتیں ہیں:

☆ **منقول من صفۃ**: جو علم بننے سے پہلے بطور صفت استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے: حسنؔ، کریمؔ، عائشۃ، زاھد

☆ **منقول من مصدر**: جو علم بننے سے پہلے بطور مصدر استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے: تَوْفِیْق، اخلاص، اِکرام، تَصَدُّق

☆ **منقول من جنس**: جو علم بننے سے پہلے کسی جنس کے لئے استعمال ہو چکا ہو۔

جیسے: اسد، اسامۃ، زھرۃ

فائدہ(۱): بعض اوقات اسم منسوب بھی علم کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب اسم منسوب کسی شخص یا قوم کے ساتھ مخصوص ہو جائے۔

جیسے: ایوبی، زنگی، قرنی، ابدالی، غزالی، ھاشمی، قریشی

فائدہ (۲): بعض اوقات کسی خاص عہدہ کی حیثیت بھی علم کے قائم مقام استعمال ہوتی ہے جیسے: رئیس الوزراء، صدر، خلیفہ، قاضی القضاۃ۔ قیصر، کسری

تتمہ: لفظ کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں: مفرد جیسے احمد، مرکب جیسے عبد اللہ
معنی کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں: علم شخصی۔ جیسے علی، علم جنسی: جیسے اسامہ

پنجم معرفہ بہ ندا چون یَارَجُلُ ششم معرفہ بالف ولام چون اَلرَّجُلُ ہفتم مضاف بہ یکی از ینہا چون غُلَامُہٗ وَغُلَامُ زَیْدٍ وَ غُلَامُ ھٰذَا وَغُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ وَغُلَامُ الرَّجُلِ

پانچویں معرفہ بہ ندا ہے جیسے یا رجل، چھٹی معرفہ الف لام کے ساتھ ہو۔ جیسے الرجل اور ساتویں قسم کہ ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غلامہ، غلام زید، غلام ھذا، غلام الذی عندی اور غلام الرجل۔

معرفہ بندا : معرفہ کی پانچویں قسم معرفہ بہ ندا یا منادی نکرہ مقصودہ کہلاتی ہے۔

تعریف : وہ اسم نکرہ جس کو حرف ندا کے ذریعے معین کیا گیا ہو۔ جیسے: یا رَجُلُ

رجل اسم نکرہ ہے اس سے جنس رجل کا کوئی بھی فرد مراد ہوسکتا ہے لیکن اس پر جب حرف ندا آ جائے تو پھر یہ معرفہ بن جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ جنس رجل کا ایک خاص فرد اور معین فخص ہو جاتا ہے۔

معرف بالف ولام:

تعریف : وہ اسم جس کے شروع میں الف ولام حرف تعریف ہو۔

جیسے اَلرَّجُلُ (مخصوص مرد) اَلْاِنْسَانُ (مخصوص انسان)

اَلْقَلَمُ (مخصوص قلم) اَلْکِتَابُ (قرآن مجید)

نوٹ : اسم نکرہ پر الف ولام داخل ہو تو اس کے آخر سے تنوین حذف ہو جاتی ہے۔

جیسے رَجُلٌ سے اَلرَّجُلُ

ھمزہ کی اقسام :

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **ھمزہ وصلی :** وہ ہمزہ جس کے ذریعے ابتدائے کلام کو ممکن بنایا جائے اور جو درج کلام میں نطقاً اور لفظاً حذف ہو جائے لیکن کتابۃً حذف نہ ہو۔ جیسے: اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ

ھمزہ وصلی کی اقسام: ہمزہ وصلی کی دو قسمیں:

۱) **سماعی :** وہ ہمزات وصلیہ جو مختلف کلمات کے ساتھ اہل زبان سے اسی طرح سنے گئے ہوں اور ان کے لئے کوئی ضابطہ موجود نہ ہو۔ ہمزہ وصلی سماعی چھ ہیں: اِبْنٌ، اِبْنَۃٌ، اِمْرَءٌ، اِمْرَأَۃٌ، اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ، اِسْمٌ، اَیْمُنٌ، اَلْ

(۲) **قیاسی:** وہ ہمزات وصلیہ جو سماعی نہ ہوں بلکہ کسی ضابطہ کے تحت کلمہ کے شروع میں استعمال ہوتے ہوں، ہمزہ وصلی قیاسی درج ذیل مقامات پر آتا ہے:

ا) ثلاثی مجرد کے فعل امر حاضر معروف کے شروع میں۔ جیسے اِضْرِبْ، اُنْصُرْ

ب) غیر ثلاثی مجرد کے فعل امر حاضر معروف، فعل ماضی اور مصدر کے شروع میں۔

جیسے: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلَقَ، اِنْطِلَاقٌ

نوٹ: غیر ثلاثی مجرد میں سے باب افعال کا ہمزہ وصلی نہیں ہے بلکہ وہ ہمزہ قطعی ہے۔

ہمزہ وصلی کی حرکت:

☆ ہمزہ وصلی عام طور پر مکسور استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اِحْسِبْ، اِسْمَعْ

☆ غیر ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول اور ثلاثی مجرد مضموم العین فعل امر کے شروع میں ہمزہ وصلی مضموم ہوتا ہے۔ جیسے: اُدْخُلْ، اُبْعُدْ، اُجْتُنِبَ

☆ صرف دو کلمے ایسے ہیں جن کے شروع میں ہمزہ وصلی مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے: اَلْ، اَیْمُنٌ

ہمزہ وصلی کا ذکر اور حذف:

☆ ہمزہ اگر کلام کے شروع میں ہو تو وہ پڑھنے اور لکھنے دونوں میں آئے گا۔ جیسے: اِسْتِغْفَارٌ

☆ اگر ہمزہ وصلی درمیان کلام میں آ جائے تو صرف لکھنے میں آئے گا تلفظاً وہ حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

☆ اگر ہمزہ وصلی سے پہلے ہمزہ استفہام آ جائے یا لفظ "اِبنٌ" دو علموں کے درمیان آ جائے تو ہمزہ وصلی تلفظاً اور کتابۃً دونوں طرح حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا، حسین بن علی

فائدہ: ہمزہ وصلی اسم، فعل، حرف تینوں پر آتا ہے اسم۔ جیسے اللّٰه، فعل۔ جیسے: اجتنب، حرف۔ جیسے: اَلْ

(۲) **ہمزہ قطعی:** وہ ہمزہ جو درج کلام میں لفظاً حذف ہو نہ کتابۃً بلکہ دونوں حالتوں میں باقی رہے۔ جیسے: قَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. اَللّٰهُ اَصُوْمُ رَمَضَانَ

ہمزہ قطعی کی اقسام:

ہمزہ قطعی کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

☆ اعلام کا ہمزہ...... جیسے: ابراهیم ، اسماعیل ، اسامه

☆ جمع کا ہمزہ...... جیسے: اشجار ، اقوال

☆ اسم جامد کا ہمزہ...... جیسے: اَرْنَبٌ، اسد

☆ اسم تفضیل کا ہمزہ...... جیسے: احمد ، ارفع

☆ صفت مشبہ کا ہمزہ...... جیسے: اَحْمَرُ، اَعْوَرُ

☆ ندا کا ہمزہ...... جیسے: اَزَیْدُ، اَرَجُلاً

☆ باب افعال کا ہمزہ...... جیسے: اکرام، افادة

☆ واحد متکلم کا ہمزہ...... جیسے: اسمع ، اضرب

☆ فعل تعجب کا ہمزہ...... جیسے: ما افعله ، افعل به

☆ استفہام کا ہمزہ جیسے: اَضَرَبَ زید

فائدہ: بعض کتب نحو میں درج ذیل ہمزات کو بھی قطعی کہا گیا ہے:

☆ حروف کا ہمزہ...... جیسے: انَّ، انَ، الٰی

☆ تانیث کا ہمزہ...... جیسے: حمراء ، صحراء

☆ اسم اشارہ کا ہمزہ جیسے: اولاء ، اولئک

مضاف الی المعرفه :

معرفہ کی ساتویں قسم اسم مضاف الی المعرفہ ہے یعنی وہ اسم جس کو کسی معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے۔

فائدہ: جب کسی اسم کو معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے تو وہ اسم مضاف الیہ کے مرتبہ میں ہو جاتا ہے، سوائے اس اسم کے جو ضمیر کی طرف مضاف ہو کیونکہ اس صورت میں مضاف علیت کے رتبہ میں ہوتا ہے

مثالیں: غُلَامُهٗ ...... غلام ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے علیت کے مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ زَیْدٍ...... غلام علم کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے علیت کے مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ هذَا ۔ غلام اسم اشارہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے اسم اشارہ کے مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدَهٗ ...... غلام اسم موصول کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے اسم موصول کے مرتبہ میں ہے۔

غُلَامُ الرَّجُلِ ...... غلام معرفہ باْلف ولام کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرف باللام کے مرتبہ میں ہے۔

ونکرہ آن است کہ موضوع باشد برای چیزی غیر معین چون رَجُلٌ وَفَرَسٌ

اور نکرہ وہ اسم ہے کہ اسکی وضع کسی غیر معین چیز کے لیے کی گئی ہو جیسے رجل اور فرس

اسم نکرہ مصنف نے نکرہ کی تعریف اور مثال پر ہی اکتفاء کیا ہے کیونکہ وہ عام ہے اور اس کی شناخت کے لئے کسی قرینہ کی ضرورت نہیں اور جو اسم بھی معرفہ کی علامت سے خالی ہوگا وہ اسم نکرہ ہی ہوگا۔

تعریف: وہ اسم جو غیر معین شی ء پر دلالت کرے......یا...... وہ اسم جو الف ولام کے دخول کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے رَجُلٌ جنس رَجُلٌ کا کوئی ایک فرد ایسے ہی فرس جنس خیل کا اور کتاب جنس کتب کا غیر معین فرد ہے۔

اسم نکرہ کے بارے میں چند اہم باتیں:

(۱) اسماء میں اسم نکرہ اصل ہے جبکہ اسم معرفہ اس کی فرع ہے۔اس لئے کہ ہر معرفہ نکرہ کے تحت آتا ہے اور اس لئے بھی کہ نکرہ کسی قرینہ کا محتاج نہیں ہوتا جبکہ معرفہ کسی نہ کسی قرینہ اور علامت کا محتاج ہوتا ہے۔

(۲) بعض اسماء کا خارج میں ایک ہی فرد پایا جاتا ہے اور بظاہر وہ معرفہ کی مانند ہیں کہ ان کی دلالت غیر معین نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود وہ اسماء نکرہ شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان اسماء میں بغیر تعیین کے جنس کے تمام افراد پر علیحدہ علیحدہ صادق آنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، جیسے: شَمْسٌ اور قَمَرٌ

فائدہ: بعض نئی سائنسی تحقیقات کے مطابق کائنات میں ہمارے اس سورج اور چاند کے علاوہ اور بھی سورج اور چاند موجود ہیں۔(واللہ اعلم بالصواب)

(۳) وہ اسماء جو الف ولام کے دخول کی صلاحیت نہیں رکھتے، ایسے تمام اسماء نکرہ نہیں ہوسکتے، جیسے زَیْدٌ

(۴) وہ تمام اسماء نکرہ نہیں ہوں گے جو الف ولام کے دخول کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن دخول الف ولام غیر موثر رہتا ہے، یعنی تعریف کا فائدہ نہیں دیتا کیونکہ وہ اسماء پہلے سے معرفہ ہوتے ہیں۔ جیسے حسن، حسین، ولید، عباس۔

(۵) اسم نکرہ پر آنے والا الف ولام حرفی ہوتا ہے۔اس کو اَل اور الف لام تعریف کہا جاتا ہے

(۶) کلام فصیح میں عام طور پر اعلام (معرفہ) پر الف لام داخل کر لیا جاتا ہے۔

جیسے (م) رَاَیْتُ الْوَلِیْدَ بْنَ الْیَزِیْدِ مُبَارَکًا

(۷) بعض کلمات ایسے ہیں جن کے بعد آنے والا اسم بہر حال نکرہ ہوگا۔

جیسے رُبَّ اور کَمْ مثال: رُبَّ رَجُلٍ لَقِیْتُ، کَمْ کِتَابًا اشْتَرَیْتَ

بدانکہ اسم بر دو صنف ست مذکر و مؤنث مذکر آنست کہ درو علامت تانیث نباشد چون رَجُلٌ و مؤنث آنست کہ درو علامت تانیث باشد چون اِمْرَأَةٌ و علامت تانیث چہارست تا چون طَلْحَةُ والف مقصورہ چون حُبْلٰی والف ممدودہ چون حَمْرَاءُ و تائے مقدرہ چون اَرْضٌ کہ دراصل اَرْضَةٌ بودہ است بدلیل اُرَيْـــضَةٌ زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل خود بردو وانین را مؤنث سماعی گویند

جان تو کہ اسم دو قسم پر ہے مذکر اور مؤنث۔ مذکر وہ اسم ہے کہ اس میں علامت تانیث نہ ہو جیسے رجل اور مؤنث وہ اسم ہیکہ اسمیں علامت تانیث ہو جیسے امرأۃ اور علامت تانیث چار ہیں تا جیسے طلحۃ ،الف مقصورہ جیسے حبلٰی الف ممدودہ جیسے حمراء اور تائے مقدرہ جیسے ارض اصل میں ارضۃ تھا دلیل اس پر یہ ہے کہ اسکی تصغیر اریضۃ کے وزن پر آتی ہے کیونکہ تصغیر اسماء کو اپنے اصل پر لوٹا دیتی ہے۔ اسکو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔

﴿اسم باعتبار جنس﴾

اسم کی مذکورہ تقسیم جنس کے اعتبار سے ہے، بظاہر مذکر اور مؤنث دو علیحدہ علیحدہ جنس ہونے کے اعتبار سے بالکل واضح ہیں لیکن لفظاً ان کی پہچان میں ذرا دشواری ضرور پیش آتی ہے، کیونکہ بعض اسماء کا مدلول مذکر ہوتا ہے لیکن لفظاً وہ مؤنث ہوتے ہیں اسی طرح بعض اسماء میں بظاہر تانیث کی علامت موجود ہوتی ہے لیکن وہ مؤنث نہیں ہوتے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

مذکر کی تعریف : وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث نہ ہو یا وہ اسم جس کی طرف ھذا کے ساتھ اشارہ کرنا صحیح ہو۔ جیسے رَجُلٌ ، اَبٌ ، كِتَابٌ ، قَمَرٌ۔

مؤنث کی تعریف : وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث موجود ہو یا اس میں علامت تانیث تو موجود نہ ہو لیکن وہ اسم بطور مؤنث ہی استعمال ہوتا رہا ہو۔ جیسے اِمْرَاَةٌ ، اُمٌّ ، اُخْتٌ ، شَجَرَةٌ دَارٌ ، جہنم

__علامات تانیث:__

تانیث کی درج ذیل چار علامتیں ہیں، ان میں سے کوئی ایک علامت بھی موجود ہونے کی صورت میں اسم مؤنث شمار ہوگا۔

(۱) **تا:** اس کو تائے تانیث، تائے ملفوظہ، تائے مربوطہ اور تائے متحرکہ بھی کہا جاتا ہے ۔ تائے ملفوظہ بعض اسمائے کے ساتھ طبعاً اور وضعاً ہوتی ہے۔ جیسے: فَاطِمَۃُ، دَوْلَۃٌ، فَائِدَۃٌ ، اور بعض صفات کے ساتھ تائے ملفوظہ زائد کی جاتی ہے تا کہ مؤنث کو مذکر سے ممتاز کیا جائے۔ جیسے مُؤْمِنَۃٌ، جَمِیْلَۃٌ، صَالِحَۃٌ۔

تاء کے حوالے سے چند مفید باتیں:

تا علامت تانیث کے طور پر معروف ہے لیکن بعض اوقات تا اسماء کے ساتھ دیگر معانی پر دلالت کرنے کے لئے بھی لاحق ہوتی ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

☆ تا ایسے اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے جو مونث پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: اِمْرَأَۃٌ ، فاطِمَۃُ

☆ تا ایسے اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے جو مذکر پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: حَمْزَۃُ ، مُعَاوِیَۃُ

☆ کبھی تا اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور ان کی وحدت پر دلالت کرتی ہے۔

جیسے: حَمَامَۃٌ اَیْ حَمَامَۃٌ وَاحِدَۃٌ

☆ کبھی تا اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے، اور مبالغہ پر دلالت کرتی ہے۔

جیسے: عَلاَّمَۃٌ، فَہَّامَۃٌ

☆ کبھی تا اسماء کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور ذم پر دلالت کرتی ہے۔

جیسے: اِمَّعَۃٌ اَیْ شَخْصٌ تَافَۃٌ لَارَاْیَ لَہٗ

☆ کبھی تا کلمہ کے ساتھ کسی کے عوض کے طور پر آتی ہے۔

جیسے: سَنَۃٌ اَیْ سَنْوٌ اصل میں اس کی جمع سَنَوَاتٌ ہے

☆ کبھی تا جمع مکسر مذکر کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔ جیسے: صِبْیَۃٌ ، اَعْمِدَۃٌ

☆ کبھی تا اسم کے ساتھ اس لئے لاحق ہوتی ہے کہ وہ اسم ایک گروہ اور ایک جماعت پر دلالت کرے۔

جیسے: حَنَفِیَّۃٌ ، مَالِکِیَّۃٌ، شَافِعِیَّۃٌ، مُعْتَزِلَۃٌ، اَشَاعِرَۃٌ

☆ کبھی تا مصدر صناعی کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔ جیسے: اِنْسَانِيَّةٌ وَطَنِيَّةٌ

(۲) **الف مقصورہ :** مندرجہ ذیل صورتوں میں الف مقصورہ علامت تانیث ہے

(الف) اسم مقصور مذکر علی وزن فَعْلان کا مؤنث ہو۔

جیسے عَطْشٰی عَطْشَان کی مؤنث ہے۔

(ب) اسم تفضیل کی مؤنث جیسے کُبْرٰی اَکْبَرُ کی مؤنث ہے۔

(ج) بعض مصادر جن کا اختتام الف مقصور پر ہوتا ہے

جیسے دَعْوٰی ، بُشْرٰی ، ذِکْرٰی

(د) بعض اسماء جن کے آخر میں الف مقصور طبعاً ہوتی ہے۔ جیسے حُبْلٰی ، اُنْثٰی

نوٹ : بعض اوقات اسم کے آخر میں الف مقصور ہوتا ہے لیکن اس اسم کو مؤنث تسلیم نہیں کیا جاتا، جیسے: مصطفٰی، موسٰی، عیسٰی،

(۳) **الف ممدودہ:** مندرجہ ذیل صورتوں میں الف ممدودہ علامت تانیث ہے

(الف) اسم ممدود جو مذکر علی وزن اَفْعَلُ کا مؤنث ہو جیسے حَمْرَاءُ ، اَحْمَرُ کی مؤنث ہے

(ب) ان اسماء میں جن کا اختتام الف ممدودہ پر طبعاً ہوتا ہے۔

جیسے: صَحْرَاءُ ، عَاشُوْرَاءُ ، عَقْرَبَاءُ

نوٹ : بعض اوقات اسم کے آخر میں الف ممدودہ ہونے کے باوجود وہ اسم مؤنث نہیں ہوتا جیسے ابتداءٌ(ہمزہ اصلی ہے) بِنَاءٌ ، صَفَاءٌ(ہمزہ بدلا ہوا ہے) خُلَفَاءُ ، قُرَّاءُ(ہمزہ جمع کی وجہ سے زائد کیا گیا ہے)

(۴) **تائے مقدرہ** جیسے ارض۔ یعنی وہ تا جس کو کسی اسم کے آخر میں مقدر تسلیم کیا جائے

فائدہ: ارض میں تائے مقدرہ سے مراد یہ ہے کہ تا اگرچہ لفظوں میں موجود نہیں ہے لیکن وہ آخر میں مقدر تسلیم کی گئی ہے، اور یہ بات اس وقت سامنے آجاتی ہے جب اَرْض کی تصغیر نکالی جائے جو کہ "اُرَیْـــضَةٌ" آتی ہے۔ کیونکہ تصغیر میں یائے تصغیر کے علاوہ بقیہ تمام حروف اصلی ہوتے ہیں۔

فائدہ: وہ اسماء مؤنثہ جن میں بظاہر علامت تانیث نہیں ہوتی ان کو مؤنث سماعی یا مؤنث مجازی کہا جاتا ہے جیسے شمس ، دار ، اذن ، عین ، نار ، جہنم مذکورہ تمام اسماء مؤنث سماعی ہیں۔ یعنی ان میں اگرچہ علامت تانیث موجود نہیں ہے لیکن ان کا استعمال اہل عرب کے ہاں شروع سے ہی مؤنث کے طور پر ہوتا ہے۔

فائدہ: تانیث لفظی کی وجہ سے کسی اسم کا مذکر حقیقی ہونا زائل نہیں ہوتا بلکہ ایسے اسم کے لئے فعل مذکر

بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست حقیقی و لفظی حقیقی آنست کہ بازائے او حیوانے مذکر باشد چون اِمْرَأَةٌ کہ بازای او رَجُلٌ است و نَاقَةٌ کہ بازای او جَمَلٌ است و لفظی آنست کہ بازای او حیوانی مذکر نباشد چون ظُلْمَةٌ وَقُوَّةٌ

جان تو کہ مؤنث کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور لفظی حقیقی وہ ہے کہ اسکے مقابلہ میں کوئی حیوان مذکر ہو جیسے امرأۃ کے مقابلہ میں رجل مذکر ہے اور ناقۃ کے مقابلے میں جمل مذکر ہے اور لفظی وہ ہے کہ اسکے مقابلے میں حیوان مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ اور قوۃ۔

ہی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ طَلْحَةُ، جَاءَ حَمْزَةُ، جَاءَ زَكَرِيَّا، البتہ غیر منصرف میں اس تانیث کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

مؤنث کی اقسام:

جنس اور لفظ کے اعتبار سے مؤنث کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) **مؤنث حقیقی**: وہ مؤنث جس کے مقابل مذکر حقیقی (حیوان مذکر) ہو جیسے اِمْرَأَةٌ (اس کے مقابل رَجُلٌ مذکر حقیقی ہے) نَاقَةٌ (اس کے مقابل جَمَلٌ مذکر حقیقی ہے۔ اسی طرح زَيْنَبُ، هِنْدٌ، فَاطِمَةُ مؤنث حقیقی ہیں کیونکہ یہ اِمْرَأَةٌ کے تحت داخل ہیں۔

(۲) **مؤنث لفظی**: وہ مؤنث جس کے مقابلے میں کوئی حیوان مذکر نہ ہو بلکہ علامت تانیث کی وجہ سے وہ مؤنث ہو جیسے ظُلْمَةٌ، قُوَّةٌ، طَلْحَةُ، حَمْزَةُ

فائدہ: بعض علماء نحو مؤنث کی تقسیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مؤنث کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اسم میں علامت تانیث پائی جائے چاہے وہ اسم مذکر حقیقی پر دلالت کرے یا مؤنث حقیقی پر دلالت کرے جیسے عَائِشَةُ، حُبْلٰى، حَمْرَاءُ، فَاطِمَةُ، مؤنث حقیقی پر دلالت کرتے ہیں۔ طَلْحَةُ حَمْزَةُ، مُعَاوِيَةُ لفظاً مؤنث ہیں لیکن مذکر حقیقی پر دلالت کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ دوسرا یہ کہ اسم بغیر علامت تانیث کے مؤنث پر دلالت کرے جیسے زَيْنَبُ، هِنْدٌ مذکورہ بالا اسماء میں علامت تانیث نہیں ہے لیکن یہ اسماء مؤنث پر دلالت کرتے ہیں۔

بعض متاخرین علماء نحو مونث کو درج ذیل چار اقسام پر تقسیم کرتے ہیں اور یہ تقسیم زیادہ بہتر اور

مکمل نظر آتی ہے:

۱) **مونث لفظی :** وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث موجود ہو چاہے لفظ کسی مذکر حقیقی پر دلالت کرے یا مونث حقیقی پر دلالت کرے۔ جیسے فاطمة، طلحة

۲) **مونث معنوی :** وہ اسم جو مونث حقیقی پر دلالت کرے لیکن اس میں کوئی علامت تانیث موجود نہ ہو۔ جیسے زینب، هند، مریم

۳) **مونث حقیقی:** وہ اسم جو حیوان یا انسان مونث پر دلالت کرے چاہے اس میں علامت تانیث ہو یا علامت تانیث نہ ہو۔ جیسے امرأة، ناقة، أُمٌّ

۴) **مونث مجازی :** وہ اسم جو کسی ایسی شیء پر دلالت کرے جس پر مجازاً مونث کا اطلاق کیا جاتا ہو۔ جیسے: شمس، دارٌ، عین، رِجْلٌ

فائدہ: بعض اسماء ایسے ہیں جو مونث اور مذکر دونوں پر صادق آتے ہیں۔ جیسے: قَتِيْـــــلٌ، جَرِيْحٌ (مقتول اور مجروح مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں............اسی طرح کبھی وہ صیغہ صفت جس کے معنی مونث کے ساتھ ہی خاص ہوتے ہیں اس کے ساتھ کبھی تا لاحق ہوتی ہے اور کبھی تا لاحق نہیں ہوتی لیکن وہ صیغہ صفت دونوں صورتوں میں مونث پر ہی دلالت کرتا ہے۔ جیسے حائض، حائضة

فَاطِمَةُ مِنْ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فَاطِمَةُ : مبتدا (مؤنث بوجہ تا لفظی) مرفوع بالضمة الظاہرة

مِنْ : حرف جار مبنی علی السکون۔ بَنَاتِ : مضاف مجرور بالکسرة الظاہرة

رَسُوْلِ اللّٰهِ : مضاف + مضاف الیہ: مضاف الیہ (بنات)

مضاف + مضاف الیہ = مجرور، جار + مجرور ظرف مستقر = خبر

مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

بدانکہ اسم بر سہ صنف ست واحد و مثنی و مجموع واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چون رَجُلٌ و مثنی آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یای ماقبل مفتوح و نون مکسور ہا آخرش پیوند د چون رَجُلَانِ وَرَجُلَیْنِ مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیری در واحدش کردہ باشند لفظا چون رِجَالٌ یا تقدیر چون فُلْکٌ کہ واحدش نیز فُلْکٌ ست بروزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلْکٌ بروزن اُسْدٌ

جان تو کہ اسم تین قسم پر ہے واحد، تثنیہ اور جمع واحد وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے رجل اور تثنیہ اس اسم کو کہتے ہیں جو دو پر دلالت کرے اس نشانی کے ساتھ کہ الف یا یاء ماقبل انکا مفتوح ہو اور نون مکسورہ اسکے آخر میں ہو جیسے رجلان اور رجلین ۔ اور جمع وہ اسم ہے کہ جو دو سے زائد پر دلالت کرے اس نشانی کے ساتھ کہ اسکے واحد میں تبدیلی ہوئی ہو لفظا جیسے رجال یا تقدیرا جیسے فلک کہ اسکا واحد بھی فلک بروزن قفل کے آتا ہے اور اس کی جمع بھی فلک بروزن اسد کے آتی ہے

اسم باعتبار تعداد افراد:

یہ اسم کی ایک اور تقسیم ہے، جس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب کوئی اسم ایک، دو یا دو سے زائد عدد پر دلالت کرے تو اسے کیا کہا جائے گا اور ان کی شناخت کا کیا طریقہ ہے، یاد رہے کہ تعداد افراد کے اعتبار سے اسم درج ذیل تین اقسام پر مشتمل ہے:

واحد (مفرد): وہ اسم جو ایک فرد پر دلالت کرے۔

جیسے: رَجُلٌ (ایک مرد) اِمْرَأَۃٌ (ایک عورت)، کِتَابٌ (ایک کتاب)

مثنی (تثنیہ): وہ اسم جو دو افراد پر دلالت کرے۔

جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ، (دو مرد) اِمْرَأَتَانِ، اِمْرَأَتَیْنِ (دو عورتیں)

بعض اسماء تثنیہ کی طرح ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے بعض شرائط کے ساتھ ان پر تثنیہ کے احکام لاحق ہوتے ہیں لیکن وہ بذاتہ تثنیہ نہیں ہوتے جیسے اِثْنَا، اِثْنَتَا، کِلَا، کِلْتَا، (ان کی تفصیل اسم متمکن کے اعراب کے تحت آئے گی)

مجموع (جمع): وہ اسم جو دو سے زائد افراد پر دلالت کرے۔

جیسے: رِجَالٌ (بہت سے مرد)

بعض اسماء جمع کی طرح ہوتے ہیں اور کچھ شرائط کے ساتھ ان پر جمع کے احکام لگتے ہیں لیکن وہ بذاتہ جمع نہیں ہوتے جیسے اُولُوْ، عِشْرُوْنَ، ثَلٰثُوْنَ (وغیرہ)

فائدہ: (ا) مصنف نے تثنیہ اور جمع کی تعریف کے ساتھ ان کی شناخت بھی بتائی ہے، جس کو انہوں نے تعریفات کا حصہ بنادیا ہے، مثلاً تثنیہ کے بارے میں کہا کہ وہ اسم جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور آخر میں نون مکسور ہو، جیسے رجلا، رجلین۔ جمع کے بارے میں کہا کہ وہ اسم جس کے واحد میں جمع بناتے وقت لفظاً یا تقدیراً تبدیلی کی گئی ہو، جیسے رجال اس کے واحد رجل میں لفظی تبدیلی ہوئی ہے اور فلک علی وزن اسد جمع ہے اس کے واحد فلک علی وزن۔ قفل میں تقدیری طور پر تبدیلی تسلیم کی جاتی ہے اسی طرح ھجان علی وزن رجال جمع ہے جس کا واحد بھی ھجان علی وزن حمار ہے جس میں تقدیراً تبدیلی ہوئی ہے علاوہ ازیں جمع کی ایک شناخت یہ بھی ہے کہ واحد میں تو کوئی تبدیلی نہ ہو البتہ اس کے آخر میں کچھ حروف کا اضافہ کر دیا گیا ہو جیسے مسلمون اس کے واحد کے آخر میں اضافہ ہوا ہے۔

(۲) تثنیہ اور جمع ہونا اسم کا خاصہ ہے، فعل کو ضمائر کی وجہ سے مجازاً تثنیہ اور جمع کہا جاتا ہے

(۳) تثنیہ اور جمع کے صیغے جب کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف کیے جائیں تو نون تثنیہ اور نون جمع حذف ہو جاتے ہیں۔ جیسے ضَارِبَا زَیْدٍ اور ضَارِبُوْ زَیْدٍ

جمع کی پہچان کا طریقہ:

جمع کی پہچان کے تین طریقے ہیں:

☆ مفرد میں کوئی لفظی تبدیلی، کمی و بیشی کر کے جمع بنائی جائے۔

جیسے: رَجُلٌ کی جمع رِجَالٌ آتی ہے۔

☆ مفرد میں کوئی لفظی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ تقدیری طور پر تبدیلی تسلیم کی جائے۔

جیسے: فُلْکٌ کی جمع فُلْکٌ ہی آتی ہے۔

☆ جمع کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یا ماقبل مکسور اور آخر میں نون مفتوح ہو۔

جیسے: مُسْلِمُوْنَ ، مُسْلِمِیْنَ

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم ست جمع تکسیر و جمع تصحیح جمع تکسیر آنست کہ بنائے واحد در وسلامت نباشد چون رِجَالٌ وَمَسَاجِدُ و ابنیہ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را در و مجالی نیست امّا در رباعی و خماسی بروزن فَعَالِلُ آید چون جَعْفَرٌ وَ جَعَافِرُ وَجَحْمَرِشٌ وَجَحَامِرُ بحذف حرف خامس۔

جان تو کہ جمع باعتبار لفظ دو قسم پر ہے۔ جمع مکسر اور جمع تصحیح جمع مکسر وہ ہے کہ واحد کی بناء اسمیں سلامت نہ رہے جیسے رجال اور مساجد، جمع مکسر کی بناء ثلاثی مجرد میں سماع کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور قیاس کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ بہرحال رباعی اور خماسی میں فــعـــالــل کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے جعفر سے جعافر، جحمرش سے جحامر پانچویں حرف کے حذف کے ساتھ۔

اقسامِ جمع:

مصنف نے جمع کی تین تقسیمیں کی ہیں جن میں پہلی دو لفظ کے اعتبار سے ہیں جبکہ تیسری تقسیم معنی کے اعتبار سے ہے۔ لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **جمع تکسیر**: وہ اسم جو دو سے زائد افراد پر دلالت کرے جبکہ اس میں واحد کی بنا (صورت) سلامت نہ رہے، چاہے مفرد میں کوئی حرف زائد کیا جائے یا کوئی حرف کم کیا جائے یا مفرد کی شکل تبدیل کی جائی۔ جیسے رجال (رجل کی جمع تکسیر) مساجد (مسجد کی جمع تکسیر ہے)۔ کتب (کتاب کی جمع ہے) اُسُدٌ (أسَدٌ کی جمع تکسیر ہے)

یاد رہے کہ مفرد ثلاثی کی جمع تکسیر کے تمام اوزان سماعی ہیں یعنی کسی قاعدہ کے تحت وضع نہیں کئے گئے جبکہ مفرد رباعی اور مفرد خماسی کی جمع فعالل اور فعالیل کے وزن پر آتی ہے یعنی مفرد سے جمع بنانے کا ایک قاعدہ اور ضابطہ موجود ہے۔ جیسے: جعافر جعفر کی جمع ہے جحامر جحمرش کی جمع ہے۔ (پانچویں حرف کو حذف کیا گیا)۔

جمع مکسر رباعی و خماسی بنانے کا قاعدہ:

مفرد کے پہلے دو حروف کو فتح دیا جاتا ہے تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ کو لایا جاتا ہے الف علامت جمع کے بعد والے حرف کو کسرہ دیا جاتا ہے اور تنوین کو حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ جمع رباعی اور جمع خماسی جمع منتہی الجموع کہلاتی ہیں جس پر تنوین کا آنا ممنوع ہے۔ جیسے مسجد کی جمع مساجد۔ رسالۃ کی جمع رسائل۔ جحمرش کی جحامر۔ میدان کی جمع میادین۔

نوٹ: خماسی کی جمع میں بعض اوقات پانچویں حرف کو تخفیفاً حذف کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: جَحْمَرِش سے جَحَامِر

وجہ تسمیہ: تکسیر کا معنی ہے توڑنا، جمع تکسیر میں مفرد کی بنا کو توڑ دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ جمع جمع تکسیر یا جمع مکسر کہلاتی ہے۔

جمع تکسیر کی مختلف بنائیں:

واحد سے جب جمع تکسیر بنائی جاتی ہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱) مفرد میں بعض حروف کا اضافہ ہو اور اس کی صورت بھی تبدیل ہو جائے۔

جیسے: رَجُلٌ کی جمع رِجَالٌ

۲) مفرد میں بعض حروف کم ہو جائیں اور اس کی صورت بھی تبدیل ہو جائے۔

جیسے: رَسُوْلٌ کی جمع رُسُلٌ

۳) مفرد میں کچھ حروف کم اور کچھ حروف بڑھ جائیں جبکہ اس کی صورت بھی تبدیل ہو جائے۔ جیسے: غُلَامٌ کی جمع غِلْمَانٌ

۴) مفرد میں کچھ تغیر ہو مثلاً کوئی حرف کم ہو جائے لیکن اس کی صورت تبدیل نہ ہو۔

جیسے: تُخْمَةٌ کی جمع تُخَمٌ

۵) مفرد میں فقط صورت کی تبدیلی ہو یعنی کچھ حرکات وسکنات کا ردوبدل ہو لیکن مفرد میں نہ کمی ہو اور نہ زیادتی ہو۔ جیسے: اَسَدٌ کی جمع اُسْدٌ

۶) مفرد میں تقدیری طور پر تبدیلی کو تسلیم کیا جائے جبکہ لفظی طور پر مفرد میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ جیسے: فُلْكٌ کی جمع فُلْكٌ

۷) مفرد کے آخر میں کچھ حرف بڑھ گئے ہوں لیکن مفرد کی شکل وصورت تبدیل نہ ہو

جیسے: صِنْوٌ کی جمع صِنْوَانٌ

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ:

العلماء: مبتدا (جمع) مرفوع بالضمة الظاهرة۔ ورثة: مضاف مرفوع بالضمة الظاهرة

الانبياء: مضاف الیہ (جمع) مجرور بالكسرة الظاهرة۔ مضاف + مضاف الیہ = خبر

مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

وجمع تصحیح آنست کہ بنای واحد درو سلامت ماند و آن بر دو قسم ست جمع مذکر و مؤنث وجمع مذکر آنست کہ واوی ماقبل مضموم یا یای ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند د چون مُسْلِمُوْنَ وَمُسْلِمِیْنَ وجمع مؤنث آنست کہ الفی با تای با آخرش پیوند چون مُسْلِمَاتٌ

جمع صحیح وہ ہیکہ واحد کی بناء اسمیں سلامت رہے اور یہ دو قسم پر ہے جمع مذکر اور جمع مؤنث۔ جمع مذکر وہ ہے کہ واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور ہو اور نون مفتوح اسکے آخر میں ہو جیسے مسلمون اور مسلمین جمع مؤنث وہ ہے کہ الف تا کیساتھ اس کے آخر میں ملا ہوا ہو۔ جیسے مسلمات

جمع تصحیح:

لفظ کے اعتبار سے جمع کی دوسری قسم جمع صحیح ہے، اسے سالم بھی کہا جاتا ہے، جمع صحیح (سالم) سے مراد "وہ جمع ہے جس میں اس کے واحد کی بنا سلامت رہے"۔ جمع صحیح (سالم) کو مزید دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے:

☆ **جمع مذکر سالم:** وہ جمع جس میں اس کے واحد (مفرد) کی بنا سلامت ہو اور اس کے آخر میں واؤ ماقبل ضمہ یا یا ماقبل کسرہ و مابعد نون مفتوح ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ، مُؤْمِنُوْنَ، مُؤْمِنِیْنَ

☆ **جمع مؤنث سالم:** وہ جمع جس میں اس کے واحد کی بنا سلامت ہو اور اس کے آخر میں الف جمع تا لاحق ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ، مُؤْمِنَاتٌ

نوٹ: بعض صیغہائے صفات کی جمع سالم اور جمع تکسیر دونوں طرح آتی ہے جیسے عَاقِلُوْنَ اور عُقَلَاءُ، عَاقِلٌ کی جمع ...... عَامِلُوْنَ اور عُمَّالٌ عَامِلٌ کی جمع ہیں۔

<u>جمع سالم کے بارے میں چند ضروری باتیں:</u>

جمع مذکر سالم فقط دو اسمائے مفردہ کی ہو سکتی ہے۔

☆ علم ذوی العقول جس کے آخر میں تاء لاحق نہ ہو۔

جیسے: زَیْدُوْنَ، زَیْدٌ کی جمع، عَلِیُّوْنَ علی کی جمع۔

☆ صیغہ صفت مذکر ہو۔

جیسے: مؤمنون مؤمن کی جمع ...... صائمون صائم کی جمع

جمع مؤنث سالم مندرجہ ذیل مفرد کی آتی ہے:

☆ وہ اسم مفرد جس کے آخر میں تا طبعًا لاحق ہو یا زائد کی گئی ہے۔

جیسے: خديجات خديجة کی جمع، روايات رواية کی جمع طالبات طالبة کی جمع

فائدہ: یاد رہے کہ ایسا اسم جس کے آخر میں تا لاحق ہو اس کی جمع مؤنث بناتے وقت تا کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

☆ مذکر غیر ذوی العقول صیغہ صفت ۔ جیسے: مرفوعات مرفوع کی جمع

منصوبات منصوب کی جمع...... مجرورات مجرور کی جمع

☆ بعض اسمائے مقصورہ کی جمع:

جیسے: كُبْرَيَاتٌ كُبْرٰى کی جمع......هِدَايَاتٌ هُدٰى کی جمع

☆ بعض اسمائے ممدودہ کی جمع: جیسے: صَحْرَوَاتٌ صَحْرَاءُ کی جمع

اِنْشَائَاتٌ اِنْشَاءٌ کی جمع...... حَسْنَاوَاتٌ حَسْنَاءُ کی جمع

☆ بعض غیر ثلاثی مجرد مصادر کی جمع:

جیسے: تَطْبِيقَاتٌ تَطْبِيقٌ کی جمع......اِعْزَازَاتٌ اِعْزَازٌ کی جمع

اِصْلَاحَاتٌ اِصْلَاحٌ کی جمع...... تَنْظِيمَاتٌ تَنْظِيمٌ کی جمع

☆ صیغہ تصغیر مذکر غیر ذوی العقول کی جمع:

جیسے جُبَيْلَاتٌ جُبَيْلٌ کی جمع...... نُهَيْرَاتٌ نُهَيْرٌ کی جمع

☆ بعض مؤنثات حقیقیہ کی جمع:

جیسے هِنْدَاتٌ هِنْدٌ کی جمع......زَيْنَبَاتٌ زَيْنَبُ کی جمع

☆ بعض اسماء کی جمع مؤنث سالم سماعی ہے۔ جیسے: اُمَّهَاتٌ اُمٌّ کی جمع

حَمَامَاتٌ حَمَامٌ کی جمع...... سِجِلَّاتٌ سِجِلٌّ کی جمع

فائدہ(۱): بعض اوزانِ جمع صورتاً جمع مؤنث سالم کی طرح ہوتے ہیں کیونکہ ان کے آخر میں الف اور تا ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اوزان جمع مؤنث سالم نہیں بلکہ جمع مکسر ہوتے ہیں۔ جیسے: اَوْقَاتٌ وَقْتٌ کی، اَمْوَاتٌ مَوْتٌ کی اور اَصْوَاتٌ صَوْتٌ کی جمع مکسر ہیں۔

فائدہ(۲): بعض جمع کے صیغے بظاہر جمع مذکر سالم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ جمع مکسر ہوتے ہیں جیسے: اَرْضُوْنَ اَرْضٌ کی جمع ہے، سِنُوْنَ سَنَةٌ کی جمع ہے۔ یاد رہے کہ اس کی جمع سَنَوَاتٌ اور سَنَهَاتٌ بھی آتی ہے۔

وبدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع است جمع قلت وجمع کثرت جمع قلت آنست کہ بر کم ازدہ
اطلاق کنند وآن را چہار بناست اَفْعُلٌ مثل اَکْلُبٌ واَفْعَالٌ چون اَقْوَالٌ واَفْعِلَۃٌ مثل
اَعْوِنَۃٌ وفِعْلَۃٌ چون غِلْمَۃٌ ودو جمع تصحیح الف ولام یعنی مُسْلِمُوْنَ وَمُسْلِمَاتٌ
وجمع کثرت آنست کہ بر دہ وبیشتر ازدہ اطلاق کنند وابنیہ آن ہرچہ غیر ازین شش بناست

جان تو کہ جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے جمع قلت اور جمع کثرت جمع قلت وہ جمع ہے کہ جسکا اطلاق دس سے
کم پر ہو اس کی چار بنائیں ہیں افعل جیسے اکلب افعال جیسے اقوال افعلۃ جیسے اعونۃ اور فعلۃ
جیسے غلمۃ اور جمع سالم بھی جبکہ وہ بغیر الف لام کے ہو جیسے مسلمون اور مسلمات
جمع کثرت وہ ہے جو دس یا دس سے زیادہ پر بولی جائے اور اسکی بنائیں ان چھ کے علاوہ ہیں۔

<u>جمع باعتبار معنی:</u>

یہ جمع کی تیسری تقسیم ہے جو معنی کے اعتبار سے کی گئی ہے یاد رہے کہ یہ جمع تکسیر کی تقسیم ہے نہ کہ جمع سالم کی، معنی کے اعتبار سے جمع تکسیر کی دو قسمیں ہیں جمع قلت اور جمع کثرت اور ان دونوں کے اوزان مخصوص ہیں ان کی تعریف وتفصیل درج ذیل ہے:

جمع قلت : وہ جمع جو تین سے نو تک کی تعداد پر دلالت کرے۔ جیسے اَقْلَامٌ

<u>جمع قلت کے اوزان:</u>

جمع قلت کے چار وزن معروف ہیں:

☆ اَفْعُلٌ جیسے۔ اَکْلُبٌ کَلْبٌ کی جمع، اَنْفُسٌ نَفْسٌ کی جمع، اَعْیُنٌ عَیْنٌ کی جمع

مذکورہ وزن پر دو مفردوں کی جمع آتی ہے:

(ا) مفرد فَعْلٌ کے وزن پر ہو۔ جیسے بَحْرٌ کی جمع اَبْحُرٌ۔ فَلْسٌ کی جمع اَفْلُسٌ

(ب) مفرد رباعی مؤنث ہو اور اس میں علامت تانیث نہ ہو۔ جیسے: ذِرَاعٌ کی جمع اَذْرُعٌ

☆ اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جمع...... اَفْرَاسٌ فَرَسٌ کی جمع

مذکورہ وزن پر مندرجہ ذیل مفردات کی جمع آتی ہے:

(ا) مفرد کا عین کلمہ حرف علت ہو۔

جیسے: سَیْفٌ کی جمع اَسْیَافٌ...... مَالٌ کی جمع اَمْوَالٌ...... ثَوْبٌ کی جمع اَثْوَابٌ

(ب) مفرد کا فا کلمہ واؤ ہو۔ جیسے: وَقْتٌ کی جمع اَوْقَاتٌ...... وَصْفٌ کی اَوْصَافٌ

(ج) مفرد متحرک العین ہو۔ جیسے فَرْدٌ کی جمع اَفْرَادٌ...... بَصَرٌ کی جمع اَبْصَارٌ

(د) مفرد کا فا کلمہ مضموم اور عین کلمہ ساکن ہو

جیسے قُفْلٌ کی جمع اَقْفَالٌ...... نُصْرٌ کی جمع اَنْصَارٌ

☆ اَفْعِلَةٌ: جیسے: اَعْوِنَةٌ عَوَانٌ کی جمع اَرْغِفَةٌ رَغِيْفَةٌ کی جمع

مذکورہ وزن پر مندرجہ ذیل مفردوں کی جمع آتی ہے:

(ا) مفرد مذکر رباعی ہو اور آخر کا ماقبل حرف مدہ ہو۔

جیسے زَمَانٌ کی جمع اَزْمِنَةٌ...... رَغِيْفَةٌ کی جمع اَرْغِفَةٌ...... عُمُوْدٌ کی جمع اَعْمِدَةٌ

(ب) مفرد کا لام کلمہ حرف علت ہو۔ جیسے اِنَاءٌ کی جمع آنِيَةٌ

☆ فِعْلَةٌ۔ جیسے: غِلْمَةٌ غُلَامٌ کی جمع...... فِتْيَةٌ فَتىً کی جمع...... وِلْدَةٌ وَلَدٌ کی جمع

مذکورہ بالا وزن کے لئے مفرد کا کوئی سا بھی وزن ہو سکتا ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا چار اوزان کے علاوہ کلام عرب میں جمع قلت کا اور کوئی وزن استعمال میں نہیں آتا البتہ جمع سالم اگر بغیر الف ولام کے استعمال ہو تو اس کا اطلاق جمع قلت پر کیا جاتا ہے:

جیسے: مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ

جمع کثرت: وہ جمع جو دس سے غیر محدود افراد تک دلالت کرے۔ جیسے طَلَبَةٌ

فائدہ: مصنف نے کہا کہ جمع کثرت وہ جمع ہے جو دس اور اس سے زائد پر دلالت کرے لیکن نحویوں نے جمع کثرت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ جمع جو تین یا اس سے زائد غیر محدود افراد پر دلالت کرے۔

جمع کثرت کی اوزان کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں ایک جمع کثرت غیر منتہی الجموع اور دوسری جمع کثرت منتہی الجموع۔ ذیل میں ترتیب سے دونوں کے اوزان کی تفصیل ملاحظہ ہو:

جمع کثرت غیر منتہی الجموع کے اوزان:

☆ فَعَلَةٌ جیسے: طَلَبَةٌ ☆ فُعَلَاءُ جیسے: شُرَفَاءُ

☆ فُعَلَةٌ جیسے: قُضَاةٌ (قَضَيَةٌ)

☆ فُعَّالٌ جیسے: عُمَّالٌ ☆ اَفْعِلَاءُ جیسے: اَغْنِيَاءُ

☆ فَعْلٰى جیسے: مَوْتٰى ☆ فُعْلٌ جیسے: حُمْرٌ

☆ فِعَالٌ جیسے: رِجَالٌ ☆ فُعُوْلٌ جیسے: قُلُوْبٌ

☆ فُعَلٌ جیسے: صُوَرٌ ☆ فِعَلٌ جیسے: نِعَمٌ
☆ فِعْلَانٌ جیسے: صِبْیَانٌ ☆ فُعْلَانٌ جیسے: عُمْیَانٌ
☆ فُعُلٌ جیسے: کُتُبٌ ☆ فُعَّلٌ جیسے: رُکَّعٌ
☆ فِعَلَةٌ جیسے: قِرَدَةٌ ☆ فَعَالٌ جیسے: لَیَالٌ

جمع منتہی الجموع کے اوزان:

☆ اَفَاعِلُ جیسے: اَکَابِرُ، اَصَابِعُ
☆ اَفَاعِیْلُ جیسے: اَبَارِیْقُ، اَنَاشِیْدُ
☆ فَعَائِلُ جیسے: رَسَائِلُ، صَحَائِفُ
☆ مَفَاعِلُ جیسے: مَسَاجِدُ، مَدَارِسُ
☆ مَفَاعِیْلُ جیسے: مَفَاتِیْحُ، مَصَابِیْحُ
☆ فَوَاعِلُ جیسے: جَوَاهِرُ، جَوَائِزُ
☆ فَوَاعِیْلُ جیسے: خَوَاتِیْمُ، طَوَاحِیْنُ
☆ فَعَالِلُ جیسے: جَعَافِرُ، جَحَامِرُ
☆ فَعَالِیْلُ جیسے: عَصَافِیْرُ، قَنَادِیْلُ
☆ تَفَاعِلُ جیسے: تَجَارِبُ، تَنَابِلُ
☆ تَفَاعِیْلُ جیسے: تَ ابِیْحُ، تَفَارِیْجُ
☆ یَفَاعِلُ جیسے: یَحَامِدُ، یَعَامِلُ
☆ یَفَاعِیْلُ جیسے: یَحَامِیْمُ، یَنَابِیْعُ
☆ فَیَاعِلُ جیسے: صَیَارِفُ، هَیَازِعُ
☆ فَیَاعِیْلُ جیسے: دَیَاجِیْرُ، صَیَادِیْحُ
☆ فَعَالٰی جیسے: عَذَارٰی، فَتَاوٰی
☆ فَعَالِی جیسے: تَرَاقٍ، مَوَامٍ (تَرَاقِیُ، مَوَامِیُ)
☆ فُعَالٰی جیسے: سُکَارٰی، کُسَالٰی
☆ فَعَالِیُّ جیسے: کَرَاسِیُّ، اَکَانِیُّ

فائدہ (۱): جمع منتہی الجموع سے مراد وہ جمع ہے جس کی مزید جمع نہ بنائی جاسکتی ہو ورنہ عام جمع مکسر کی مزید جمع بنانا ممکن ہے۔ جیسے: کَلْبٌ کی جمع اَکْلُبٌ ہے اور اَکْلُبٌ کی جمع منتہی الجموع اَکَالِبُ آتی ہے۔ اسی طرح اِسْمٌ کی جمع اَسْمَاءٌ اور اَسْمَاءٌ کی جمع منتہی الجموع اَسَامِی آتی ہے۔

فائدہ(۲): جمع غیر منتہی الجموع کے آخر میں تنوین اور کسرہ دونوں آسکتے ہیں جبکہ جمع منتہی الجموع کے آخر میں تنوین اور کسرہ دونوں کا آنا ممنوع ہے یہی وجہ ہے کہ جمع منتہی الجموع اگر حالت جری میں ہو تب بھی اس پر کسرہ کے بجائے فتحہ آتا ہے۔البتہ جمع منتہی الجموع کا لام کلمہ حذف ہو جائے تو اس پر تنوین اور کسرہ آسکتے ہیں۔جیسے جَوَارٍ (جَوَارِیُ)، غَوَاشٍ (غَوَاشِیُ)۔اسی طرح اگر جمع منتہی الجموع کے صیغہ کو مضاف کیا جائے یا اس پر الف ولام داخل کیا جائے۔تو ان دونوں صورتوں میں جمع منتہی الجموع پر کسرہ کا آنا جائز ہے تنوین کا نہیں۔ جیسے :مِنَ الْمَسَاجِدِ اور اَلرَّغْمِسَسُ وَالْمَرْنُفْتَاحُ مِنْ فَرَاعِنِ مِصْرِ

فائدہ (۲) : جمع منتہی الجموع کو جمع اقصی اور جمع الجموع بھی کہا جاتا ہے۔

اسم جمع :

اسم جمع کی تعریف : نحو کی ایک معروف اصطلاح اسم جمع ہے اس سے مراد وہ اسم ہے جو فقط معنی کے اعتبار سے جمع کے مشابہ ہو جیسے نَاسٌ، قَوْمٌ

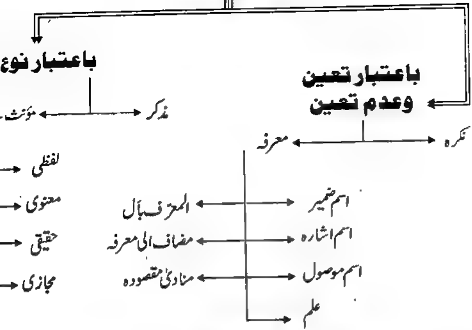
اسم جمع کی حیثیت: اسم جمع کی دو حیثیتیں ہیں: ایک معنوی اور دوسری لفظی

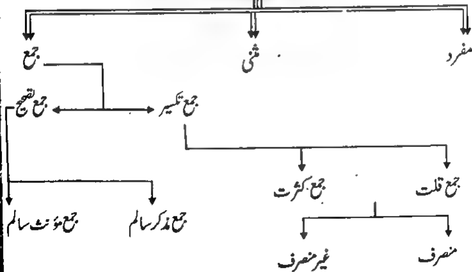
معنوی حیثیت : اسم جمع معنوی اعتبار سے جمع کے مشابہ ہے کیوں کہ اس کا اطلاق بہت سے افراد یا جماعت پر ہوتا ہے لیکن لفظی طور پر یہ جمع اس لئے نہیں ہے کہ اس کا مفرد اور تثنیہ نہیں آتے یا کبھی مفرد ہو تو تثنیہ نہیں ہوتا۔جیسے اُمَّةٌ، قَوْمٌ ، قَبِيْلَةٌ، حَیٌّ، اَهْلٌ ، فَرِيْقٌ ، غَنَمٌ، جيل، قَطِيْعٌ

لفظی حیثیت : اسم جمع لفظی اعتبار سے مفرد کے مشابہ ہوتا ہے کیونکہ جس طرح مفرد کا تثنیہ اور جمع آتے ہیں، اسی طرح بہت سے اسماء جموع کے بھی تثنیہ اور جمع آتے ہیں ۔جیسے :اُمَّةٌ، اُمَّتَانِ، اُمَمٌ، قَوْمٌ ، قَوْمَانِ، اَقْوَامٌ، شَعْبٌ ، شَعْبَانِ، شُعُوْبٌ ،غَنَمٌ، غَنَمَانِ، اَغْنَامٌ، فَرِيْقٌ ، فَرِيْقَانِ، فِرَقٌ (وغیرہ)

فائدہ: اسم جمع چونکہ معنی جمع ہوتی ہے اس کا مفرد غیر مادہ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔جیسے: قوم قبیلة کا مفرد، رجل اور امرأة،غنم کا شاة، خَيْلٌ کا فرس اور ابل کا جمل اور ناقة

ذَهَبَ الطَّلَبَةُ اِلَى الْكُلِّيَةِ ذهب فعل ماضی مبنی علی الفتح الطلبة فاعل (جمع کثرت) مرفوع بالضمة الظاہرة فی الكلية جار + مجرور ظرف لغو متعلق ذهب فعل + فاعل و ظرف لغو = جملہ فعلیہ خبریہ	اَلْمَسَاجِدُ بُيُوْتُ اللهِ : المساجد :مبتدا (جمع منتہی الجموع) مرفوع بالضمة الظاہرة بيوت :مضاف مرفوع بالضمة الظاہرة، الله:اسم جلالت مضاف الیہ مجرور بالكسرة الظاہرة مضاف + مضاف الیہ = خبر ،مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ


اسم
باعتبار نوع
باعتبار تعین وعدم تعین
مذکر
نکرہ
معرفہ
لفظی
معنوی
حقیقی
مجازی
المعرف بال
اسم ضمیر
مضاف الی معرفہ
اسم اشارہ
منادیٰ مقصودہ
اسم موصول
علم


اسم
باعتبار تعداد افراد
جمع
مثنیٰ
مفرد
جمع تصحیح
جمع تکسیر
جمع کثرت
جمع قلت
جمع مؤنث سالم
جمع مذکر سالم
غیر منصرف
منصرف

فصل بدانکہ اعراب اسم سہ است رفع ونصب وجر اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است اول مفرد منصرف صحیح چون زَیْدٌ

فصل : جان تو کہ اسم کے اعراب تین ہیں رفع، نصب اور جر اسم متمکن کی وجوہ اعراب کے اعتبار سے سولہ قسمیں ہیں۔ پہلی مفرد منصرف صحیح۔ جیسے زید

﴿اسم متمکن کا بیان﴾

اسم متمکن کو عام طور پر اسم معرب کہا جاتا ہے اس کی تعریف معرب ومبنی کی بحث میں ہو چکی ہے اس بحث میں اسم معرب کے اعراب کی تفصیل بیان کی جارہی ہے وجوہ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن سولہ اقسام پر مشتمل ہے لیکن اعراب کی تفصیل سے پہلے چار چیزوں کا ذکر کیا جانا نہایت ضروری ہے

۱) **عــامل** : وہ اسم، فعل یا حرف جس کی وجہ سے مدخول (معمول) کے آخر میں اعراب بصورت حرکت لفظی، تقدیری یا حرف لفظی، تقدیری آتا ہے۔

جیسے جَاءَ زَیْدٌ...... جَاءَ صَدِیْقِیْ ...... جَاءَ رَجُلَانِ ...... جَاءَ مُسْلِمِیَّ

۲) **معمول** : وہ کلمہ جس کا آخر عامل کی وجہ سے متغیر ہو جائے۔

فائدہ: معمول کی دو صورتیں ہیں:

۱) وہ اسم معرب جس کا آخر بغیر واسطہ کے عامل کے اثر کو قبول کرے۔ جیسے: فاعل، نائب فاعل، تمام مفعولات، حال، تمیز، انّ واخوات کے اسم وخبر، مستثنیٰ، مضاف الیہ، مبتدا، خبر وغیرہ

۲) وہ اسم معرب جس کا آخر اپنے متبوع کے واسطہ سے عامل کے اثر کو قبول کرے۔ جیسے: نعت، معطوف، بدل وغیرہ۔ (تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی)

۳) **محل اعراب** : معمول کا آخری حرف جس پر اعراب کا اثر بصورت علامت اعراب ظاہر ہوتا ہے۔

۴) **اعراب** : وہ علامت یا اثر جو عامل کی وجہ سے معمول کے آخر میں ظاہر ہوتا ہے یا سمجھا و تسلیم کیا جاتا ہے۔

اسم پر تین اعراب آسکتے ہیں، رفع۔ نصب۔ جر۔ اگر عامل رفع دینے والا ہے تو اسم پر رفع اگر عامل نصب دینے والا ہے تو اسم پر نصب اور اگر عامل جر دینے والا ہے تو اسم پر جر آتا ہے پھر ان تینوں

اعراب کی مختلف علامات ہیں رفع کی علامتیں ضمہ، واؤ اور الف ہیں۔نصب کی علامتیں فتحہ، کسرہ، الف اور یا ہیں جبکہ جر کی علامتیں کسرہ، فتحہ اور یاء ہیں علاوہ ازیں اسم پر کبھی اعراب لفظی ہوتا ہے اور اگر اعراب لفظی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں اعراب تقدیری ہوتا ہے یعنی عامل کے مطابق معنوی طور پر اعراب کو تسلیم کیا جاتا ہے پھر اعراب بالحرکت اصل ہے اور اعراب بالحرف فرع ہے۔

اسم متمکن کی اقسام:

مفرد منصرف صحیح:

وہ مفرد اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اور اس میں منع صرف کے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو کے موجود نہ ہوں۔ جیسے زید، اللّٰہ، محمد

فائدہ : مفرد کا معنی ہے غیر تثنیہ وغیر جمع ...... منصرف کا معنی ہے اسم کا منع صرف کے دو سببوں سے خالی ہونا جبکہ صحیح سے مراد نحویوں کے نزدیک یہ ہے کہ اسم کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔

مفرد منصرف صحیح کا اعراب :

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ ...... قَالَ اللّٰهُ ...... مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حالت نصبی میں نصب فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے رَاَیْتُ زَیْدًا، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

حالت جری میں جر کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے : مَرَرْتُ بِزَیْدٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تنبیہ : مذکورہ مثالوں پر نظر ڈالیں تو لفظ اللّٰہ، محمد اور زید پر تینوں مثالوں میں مختلف حرکتیں نظر آ رہی ہیں، پہلی مثال میں ان پر ضمہ، دوسری مثال میں فتحہ اور تیسری مثال میں کسرہ ہے، اسم متمکن کے آخر میں حرکات کا یہ اختلاف عاملوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جیسا عامل اسم متمکن پر آتا ہے۔اسم متمکن کے آخر میں اس کے مطابق اعراب ظاہر ہوتا ہے مذکورہ اسماء متمکنہ پر اسی وجہ سے اعراب مختلف ہیں۔ دیگر اقسام میں بھی آپ ان تبدیلیوں کو دیکھیں گے۔

دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح چون دَلْوٌ سوم جمع مکسر منصرف چون رِجَالٌ رفع شان بضمہ باشد و نصب بفتح و جر بکسرہ چون جَاءَ نِی زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالاً وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ دَلْوٍ وَرِجَالٍ۔

دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح جیسے دلو تیسری جمع مکسر منصرف جیسے رجال رفع انکا ضمہ کے ساتھ نصب فتح کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ۔ جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ وَرَاَیْتُ زَیْدً اوَدَلْوًا وَرِجَالاً وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ دَلْوٍ وَرِجَالٍ

مفرد منصرف جاری مجری صحیح:

وہ مفرد منصرف اسم جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو۔ جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ، نَحْوٌ

مفرد منصرف جاری مجری کا اعراب :

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: هٰذَا دَلْوٌ...... هٰذِهٖ ظَبْیٌ ...... اَلنَّحْوُ عِلْمٌ

حالت نصبی میں نصب فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَاَیْتُ ظَبْیًا...... اَخَذْتُ دَلْوًا ...... دَرَسْتُ نَحْوًا

حالت جری میں جر کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِظَبْیٍ ...... اَخْرَجْتُ الْمَاءَ بِدَلْوٍ ......اَلْکَلِمَةُ فِی النَّحْوِ

جمع مکسر منصرف:

وہ منصرف جمع جس میں اس کے واحد کی بنا سلامت نہ ہو۔ چاہے جمع بناتے وقت مفرد کا کوئی حرف زائد کیا جائے یا کوئی حرف کم کیا جائے یا مفرد کی شکل ہی تبدیل کر دی جائے۔

جیسے رِجَالٌ، قُلُوْبٌ، اَصْحَابٌ

جمع مکسر منصرف کا اعراب :

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے:-

جیسے: جَاءَ نِیْ رِجَالٌ ...... قَالَ اَصْحَابُ مُوْسٰی

حالت نصبی میں نصب فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے جیسے: رَاَیْتُ رِجَالًا ، وَتَرَی الْجِبَالَ

حالت جری میں جر کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے ۔

جیسے مَرَرْتُ بِرِجَالٍ ...... خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ اَقْفَالُهَا

چہارم جمع مونث سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بکسرہ
چون هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

چوتھی جمع مونث سالم اسکا رفع ضمہ کے ساتھ نصب اور جر کسرہ کے ساتھ۔
جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

جمع مونث سالم :

وہ جمع مونث یا جمع سالم جس کے آخر میں الف اور تا لاحق ہو۔

جیسے مسلمات ، مومنات

جمع مونث سالم کا اعراب :

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ ...... اَلسَّمٰوَاتُ فَوْقَ رَأْسِنَا

حالت نصبی میں نصب کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ ...... خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ

حالت جری میں جر کسرہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ ...... اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

فائدہ (۱): بعض اسماء جمع مونث سالم نہیں ہیں لیکن ان کا اعراب جمع مونث سالم والا ہی آتا ہے۔ جیسے اولات اسم جمع ہے اور اولو کی مونث ہے ایسے ہی عرفات جو بطور علم استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: وَأُولَاتُ الْاَحْمَالِ، وَاِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ، مَرَرْتُ بِأُولَاتِ حَمْلٍ

فائدہ (۲): بعض اسماء بظاہر جمع مونث سالم نظر آتے ہیں لیکن وہ در حقیقت جمع مکسر ہیں اور ان کا اعراب جمع مکسر والا آتا ہے جیسے أَبْيَاتٌ بَيْتٌ کی جمع مکسر ہے...... أَمْوَاتٌ مَوْتٌ کی جمع مکسر ہے...... بَنَاتٌ بِنْتٌ کی جمع مکسر ہے۔ مذکورہ تینوں مثالوں میں تا اصل ہے۔ قُضَاةٌ (قَضْيَةٌ) غُزَاةٌ (غُزْوَةٌ) مذکورہ دونوں مثالوں میں الف اصل ہے۔

پنجم غیر منصرف وآن اسمیست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد واسباب منع صرف نہ است عدل ووصف وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب ووزن فعل والف ونون زائدتان چون عُمَرُ وَاَحْمَرُ وَطَلْحَةُ وَزَيْنَبُ وَاِبْرَاهِيْمُ وَمَسَاجِدُ وَمَعْدِيْكَرِبَ وَاَحْمَدُ وَعِمْرَانُ رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بفتحہ چون جَاءَ عُمَرُ وَرَاَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ

پانچویں غیر منصرف وہ ایسا اسم ہے کہ جس میں اسباب منع صرف سے دو سبب ہوں اور اسباب منع صرف نو ہیں۔ عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل اور الف نون زائدہ تان۔ جیسے عُمَرُ، اَحْمَرُ، طَلْحَةُ، زَيْنَبُ، اِبْرَاهِيْمُ، مَسَاجِدُ، مَعْدِيْكَرِبَ، اَحْمَدُ، عِمْرَانُ اسکا رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب وجر فتحہ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے جَاءَ عُمَرُ وَرَاَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ

__غیر منصرف :__

وہ اسم جس میں منع صرف کے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو کے موجود ہو۔

جیسے: عُمَرُ، اِبْرَاهِيْمُ

__**غیر منصرف کا اعراب :**__

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: وَاِذْقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ...... فَتَحَ عُمَرُ فَارِسَ ...... عُثْمَانُ خَلِيْفَةُ الْمُسْلِمِيْنَ

حالت نصبی میں نصب فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ...... اُحِبُّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ

حالت جری میں جر فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے :وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ ...... اَسْلَمَ اَبُوْبَكْرٍ قَبْلَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ

فائدہ : غیر منصرف کا اعراب حالت جری میں کسرہ کے بجائے فتحہ لفظی کی صورت میں آتا ہے۔ نیز غیر منصرف پر تنوین اور کسرہ نہیں آتے البتہ غیر منصرف پر الف ولام داخل ہونے اور غیر منصرف کے مضاف ہونے کی صورت میں اس پر فقط کسرہ کا آنا جائز ہے۔ اور اگر غیر منصرف (جمع منتہی الجموع) کا لام کلمہ محذوف ہو تو اس صورت میں غیر منصرف پر تنوین بھی آجاتی ہے، جیسے جَوَارٍ

(جَوَارِیْ علی وزن فَعَالِلُ) اور غَوَاشِیُ جو حذف لام کے بعد غواشٍ پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مناسبت اور ضرورت شعری کی بنا پر بھی غیر منصرف پر تنوین اور کسرہ آ جاتے ہیں۔ جیسے سَلاَسِلاً وَّاَغْلاَلاً۔ اس مثال میں سلاسلا پر اغلالا کی مناسبت کی بنا پر تنوین آئی ہے۔

اسباب منع صرف کا بیان:

☆ **عدل** : اس کے لغوی معنی مائل ہونا، دور ہونا، اعراض کرنا، برابری کرنا آتے ہیں۔

تعریف : وہ اسم جو صیغہ اصل سے حقیقتاً یا تقدیراً موجودہ صورت میں لایا گیا ہو۔

جیسے: عُمَرُ، اُخَرُ

اقسام عدل : عدل کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) **عدل تحقیقی** : وہ اسم جو صیغہ اصل سے حقیقتاً نکال کر موجودہ صورت میں لایا گیا ہو اور اس اسم کے اصل پر خارج میں کوئی دلیل موجود ہو۔ جیسے: ثُلٰثُ، مَثْلَثُ ان دونوں میں سے ہر ایک اصل میں ثلاثة ثلاثة تھا۔ دلیل یہ ہے کہ ثلث اور مثلث میں سے ہر ایک کا معنی تین تین آتا ہے تو معنی کا یہ تکرار اس پر دلالت کرتا ہے کہ اصل لفظ میں بھی لازماً تکرار ہے اور پھر عدل کی وجہ سے لفظ موجودہ صورت میں استعمال ہونے لگا۔ اُخَرُ یہ اصل میں اَلْاُخَرُ یا آخَرُ مِنْ تھا۔

فائدہ : اسماء اعداد میں بعض کے نزدیک ایک سے دس اور بعض کے نزدیک ایک سے چار تک کے اعداد میں عدل تحقیقی ہوتا ہے۔

☆ جَاءَ الْقَوْمُ اُحَادُ (قوم آئی ایک ایک کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ وَاحِدًا وَاحِدًا
جَاءَ الْقَوْمُ مَوْحَدُ (قوم آئی ایک ایک کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ وَاحِدًا وَاحِدًا.

☆ جَاءَ الْقَوْمُ ثُنَاءُ (قوم آئی دو دو کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ اِثْنَيْنِ اِثْنَيْنِ
جَاءَ الْقَوْمُ مَثْنٰى (قوم آئی دو دو کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ اِثْنَيْنِ اِثْنَيْنِ.

☆ جَاءَ الْقَوْمُ ثُلٰثُ (قوم آئی تین تین کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ ثَلاَثَةٌ ثَلاَثَةٌ
جَاءَ الْقَوْمُ مَثْلَثُ (قوم آئی تین تین کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ ثَلاَثَةٌ ثَلاَثَةٌ.

☆ جَاءَ الْقَوْمُ رُبَاعُ (قوم آئی چار چار کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ اَرْبَعٌ اَرْبَعٌ
جَاءَ الْقَوْمُ مَرْبَعُ (قوم آئی چار چار کرکے) اصل صورت جَاءَ الْقَوْمُ اَرْبَعٌ اَرْبَعٌ
...... اِلٰى اٰخِرِهٖ عَشَرَةٌ

(۲) **عدل تقدیری**: وہ اسم جو صیغہ اصل سے حقیقتاً نہ نکالا گیا ہو بلکہ فرض کیا گیا

ہو کہ یہ کسی دوسرے صیغہ سے نکالا ہوا ہے اور اس اسم کی اصل پر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے عُمَرُ اس کے بارے میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ یہ اصل میں عَامِرٌ تھا، زُفَرُ، زُحَلُ ان کے بارے میں فرض کیا گیا ہے کہ یہ اصل میں زَافِرٌ اور زَاحِلٌ تھے۔

فائدہ : کچھ ایسے اسماء جن میں عدل تقدیری ہے درج ذیل ہیں:

عُمَرُ ،قُزَعُ، جُشَمُ، مُضَرُ، عُصَمُ، فُجَاُ، دُلَفُ، هُبَلُ، بُلَعُ، قُثَمُ، ثُعَلُ وغیرہ

فائدہ : عدل کے کل چھ اوزان آتے ہیں:

فُعَلُ	جیسے	عمر	فُعَالُ	جیسے	ثلث
مَفْعَلُ	جیسے	مثلث	فَعَلِ	جیسے	اَمْسِ (اَلْاَمْسِ)
فَعَلُ	جیسے	سَحَرُ (اَلسَّحَرُ)	فَعَالِ		جیسے قطام بنی تمیم کی لغت میں

فائدہ : عدل کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم یا وصف ہو۔ جیسے عُمَرُ میں عدل اور علمیت جبکہ اُخَرُ میں عدل اور وصف ہے۔

فائدہ: عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ غیر منصرف میں ایک سبب عدل اور دوسرا وزن فعل ہو کیونکہ دونوں کے اوزان مختلف ہیں۔

☆ **وصف** : وہ اسم جو کسی غیر معین شی اور اس کی صفت پر دلالت کرے یا وہ اسم جو مبہم ذات پر دلالت کرے۔ جیسے اَحْمَرُ اور اَفْضَلُ

<u>وصف کے غیر منصرف ہونے کی شرائط:</u>

(۱) وصف فَعْلَانُ کے وزن پر ہو اور اس کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر آتی ہو یا اس کی مؤنث اصلا ہی نہ آتی ہو جیسے سَکْرَانُ اس کی مونث سَکْرٰی آتی۔ رحمٰن اس کی مؤنث اصلا آتی ہی نہیں ہے۔ جبکہ نَدْمَانُ منصرف ہے کہ اس کی مؤنث نَدْمَانَةٌ علی وزن فَعْلَانَةٌ آتی ہے

(۲) وصف اَفْعَلُ کے وزن پر ہو۔ جیسے اَحْمَرُ، اَعْمیٰ عَلٰی وَزْنِ اَفْعَلُ ......بعض کے نزدیک وزن اُفَیْعَلُ مصغر بھی غیر منصرف ہے۔ جیسے اُفَیْضَلُ، اُجَیْمَلُ

(۳) وصف میں عدل پایا جائے۔

جیسے مَثْنٰی، مَثْلَث ....نتیجہ یہ ہوا کہ وصف کے غیر منصرف ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں کہ وصف صیغہ عدل ہو۔ یا الف نون زائدتان ہو یا وزن فعل ہو۔

فائدہ : وصف کے لئے منع صرف کا سبب بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصل وضع میں

وصف ہو اور وصف کے علاوہ کسی دوسری صورت میں نہ آتا ہو جیسے مثنی اور ثلث ......اور اسی طرح وصف اصل وضع میں وصف ہو چاہے وصفیت پر باقی ہو جیسے اَحْمَرُ اور سکران یا وصفیت پر باقی نہ ہو بلکہ کسی شیء کا علم ہو جائے۔ جیسے اَدْهَمُ اور اَسْوَدُ (ادھم مخصوص رنگ کے گھوڑے جبکہ اسود مخصوص رنگ کے سانپ کو کہا جاتا ہے)

تانیث : وہ اسم جس میں کوئی علامت تانیث ہو۔

جیسے: حُبْلٰی، حَمْرَاءُ، زَيْنَبُ، فَاطِمَةُ

تانیث کی چار قسمیں ہیں!

(۱) تانیث بالتاء (۲) تانیث معنوی

(۳) تانیث بالف مقصورہ (۴) تانیث بالف ممدودۃ

<u>تانیث کے غیر منصرف ہونے کی شرط:</u>

(۱) تانیث بالتاء کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔

جیسے فَاطِمَةُ ، عَائِشَةُ ...... جَاءَتْ فَاطِمَةُ ، رَأَيْتُ فَاطِمَةَ ، مَرَرْتُ بِفَاطِمَةَ

(۲) تانیث معنوی کے لئے مندرجہ شرائط ہیں:

(ا) اسم تین سے زائد حروف پر مشتمل ہو۔

جیسے: زَيْنَبُ ، مَرْيَمُ ، سُعَادُ

(ب) اسم تین حروف پر مشتمل علم ہو اور متحرک الاوسط ہو۔

جیسے: سَقَرُ ، جہنم کے طبقات میں سے ایک طبق کا علم ہے

(ج) اسم تین حروف پر مشتمل غیر عربی علم ہو اور ساکن الوسط ہو۔

جیسے: جُوْرُ ، فارس کے کسی شہر کا علم ہے۔

مثال هٰذِهٖ مَرْيَمُ ، رَأَيْتُ مَرْيَمَ ، مَرَرْتُ بِمَرْيَمَ

(۳) تانیث بالف مقصورہ بغیر کسی مزید شرط کے غیر منصرف ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک سبب دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے حبلی ...... هٰذِهٖ حُبْلٰی ، رَأَيْتُ حُبْلٰی ، مَرَرْتُ بِحُبْلٰی

فائدہ: وہ غیر منصرف جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو تو اس کا اعراب حالت رفع میں رفع ضمہ تقدیری، نصب و جر فتحہ تقدیری کے ساتھ آتے ہیں۔ یاد رہے کہ اسم مقصور پر لفظی اعراب نہیں آ سکتا جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

(۴) تانیث بالف ممدودہ بغیر کسی مزید شرط کے غیر منصرف ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک سبب دوسببوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے صَحْرَاءُ، حَمْرَاءُ

☆ **معرفہ:** معرفہ وہ اسم جو کسی معین شے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے عُمَرُ، یَزِیْدُ

فائدہ: اسباب منع صرف میں معرفہ سے مراد فقط علمیت ہے کیونکہ معرفہ کی دوسری اقسام میں سے مضمرات، اسمائے اشارات، اسمائے موصولہ اور منادی نکرہ مقصودہ معرب نہیں ہیں بلکہ مبنی ہیں جبکہ اسم کے شروع میں اَل کا داخل ہونا یا اسم کا مضاف ہونا غیر منصرف کو بھی منصرف کی طرح کر دیتے ہیں

معرفہ (علم) کے غیر منصرف ہونے کی شرائط:

(الف) معرفہ وزن فعل ہو۔ جیسے: اَحْمَدُ، یَزِیْدُ

(ب) معرفہ عدل ہو۔ جیسے: عُمَرُ، زُفَرُ

(ج) معرفہ تانیث بالتاء یا تانیث معنوی ہو۔ جیسے: خَدِیْجَةُ، مَرْیَمُ

(د) معرفہ عجمہ ہو۔ جیسے: اِسْحٰقُ، دَاوٗدُ

(ر) معرفہ ترکیب یعنی مرکب منع صرف ہو۔ جیسے: مَعْدِیْکَرِبُ

(س) معرفہ الف نون زائدتان ہو۔ جیسے: عُثْمَانُ، سَلْمَانُ

☆ **عجمہ:** کلام عرب میں استعمال ہونے والا وہ اسم جو اصل وضع میں عجمی ہو۔

جیسے: یَعْقُوْبُ، سُقْرَاطُ

عجمہ کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرائط:

(۱) عجمہ علم ہو (۲) عجمہ تین حروف سے زائد پر مشتمل ہو

جیسے یعقوب، داؤد، اسحق، اِدْرِیْسُ

مثالیں آدمُ صَفِیُّ اللّٰہِ ...... وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ ......

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ

فائدہ: عجمہ علم ساکن الاوسط ہو تو منصرف ہوتا ہے۔ جیسے: نُوْحٌ، لُوْطٌ

تمام انبیاء کے اسماء عجمہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہیں سوائے حضرت نوح، لوط، عزیر، شیث، شعیب، ہود، صالح اور حضرت محمد مصطفٰے علیہم السلام کے اسماء مبارکہ کے...... تمام فرشتوں کے نام مثلاً اسرافیل، جبرائیل، میکائیل اور عزرائیل وغیرہ بھی علمیت اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں سوائے چار کے یعنی مالک،

رضوان، منکر اور نکیر علیہم السلام۔......... اسی طرح فرعون، ہامان، قارون، نمرود، یاجوج ماجوج، سقراط وغیرہ علمیت اور عجمہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

☆ **جمع** وہ اسم جو منتہی الجموع ہو۔ جیسے مَسَاجِدُ، مَصَابِيْحُ

جمع کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

جمع کے غیر منصرف ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور وزن منتہی الجموع کو مزید کسی سبب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ منتہی الجموع ایک سبب دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جیسے هٰؤُلَاءِ مَسَاجِدُ بَاكِسْتَانَ ...... رَأَيْتُ مَسَاجِدَ بَاكِسْتَانَ...... اذْهَبْ وَاعْبُدْ فِيْ مَسَاجِدَ

فائدہ: منتہی الجموع کے وزن پر آنے والا اسم غیر منصرف ہوتا ہے چاہے وہ جمع ہو، مفرد ہو یا علم ہو:

☆ جمع کی مثال جیسے مَسَاجِدُ عَلٰى وَزْنِ مَفَاعِلَ، مَحَارِيْبُ عَلٰى وَزْنِ مَفَاعِيْلَ

☆ مفرد کی مثال جیسے سَرَاوِيْلُ عَلٰى وَزْنِ فَعَالِيْل

☆ علم کی مثال جیسے هَوَازِنُ (نام قبیلہ) ...... خَضَاجِرُ (عورت کا نام) عَلٰى وَزْنِ فَعَالِل...... عَزَازِيْلُ (شیطان کا نام) عَلٰى وَزْنِ فَعَالِيْل

جمع منتہی الجموع کا وزن:

منتہی الجموع کا وزن تین طرح آتا ہے۔

(ا) اسم کے پہلے دو حرف مفتوح ہوں تیسرا حرف الف ہو اور الف کے بعد دو حرف ہوں جن میں سے پہلا مکسور ہو۔ جیسے غَنَائِمُ عَلٰى وَزْنِ فَعَائِل

(ب) اسم کے پہلے دو حرف مفتوح ہوں، تیسرا حرف الف ہو، الف کے بعد حرف مشدد ہو۔ جیسے دَوَابُّ (دَوَابِبُ) عَلٰى وَزْنِ فَعَالِل یا فَعَالّ

(ج) اسم کے پہلے دو حرف مفتوح ہوں تیسرا حرف الف ہو الف کے بعد تین حرف ہوں جن میں سے پہلا مکسور دوسرا ساکن ہو۔ جیسے مَحَارِيْبُ عَلٰى وَزْنِ مَفَاعِيْل

جمع منتہی الجموع کی وجہ تسمیہ:

جمع منتہی الجموع کو جمع اقصیٰ اور جمع الجموع بھی کہا جاتا ہے، اس کو منتہی الجموع کا نام اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس وزن کی مزید جمع نہیں بنائی جاسکتی اور یہ جمع بنانے کی انتہا ہے یاد رہے کہ جمع مکسر غیر منتہی الجموع کی مزید جمع بنائی جاسکتی ہے۔ جیسے کلب مفرد کی جمع مکسر اکلب ہے اور اکلب کی جمع اکالب آتی ہے جو منتہی الجموع ہے اسی طرح اسم مفرد کی جمع اسماء ہے اور اسماء کی جمع اسامی (اسامیی) آتی ہے جو منتہی الجموع ہے۔

☆ **وزن فعل** : وہ اسم جو ایسے وزن پر مشتمل ہو جو فعل کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے اَحْمَدُ۔

وزن فعل کی تین قسمیں ہیں:

(ا) وہ اسم جو فعل مضارع کے وزن پر ہو۔ جیسے: یزید، احمد

(ب) وہ اسم جو فعل ماضی کے وزن پر ہو۔ جیسے: شَمَّرَ (حجاج بن یوسف کے گھوڑے کا نام)

(ج) وہ اسم جو فعل امر کے وزن پر ہو۔ جیسے اِثْمَدْ

(ایک مخصوص پتھر کا نام ہے غالباً اس سے سرمہ بنایا جاتا ہے)

وزن فعل کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

وزن فعل کے غیر منصرف ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو اور اس کے آخر میں تائے تانیث نہ آتی ہو۔

جیسے هٰذَا اَحْمَدُ، رَاَيْتُ اَحْمَدَ، مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ

☆ **ترکیب** : وہ مرکب جو دو اسموں کو ایک کر کے بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن نہ ہو۔ جیسے: بَعْلَبَکُّ، مَعْدِيْكَرِبَ

ترکیب کے غیر منصرف ہونے کی شرط:

ترکیب کے غیر منصرف ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔

جیسے مَعْدِيْكَرِبُ، حَضَرَ مُوْتُ

هٰذَا مَعْدِيْكَرِبُ ...... رَاَيْتُ مَعْدِيْكَرِبَ ...... مَرَرْتُ بِمَعْدِيْكَرِبَ

فائدہ : ترکیب منع صرف کا سبب اسوقت ہوگا جب وہ مرکب مزجی ہو اور اس کا آخر "ویہ" کے اسم پر مشتمل نہ ہو جیسے سیبویہ کیونکہ اس صورت میں مرکب مزجی (منع صرف) معرب نہیں ہوتا۔

☆ **الف ونون زائدتان:** وہ اسم جس کے آخر میں الف اور نون دونوں زائد متصل ہوں جیسے سُلَیمَانُ ، عُثْمَانُ

<u>اسم الف ونون زائدتان کے غیر منصرف ہونے کی شرط:</u>

(ا) وہ اسم فُعْلَانُ کے وزن پر علم ہو۔ جیسے عُثْمَانُ

(ب) وہ اسم فِعْلَانُ کے وزن پر علم ہو۔ جیسے عِمْرَانُ

(ج) وہ اسم فَعْلَانُ کے وزن پر علم ہو لیکن اس کی دو صورتیں ہیں:

☆ اسم کا دوسرا حرف مشدد ہو اور نون اصلی نہ ہو۔

جیسے: عَفَّانُ (عَفٌّ) حَيَّانُ (حَيَاةٌ) حَسَّانُ (حِسٌّ)

☆ اسم میں نون اصلی ہو۔ جیسے: حَيَّانٌ (حِيْنٌ) حَسَّانٌ (حُسْنٌ)

اس وزن کی پہلی صورت غیر منصرف اور دوسری منصرف ہے۔

(د) وہ اسم فَعْلَانُ کے وزن پر وصف ہو اور اس کی مؤنث فَعْلَانَةٌ کے وزن پر نہ آتی ہو بلکہ فَعْلٰی کے وزن پر آتی ہو یا اس کی مؤنث اصلا ہی نہ آتی ہو جیسے: سَكْرَانُ (سَكْرٰی) رَحْمٰنُ (اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، جس کی مؤنث نہیں آتی) مَرْجَانٌ...... نَدْمَان منصرف ہیں کیونکہ ان کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر آتی ہے: جیسے

مَرْجَانَةٌ ، نَدْمَانَةٌ

اھم بات: غیر منصرف کی بحث کے آخر میں طلبہ کی سہولت کے لئے غیر منصرف کی پہچان کا ایک آسان طریقہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ غیر منصرف فقط تین چیزیں ہیں: ۱) علم ۲) وصف ۳) اسم

<u>علم کے غیر منصرف ہونے کی صورت:</u>

☆ علم جب تانیث لفظی یا تانیث معنوی ہو۔

جیسے: فَاطِمَةُ ، مَكَّةُ ، سَعَادُ ، زَيْنَبُ

☆ علم اصلا عجمی ہو لیکن ثلاثی ساکن الوسط نہ ہو۔

جیسے: اِبْرَاهِيْمُ ، اِدْرِيْسُ ، يَعْقُوْبُ

☆ علم مرکب مزجی (منع صرف) ہو۔

جیسے: بَعْلَبَكُّ ، فیصل آباد ، نیویارک ، راول پنڈی

☆ علم جب الف نون زائدتان ہو۔ جیسے: عُثْمَانُ، عِمْرَانُ، مَرْوَانُ،
☆ علم جب وزن فعل ہو۔ جیسے: اَحْمَدُ، یَزِیْدُ، یَثْرِبُ، شَمَّرَ
☆ علم جب عدل تقدیری ہو۔ جیسے: عُمَرُ، زُحَلُ، قُزَحُ، جُحَا، زُفَرُ

صفت (وصف) کے غیر منصرف ہونے کی صورت:

☆ صفت جب فَعْلَانُ اور اس کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر ہو۔
جیسے: عَطْشَانُ، جَوْعَانُ، غَضْبَانُ، شَبْعَانُ
☆ صفت جب اَفْعَلُ کے وزن پر ہو۔
جیسے: اَخْضَرُ، اَسْوَدُ، اَحْمَرُ، اَبْیَضُ
☆ صفت ایک تا دس عدد فُعَالُ یا مَفْعَلُ کے وزن پر ہو۔
جیسے: ثُلَاثُ، رُبَاعُ، عُشَارُ، مَثْلَثُ، مَرْبَعُ، مَعْشَرُ
☆ صفت جب عدل تحقیقی فُعَلُ کے وزن پر ہو۔
جیسے: اُخَرُ جمع اُخْرٰی

اسم کے غیر منصرف ہونے کی صورت:

☆ اسم جمع منتہی الجموع کا صیغہ ہو۔
جیسے: مَدَارِسُ، مَسَاجِدُ، مَفَاتِیْحُ، مَصَابِیْحُ، رَسَائِلُ، اَفَاضِلُ
☆ اسم تانیث بالالف المقصورہ ہو۔
جیسے: سَلْوٰی، بُشْرٰی، حُبْلٰی، سَلْمٰی
☆ اسم تانیث بالالف الممدودہ ہو۔
جیسے: زَهْرَاءُ، صَحْرَاءُ، اَصْدِقَاءُ، شُعَرَاءُ

عُمَرُ: غیر منصرف (بسبب علم وعدل) مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ = مبتداء
مِنَ: حرف جار مبنی علی السکون۔ اَلْخُلَفَاءِ: مجرور بالکسرۃ الظاہرۃ موصوف۔
الرَّاشِدِیْنَ: اسم فاعل + فاعل (ھُمْ) صفت۔ موصوف + صفت = مجرور
......جار + مجرور = ظرف مستقر ہو کر خبر، مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

ششم اسمای ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چون اَبٌ وَاَخٌ وَحَمٌ وَهَنٌ وَفَمٌ وَذُوْمَالٍ رفع شان بواو باشد ونصب بالف وجر بیا چون جَاءَ اَبُوْکَ وَرَاَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ

چھٹے اسمائے ستہ مکبرہ۔ اس وقت جب مضاف ہوں غیر یائے متکلم کی طرف جیسے اَبٌ وَاَخٌ وَحَمٌ وَهَنٌ وَفَمٌ وَذُوْمَالٍ تو ان کا اعراب رفع واؤ کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ ہوگا۔ جیسے جَاءَ اَبُوْکَ وَرَاَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ

﴿اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم﴾

وجوہ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم ہے یعنی وہ اسماء ستہ مکبرہ جو مضاف ہوں لیکن یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔

<u>اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم کا اعراب:</u>

اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم کا اعراب بصورت حرکت نہیں بلکہ بصورت حرف آتا ہے یعنی حالت رفعی میں واؤ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ اَبُوْكَ ...... قَالَ اَبُوْهُمْ

حالت نصبی میں فتحہ الف کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَاَیْتُ اَبَاكَ ...... مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

حالت جری میں جر یا کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ ...... اِرْجِعُوْا اِلٰی اَبِیْكُمْ

<u>مثالیں:</u>

حالت رفعی: هٰذَا اَخُوْكَ ، هٰذَا فُوْكَ ، هٰذَا هَنُوْكَ
جَاءَ حَمُوْكِ ، اِنَّهٗ لَذُوْعِلْمٍ

حالت نصبی: رَاَیْتُ اَخَاكَ ، رَاَیْتُ فَاكَ ، رَاَیْتُ هَنَاكَ
رَاَیْتُ حَمَاكِ ، اِنْ كَانَ ذَامَالٍ

حالت جری : مَرَرْتُ بِأَخِيْکَ ، مَرَرْتُ بِفِيْکَ

مَرَرْتُ بِهَنِيْکَ، مَرَرْتُ بِحَمِيْکَ ، وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی

اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم کے اعراب کی شرائط:

اسمائے ستہ مکبرہ کا مذکورہ بالا اعراب یعنی رفع واؤ کی صورت میں نصب الف کی صورت میں اور جر یا کی صورت میں اس وقت آتا ہے جب اس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں:

(ا) مذکورہ اسماء مضاف ہوں۔

(ب) یہ اسماء یائے متکلم کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوں

(ج) یہ اسماء مکبرہ ہوں مصغرہ نہ ہوں۔

(د) یہ اسماء مفرد ہوں، تثنیہ یا جمع نہ ہوں۔

فائدہ : اسمائے ستہ مکبرہ بظاہر ثنائی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ثلاثی ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

أَبٌ اصل صورت میں أَبَـــــــوٌ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اس کا تثنیہ أَبَوَانِ ، أَبَوَيْنِ اور جمع آبَاءٌ آتے ہیں

أَخٌ اصل صورت میں أَخَــوٌ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اس کا تثنیہ أَخَوَانِ ، أَخَوَيْنِ اور جمع آخَاءٌ ، أَخْوَانٌ اور اِخْوَةٌ آتے ہیں۔

حَمٌ اصل صورت میں حَـمَوٌ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اس کا تثنیہ حَمَوَانِ ، حَمَوَيْنِ اور جمع أَحْمَاءٌ آتے ہیں

هَنٌ اصل صورت میں هَـنَـوٌ ناقص واوی ہے واو کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اس کا تثنیہ هَنَوَانِ ، هَنَوَيْنِ اور جمع هَنَاءٌ آتے ہیں

فُوٌ یا فَمٌ اصل صورت فُوْهٌ اجوف واوی ہے ھا کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اور واؤ کو میم سے بدل دیا گیا فَـمٌ کبھی فُـوٌ بھی استعمال ہوتا ہے اس کا تثنیہ فَـوَا ، فَـوَی اور جمع أَفْـوَاهٌ آتے ہیں۔علاوہ ازیں فُـوٌ اگر واؤ کے ساتھ ہوگا تو اس صورت میں اس کا مذکورہ بالا اعراب آئے گا اور فَمٌ کی صورت میں اس کا اعراب مفرد منصرف صحیح جیسا ہوگا۔

ذُوْ اصل صورت ذَوَوٌ (ناقص واوی) یا ذَوَیٌ (ناقص یائی) ہے واو یا یا کونسا منسیا

حذف کر دیا گیا اور ذال کو ضمہ دیا گیا لیکن ذال پر ضمہ حالت رفع میں آتا ہے حالت نصب میں اس پر فتح اور حالت جر میں اس پر کسرہ آتا ہے، اس کا تثنیہ ذَوَا ، ذَوَیْ اور جمع ذَوُوْ آتے ہیں جبکہ اس کی مؤنث ذات معروف اور کثیر الاستعمال ہے، علاوہ ازیں ہمیشہ یہ اسم جنس کی طرف مضاف کی صورت میں استعمال ہوتا ہے جیسے ذُوْمَالٍ۔

تتمہ :

☆ اسمائے ستہ مکبرہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔

جیسے: هٰذَا اَبِیْ ، هَلْ رَاَیْتَ اَبِیْ ، مَرَرْتُ بِاَبِیْ

☆ اسمائے ستہ مکبرہ اگر مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف جیسا آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ اَبٌ ، رَاَیْتُ اَبًا ، مَرَرْتُ بِاَبٍ

☆ اسماء ستہ مصغرہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف جیسا ہوگا

جیسے: هٰذَا اُبَیُّکَ ، رَاَیْتُ اُبَیَّکَ ، مَرَرْتُ بِاُبَیِّکَ

☆ اسمائے ستہ مکبرہ تثنیہ یا جمع ہوں تو ان کا اعراب تثنیہ اور جمع والا ہوگا۔

جیسے: جَاءَ اَبَوَانِ ، جَاءَ آبَاءٌ ، رَاَیْتُ اَبَوَیْنِ ، رَاَیْتُ آبَاءً ، مَرَرْتُ بِاَبَوَیْنِ ، مَرَرْتُ بِآبَاءٍ

☆ امام سیبویہ وغیرہ کے نزدیک اسمائے ستہ مکبرہ اگر غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں حرف کے بجائے حرف علت پر تقدیری حرکات کی صورت میں آتا ہے۔

هٰذَا:	اسم اشارہ مبنی علی السکون مبتدا مرفوع محلا، اَبُوْ: اسم متمکن مضاف مرفوع بالواو
كَ:	ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مضاف + مضاف الیہ = خبر،
	مبتدا + خبر = جملہ اسمیہ خبریہ

ہفتم مثنی چون رَجُلَانِ ہشتم کِلَا وَ کِلْتَا مضاف بمضمرنہم اِثْنَانِ وَاثْنَتَانِ رفع شان بالف باشد ونصب وجر بیای ماقبل مفتوح چون جَاءَ رَجُلَانِ وَ کِلَاھُمَا وَ اِثْنَانِ وَرَاَیْتُ رَجُلَیْنِ وَ کِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَ کِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ

ساتویں قسم مثنی جیسے رجلان ۔آٹھویں قسم کلا اور کلتا جب یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوں نویں قسم اثنان اور اثنتان رفع ان کا الف کے ساتھ اور نصب اور جر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جَاءَ رَجُلَانِ وَ کِلَاھُمَا وَ اِثْنَانِ اور رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ وَکِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ اور مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَ کِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ

﴿تثنیه وملحقات﴾

اسم متمکن کی ساتویں قسم تثنیہ، آٹھویں کِلَا وَکِلْتَا مضاف الی المضمر اور نویں اِثْنَانِ وَاثْنَتَانِ ہے کلا و کلتا اور اثنان و اثنتان حقیقی تثنیہ نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کو اسم متمکن کی علیحدہ اقسام شمار کیا گیا ہے عام طور پر یہ ملحقات تثنیہ کے نام سے جانے جاتے ہیں.........
تثنیہ سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل فتحہ و مابعد نون مکسور لاحق ہو جیسے رَجُلَانِ اور رَجُلَیْنِ جبکہ ملحقات تثنیہ سے مراد وہ اسماء ہیں جو صورتاً اور معنی یا صرف معنیً تثنیہ کے مشابہ ہوں۔

تثنیہ وملحقات تثنیہ کا اعراب:

مذکورہ بالا تینوں اقسام کا ایک جیسا ہی اعراب آتا ہے:
حالت رفعی میں رفع الف کی صورت میں آتا ہے۔
جیسے: جَاءَ رَجُلَانِ ، قَالَتْ اِمْرَاَتَانِ ، جَاءَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا ، جَاءَ تِ الْمَرْاَتَانِ کِلْتَاھُمَا، جَاءَ اِثْنَانِ ، جَاءَ تْ اِثْنَتَانِ
حالت نصبی میں نصب یا ماقبل فتحہ کی صورت میں آتا ہے۔
جیسے: رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ ، رَاَیْتُ اِمْرَاَتَیْنِ ، رَاَیْتُ الرَّجُلَیْنِ کِلَیْھِمَا، رَاَیْتُ الْمَرْاَتَیْنِ کِلْتَیْھِمَا ، رَاَیْتُ اِثْنَیْنِ ، رَاَیْتُ اِثْنَتَیْنِ ۔
حالت جری میں جر یا ماقبل فتحہ کی صورت میں آتا ہے۔
جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ، مَرَرْتُ بِاِمْرَاَتَیْنِ ، مَرَرْتُ بِالرَّجُلَیْنِ کِلَیْھِمَا، مَرَرْتُ بِالْمَرْاَتَیْنِ کِلْتَیْھِمَا ، مَرَرْتُ بِاِثْنَیْنِ ، مَرَرْتُ بِاِثْنَتَیْنِ

ملحقاتِ تثنیہ کے بارے میں چند اہم باتیں:

(۱) کلا و کلتا لفظاً مفرد ہیں اور معنیٰ تثنیہ سے مشابہ ہیں کلا دو مذکروں اور کلتا دو مؤنثوں پر دلالت کرتا ہے نون کے بغیر استعمال ہوتے ہیں ہمیشہ بصورت مضاف آتے ہیں لیکن نکرہ کی طرف مضاف نہیں ہوتے بلکہ معرفہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں اگر اسم ضمیر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تثنیہ جیسا ہوتا ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور اگر اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب اسم مقصور جیسا ہوتا ہے یعنی تینوں حالتوں میں ان کا اعراب حرکت تقدیری کی صورت میں آتا ہے

حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کے صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ كِلَا الرَّجُلَيْنِ ، جَاءَتْ كِلْتَا الْمَرْأَتَيْنِ

حالت نصبی میں نصب فتحہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَأَيْتُ كِلَا الرَّجُلَيْنِ، رَأَيْتُ كِلْتَا الْمَرْأَتَيْنِ

حالت جری میں جر کسرہ تقدیری کے صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِكِلَا الرَّجُلَيْنِ ، مَرَرْتُ بِكِلْتَا الْمَرْأَتَيْنِ

علاوہ ازیں کلا میں الف اصلی ہے جو واؤ سے تبدیل شدہ اور کلتا میں تا واؤ سے تبدیل شدہ ہے جبکہ الف مقصورہ ہے

(۲) اثنان و اثنتان یا ثنتان صورتاً اور معنیٰ تثنیہ سے مشابہ ہیں اثنان دو مذکروں اور اثنتان دو مؤنثوں پر دلالت کرتے ہیں یہ دونوں حقیقی تثنیہ اس لئے نہیں ہیں کہ ان کا مفرد نہیں آتا یا ان کا مفرد ان کے مادہ سے نہیں ہوتا بعض نحویوں کے نزدیک یہ دونوں مفرد اور جمع کی ضمیروں کی طرف مضاف ہو سکتے ہیں، البتہ تثنیہ کی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتے علاوہ ازیں اثنان اور اثنتان کا نون بعض صورتوں میں حذف ہو جاتا ہے اور ان میں سے ایک صورت تو ظاہر ہے کہ یہ مضاف ہوں اور دوسری صورت میں اس وقت جب ان کو مرکب بنائی کا جزو بنایا جائے۔ جیسے: "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا" ...... "فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا"

(۳) بعض ملحقات تثنیہ ایسے ہیں جو دو الگ مفردوں پر دلالت کرتے ہیں اور دونوں مفردوں کا مادہ مختلف ہوتا ہے لیکن ان کا اعراب تمام صورتوں میں یا ماقبل فتحہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ مثلاً: عُمَرَيْن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لئے کہا جاتا ہے جیسے قَالَ الْعُمَرَيْنِ ...... قَمَرَيْنِ ۔۔ شمس اور قمر دونوں کے لئے کہا جاتا ہے۔ جیسے طَلَعَ الْقَمَرَيْنِ ...... لِسَانَيْنِ ۔۔ قلم اور لسان دونوں کے لئے کہا جاتا ہے۔ جیسے اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَيْنِ

دہم جمع مذکر سالم چون مُسْلِمُوْنَ یازدہم اُوْلُوْ دوازدہم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ رفع شان بواو ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیای ماقبل مکسور چون جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَاُوْلُوْمَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَرَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَاُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً ۔

دسویں قسم جمع مذکر سالم جیسے مسلمون۔ گیارہویں قسم اولو۔ بارہویں قسم عشرون تا تسعون رفع ان کا واو ماقبل ضمہ کے ساتھ ہوگا نصب اور جر یاء ماقبل کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَاُوْلُوْمَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا اور رَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً اور مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَاُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً ۔

﴿جمع مذکر سالم وملحقات﴾

اُوْلُوْ اور عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ حقیقتاً جمع مذکر سالم نہیں بلکہ اس کے مشابہ ہیں اور ملحقات جمع مذکر سالم یا اسم جمع کہلاتے ہیں، اسی لئے ان کو اسم متمکن کی علیحدہ اقسام کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جمع مذکر سالم اور ملحقات جمع مذکر سالم کا اعراب ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔

جمع مذکر سالم وملحقات کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع واو ماقبل ضمہ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ

وَلَا یَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ ، قَالَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً

حالت نصبی میں نصب یا ماقبل کسرہ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: اَللّٰہُ یُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

وَالسَّعَۃَ اَنْ یُّؤْتُوْ اُولِی الْقُرْبٰی ، لَقِیْتُ عِشْرِیْنَ رَجُلًا

حالت جری میں جر یا ماقبل کسرہ کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ،

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ، مَرَرْتُ بِعِشْرِیْنَ رَجُلاً

ملحقات جمع مذکر سالم کے بارے میں چند اہم باتیں:

(۱) اولو اسم جمع ہے (بمعنی اصحاب) اس کا مفرد اسی کے مادہ سے نہیں آتا البتہ اس کا مفرد معنوی طور پر ذو ۔(بمعنی صاحب) تسلیم کیا گیا ہے، اولـــــو بھی ذو کی طرح ہمیشہ بصورت مضاف استعمال ہوتا ہے اولو میں ہمزہ کے بعد واؤ اولی پر حمل کرتے ہوئے لکھی جاتی ہے اور اولی میں ہمزہ کے بعد واؤ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اولـــــی (اسم) کو حرف جر الی سے ممتاز کیا جا سکے بصورت دیگر اُلِی اسم کا اِلٰی حرف جر سے التباس لازم آتا ہے۔

(۲) عشرون تاتسعون یعنی دہائیاں بھی اسم جمع ہیں نہ کہ جمع مذکر سالم کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا جمع کا اطلاق تین پر ہوتا ہے عِشْرُوْنَ عَشَرَ کی جمع نہیں ہے کیونکہ اگر عشرون کو عشر کی جمع تسلیم کیا جائے تو اس کا اطلاق ثلاثون ، اربعون پر بھی ہوگا حالانکہ ایسا نہیں ہے اسی طرح ثـلاثــون ثـلاثـۃ کی جمع نہیں ہے کیونکہ اگر ثـلاثـون کو ثـلاثـۃ کی جمع کہا جائے تو ثـلاثون کا اطلاق تسعۃ پر بھی ہوگا کہ تسعۃ میں تین ثلاثہ موجود ہیں علاوہ ازیں دہائیاں معین معانی کے لئے وضع کی گئی ہیں جبکہ جمع کی وضع معانی معینہ کے لئے نہیں ہوتی۔

(۳) درج ذیل اسماء کو بھی ملحقات جمع مذکر سالم شمار کیا گیا ہے:

(ا) عَالَمُوْنَ یاعَالَمِیْنَ جمع عَالَمٌ یا اسم جمع ہے۔

(ب) ذَوُوْ، ذُوْ کی جمع مکسر ہے اُوْلُوْ اور ذَوُوْ کا ایک ہی معنی ہے۔

(ج) بَـنُـوْنَ، اَرَضُوْنَ یا اَرَضِیْنَ اور سِـنُوْنَ جمع مکسر ہیں آخری دونوں کا مفرد مؤنث کا صیغہ ہے۔

اَرَضُوْنَ کا مفرد ارض مؤنث سماعی ہے جبکہ سنون کا مفرد سنۃ مؤنث لفظی ہے۔

یاد رہے کہ جمع مذکر سالم ہمیشہ اعلام یا صیغہائے صفات کی آتی ہے۔

جیسے زَیْدُوْنَ، قَائِمُوْنَ، اَکْرَمُوْنَ

(د) اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ تاکید معنوی کے لئے آتے ہیں۔

فائدہ : نون جمع اور نون تثنیہ کے بارے میں علماء نحو کا موقف تین طرح کا ہے:

☆ نون جمع اور نون تثنیہ اس حرکت کا بدل ہیں جو مفرد کے آخر میں ہوتی ہے۔

☆ نون جمع اور نون تثنیہ اس تنوین کا بدل ہیں جو مفرد پر آتی ہے۔

☆ نون جمع اور نون تثنیہ اس حرکت اور تنوین دونوں کا بدل ہیں جو مفرد پر آتی ہیں۔

سیزدہم اسم مقصور وآن اسمیست کہ درآخرش الف مقصورہ باشد چون مُوسٰی

تیرہویں قسم اسم مقصور ہے اوراس سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسی

﴿اسم مقصور﴾

اقسام اسم متمکن کی کیفیت اعراب کو مدنظر رکھتے ہوئے مصنف نے ان کو ایک خاص ترتیب سے تین مراحل میں ذکر کیا ہے ابتدا ان اقسام کا ذکر کیا گیا جن کا اعراب حرکات لفظیہ کی صورت میں آتا ہے دوسرے مرحلہ میں ان اقسام کو لایا گیا جن کا اعراب حروف لفظیہ کی صورت میں آتا ہے اور سب سے آخر میں ان اقسام کو ذکر گیا ہے جن کا اعراب تمام یا اکثر حالتوں میں تقدیری صورت میں آتا ہے۔

اسم مقصور کی تعریف :وہ اسم جس کے آخر میں لفظاً یا تقدیراً الف مقصورہ ہو۔

جیسے: الموسیٰ، مصطفٰے

اسم مقصور کی اقسام:

اسم مقصور کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ علامت تانیث ہو۔

جیسے: حُبْلٰی، کُبرٰی

(۲) وہ اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ غیر علامت تانیث ہو۔

جیسے: اَلْعَصَا، فَتٰی

وہ اسم مقصور جس کے ساتھ الف مقصورہ بطور علامت تانیث ہو بالاتفاق غیر منصرف ہے اور وہ اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ بطور علامت تانیث نہ ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

☆ غیر منصرف: جیسے: موسیٰ، عیسیٰ، انبیاء کرام کے اسمائے گرامی ہیں......ان میں منع صرف کے دو سبب علمیت اور عجمیت موجود ہیں اسی بنا پر یہ غیر منصرف ہیں۔

☆ منصرف: جیسے: المصطفٰے، عصًا، فتیً

اسم متمکن کی تیرہویں قسم اسم مقصور سے فقط یہی قسم مراد ہے یعنی اسم مقصور منصرف نیز مصنف نے اسم مقصور کی مثال میں موسیٰ کا جو ذکر کیا ہے وہ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جیسے مجتبیٰ، مرتضیٰ اور مصطفیٰ ہیں یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اگر اسم مقصور منصرف الف لام کے ساتھ ہو تو اس کے آخر میں الف مقصورہ لفظاً ہوگا۔

جیسے: الموسیٰ المصطفیٰ، الفتیٰ

اور اگر اسم مقصور الف ولام سے خالی ہو تو اس کے آخر میں تنوین ہوگی اور الف مقصورہ تقدیری ہوگا: جیسے: موسیً، مصطفیً، عصاً، فتیً

فائدہ: اسم مقصور اگر غیر منصرف ہو تو اس کا اعراب اگرچہ تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے لیکن اس کی حالت نصبی اور جری دونوں حالتوں میں اعراب فتحہ تقدیری کے ساتھ آتا ہے۔ جبکہ اسم مقصور منصرف میں ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ آنے والی سطور میں واضح ہو رہا ہے۔

اسم مقصور (منصرف) کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْمُوْسٰی، جَاءَ مُوْسیً،
قَالَ الْمُصْطَفٰی، قَالَ مُصْطَفیً

حالت نصبی میں نصب فتح تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَأَیْتُ الْمُوْسٰی، رَأَیْتُ مُوْسیً،
رَأَیْتُ الْمُصْطَفٰی، رَأَیْتُ مُصْطَفیً

حالت جری میں جر کسرہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِالْمُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسیً،
مَرَرْتُ بِالْمُصْطَفٰی، مَرَرْتُ بِمُصْطَفیً

چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیای متکلم چون غُلَامِیْ رفع شان بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ ودرلفظ ہمیشہ یکساں باشد چون جَاءَ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ وَرَاَیْتُ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلَامِیْ . پانزدہم اسم منقوص وآن اسمیست کہ آخرش یای ماقبل مکسور باشد چون قَاضِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چون جَاءَ الْقَاضِیْ وَرَاَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ

چودہویں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم۔ جیسے غلامی اسکا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا اور لفظ میں ہمیشہ یکساں ہوتا ہے جیسے جَاءَ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ وَرَاَیْتُ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلَامِیْ . پندرہویں قسم اسم منقوص اور یہ وہ اسم ہے کہ جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے قاضی رفع اسکا ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ وَرَاَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ

اسم (غیر مذکر سالم) مضاف الی یائے متکلم کا اعراب:

اسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم کا اعراب اسم مقصور کی طرح تینوں حالتوں میں تقدیری آتا ہے

مثالیں: حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ غُلَامِیْ ، هٰذَا اَخِیْ

حالت نصبی میں نصب فتح تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَاَیْتُ غُلَامِیْ ، رَاَیْتُ اَخِیْ

حالت جری میں جر کسرہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے

جیسے: مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ ، مَرَرْتُ بِاَخِیْ

اسم منقوص:

اسم متمکن کی پندرہویں قسم اسم منقوص ہے یعنی وہ اسم جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو اسم منقوص کی بھی دو حالتیں ہیں ایک منصرف اور دوسری غیر منصرف مذکورہ بالا قسم سے مراد اسم منقوص منصرف ہے۔ اسم منقوص کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا اعراب دو حالتوں میں تقدیری جبکہ ایک حالت میں لفظی ہوتا ہے۔

اعراب :

حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْقَاضِیْ ، هٰذَاالدَّاعِیْ

حالت جری میں جر کسرہ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ ، سِرْتُ فِی الْوَادِیْ

حالت نصبی میں نصب فتح لفظی کی صورت میں آتا ہے۔

جیسے: رَاَیْتُ الْقَاضِیَ ، اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ

اسم منقوص سے متعلق چند ضروری باتیں:

☆ اس منقوص اگر الْ سے خالی ہو تو اس کے آخر میں یا مقدر ہوتی ہے جیسے: قاضٍ اس میں التقائے ساکنین کی وجہ سے یا لفظاً حذف ہو چکی ہے لیکن اصل ہونے کی وجہ سے اس کا وجود تقدیراً تسلیم کیا گیا ہے۔

☆ اسم منقوص کے لئے ضروری ہے کہ آخر میں یا اصلی ہو یعنی حروف اصلیہ میں سے ہو اگر یا حروف اصلیہ میں سے نہ ہو تو ایسا اسم منقوص نہیں کہلائے گا۔ جیسے: پاکستانی ، ایرانی ، غلامی ، لوھاری (اسم منقوص نہیں ہیں بلکہ اسم منسوب ہیں کہ یا اصلی نہیں ہے)۔

☆ بعض اوقات اسم منقوص کے آخر سے "ی" تخفیفاً حذف کر دی جاتی ہے۔

جیسے: یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ ، مُهْطِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِ

☆ اسم منقوص اگر غیر منصرف ہو تو اس کے اعراب کی خاص بات یہ ہے کہ حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے حالت نصبی میں نصب فتحہ لفظی اور حالت جری میں جر فتحہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هٰذِهٖ جَوَارٍ ، مَرَرْتُ بِجَوَارٍ رَاَیْتُ جَوَارِیَ

اسم منقوص اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اسم منقوص کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا جبکہ یائے متکلم پر فتحہ کی حرکت پڑھی جائے گی۔ جیسے: جَاءَ مُحَامِیَّ ، صَادَقْتُ مُحَامِیَّ ، سَلَّمْتُ عَلٰی مُحَامِیَّ

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائی متکلم چون مُسْلِمِیَّ رفعش بتقدیر واؤ باشد نصب وجرش بیائے ماقبل مکسور چون هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيَّ کہ دراصل مُسْلِمُوْنَ بود نون باضافت ساقط شد واو ویا جمع شدہ بودند وسابق ساکن بود واو را بیا بدل کردند ویا را در یا ادغام کردند مُسْلِمِيَّ شد ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

سولہویں قسم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم جیسے مسلمی اسکا رفع تقدیر واؤ کیساتھ نصب اور جر یاء ماقبل کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيَّ اصل میں مسلمون تھا نون اضافت کے ساتھ ساقط ہوگیا۔ واؤ اور یاء جمع ہوگئیں، واؤ کو ساکن ہے واؤ یا سے بدلا اور یاء کا یاء میں ادغام کردیا تو مسلمی ہوگیا میم کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا اور رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

﴿جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم﴾

جمع مذکر سالم کے اعراب کی تفصیل گذر چکی ہے اسم متمکن کی سولہویں قسم میں جس اعراب کی بات کی جارہی ہے وہ اس صورت میں ہے جب جمع مذکر سالم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ اس صورت میں جمع مذکر سالم کا اعراب ایک حالت (حالت رفعی) میں تقدیری جبکہ دو حالتوں میں لفظی آتا ہے۔

اعراب:

حالت رفعی میں رفع واؤ تقدیری کی صورت میں آتا ہے۔ جیسے هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيَّ

حالت نصبی میں نصب یا لفظی کی صورت میں آتا ہے۔ جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ

حالت جری میں جر یا لفظی کی صورت میں آتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

فائدہ: مسلمون (حالت رفعی) کو جب یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو نون جمع حذف ہوگیا تو مسلموی ہوا، سیّد والے قانون کے تحت واؤ یا سے تبدیل ہوکر یائے متکلم میں مدغم ہوگئی اور یا کے ماقبل ضمہ کسرہ ہوگیا تو یہ مُسْلِمِيَّ بن گیا، اور مسلمین (حالت نصبی وجری) کی اضافت کے وقت نون جمع حذف ہوگیا پھر ایک یاء کا دوسری یاء میں ادغام ہوگیا تو مسلمی ہوگیا۔

اعراب کی چار صورتیں ہیں:

۱) **اعراب بالحرکت لفظی:**

اس کے تحت درج ذیل اقسام آتی ہیں:

مفرد منصرف صحیح، اسم منقوص حالت نصبی، مفرد منصرف جاری مجری صحیح، جمع مکسر، جمع مونث سالم، غیر منصرف سوائے اس غیر منصرف کے جس کے آخر میں الف مقصور ہو۔

۲) **اعراب بالحرف لفظی:**

اس کے تحت درج ذیل اقسام آتی ہیں:

اسماء ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم، تثنیہ اور ملحقات تثنیہ، جمع مذکر سالم اور ملحقات جمع مذکر سالم، جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم حالت نصبی وجری۔

۳) **اعراب بالحرکت تقدیری:**

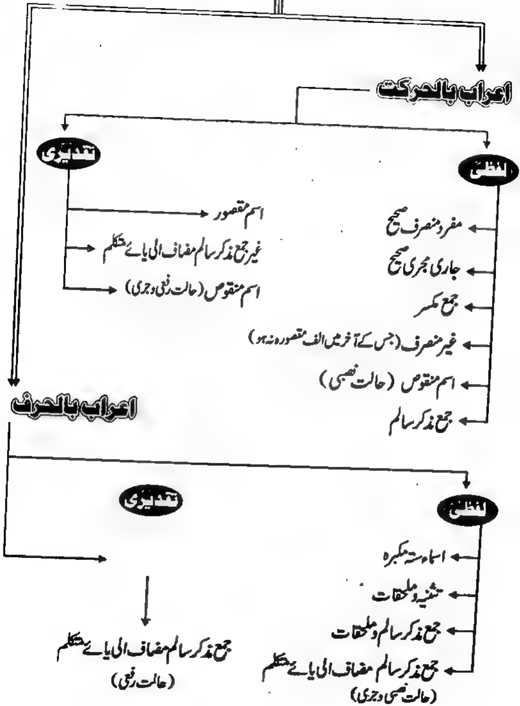
اس کے تحت درج ذیل اقسام آتی ہیں:

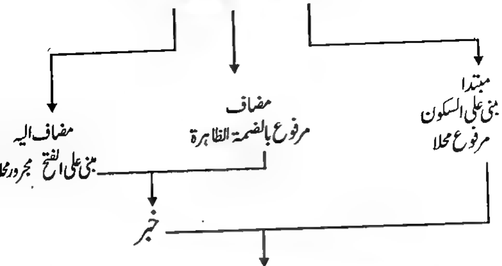
اسم مقصور، غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم، اسم منقوص حالت رفعی وجری

۴) **اعراب بالحرف تقدیری:**

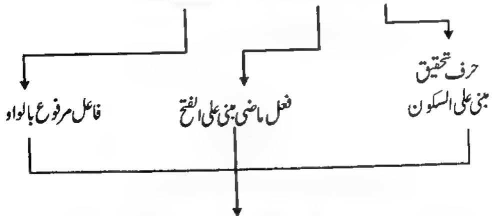
اس کے تحت ایک ہی قسم آتی ہیں:

جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم حالت رفعی


اسم متمکن کا اعراب
اعراب بالحرکت
تقدیری
لفظی
اسم مقصور
غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم
اسم منقوص (حالت رفعی وجری)
مفرد منصرف صحیح
جاری مجری صحیح
جمع مکسر
غیر منصرف (جس کے آخر میں الف مقصورہ نہ ہو)
اسم منقوص (حالت نصبی)
جمع مذکر سالم
اعراب بالحرف
تقدیری
لفظی
اسماء ستہ مکبرہ
تثنیہ وملحقات
جمع مذکر سالم وملحقات
جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم (حالت نصبی وجری)
جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم (حالت رفعی)



جملہ اسمیہ انشائیہ



جملہ فعلیہ خبریہ

فصل بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم ست اول صحیح مجرداز ضمیر بارز مرفوع برای تثنیہ وجمع مذکر وبرای واحد مؤنث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چون هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَّضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

فصل: جان تو کہ مضارع کے اعراب تین ہیں۔ رفع، نصب اور جزم۔ فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب کے چار قسم پر ہے۔ اول صحیح جو خالی ہو اس ضمیر بارز مرفوع سے جو تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث مخاطبہ کے واسطے ہو اس کا رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ ہوگا۔ جیسے هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَّضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

﴿فعل مضارع کے اعراب کا بیان﴾

اسم متمکن کے بعد فعل مضارع کا اعراب ذکر کیا جارہا ہے یاد رہے کہ افعال میں سے صرف فعل مضارع ہی معرب ہے۔ فعل مضارع کے تین اعراب ہیں۔ رفع، نصب، جزم۔

رفع: فعل مضارع کے آخر میں ضمہ لفظی، ضمہ تقدیری اور ثبوت نون کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے

نصب: فعل مضارع کے آخر میں، فتحہ لفظی، فتحہ تقدیری اور حذف نون کی صورت میں آتا ہے۔

جزم: فعل مضارع کے آخر میں سکون، حذف حرف علت اور حذف نون کی صورت میں آتا ہے

اقسام فعل مضارع:

وجوہ اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی چار قسمیں ہیں مذکورہ اقسام اور اُن کے اعراب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر1: فعل مضارع صحیح لام آخر ہو یعنی اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو، ضمائر بارزہ سے خالی ہو، اور نون مبنی (نون تاکید، نون جمع مؤنث) سے خالی ہو۔

پہلی قسم کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع ضمہ لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هُوَ يَضْرِبُ

حالت نصبی میں نصب فتحہ لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَنْ يَّضْرِبَ

حالت جزمی میں جزم سکون لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَمْ يَضْرِبْ

دوم مفرد معتل واوی چون یَغْزُوْ ویائی چون یَرْمِی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی وجزم بحذف لام چون هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَلَنْ یَّغْزُوَ وَلَنْ یَّرْمِیَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ سوم مفرد معتل الفی چون یَـرْضَـی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم بحذف لام چون هُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَّرْضٰی وَلَمْ یَرْضَ

دوسری قسم مفرد معتل واوی ہو جیسے یـغزو اور یائی ہو جیسے یـرمی۔ اسکا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے هُوَ یَـغْزُوْ وَیَـرْمِیْ وَلَنْ یَّـغْزُوَ وَلَـنْ یَّرْمِیَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ۔ تیسری قسم مفرد معتل الفی ہے جیسے یرضی اسکا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ آتا ہے۔
جیسے هُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَّرْضٰی وَلَمْ یَرْضَ۔

نمبر۲: فعل مضارع معتل واوی، یائی ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ فعل مضارع ناقص واوی یا ناقص یائی ہو لیکن وہ واؤ اور یا الف سے تبدیل نہ ہوئی ہو۔

دوسری قسم کا اعراب

حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هُوَ یَغْزُوْ، هُوَ یَرْمِیْ
حالت نصبی میں نصب فتحہ لفظی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَنْ یَغْزُوَ، لَنْ یَرْمِیَ
حالت جزمی میں جزم حرف علت (آخر) کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔
جیسے: لَمْ یَغْزُ، لَمْ یَرْمِ

نمبر۳: فعل مضارع معتل الفی: اس سے مراد یہ ہے کہ فعل مضارع ناقص واوی یا ناقص یائی ہو اور وہ یاء اور واؤ الف سے تبدیل ہو چکی ہوں۔

تیسری قسم کا اعراب:

حالت رفعی میں رفع ضمہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: هُوَ یَرْضٰی، هُوَ یَرْمٰی
حالت نصبی میں نصب فتحہ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے: لَنْ یَرْضٰی، لَنْ یَرْمٰی
حالت جزمی میں جزم حرف علت (آخر) کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔
جیسے: لَمْ یَرْضَ، لَمْ یَرْمَ

چہارم صحیح یا معتل با ضمائر و نونہائے مذکورہ رفع شان باثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ و در جمع مذکر گوئی هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ و در مفرد مؤنث حاضر گوئی اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضِيْنَ ونصب و جزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ يَضْرِبَا وَلَنْ يَغْزُوَا وَلَنْ يَرْمِيَا وَلَنْ يَرْضَيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوَا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا و در جمع مذکر گوئی لَنْ يَضْرِبُوْا وَلَنْ يَغْزُوْا وَلَنْ يَرْمُوْا وَلَنْ يَرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوْا وَلَمْ يَغْزُوْا وَلَمْ يَرْمُوْا وَلَمْ يَرْضَوْا و در واحد مؤنث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِيْ وَلَنْ تَغْزِيْ وَلَنْ تَرْمِيْ وَلَنْ تَرْضَيْ وَلَمْ تَضْرِبِيْ وَلَمْ تَغْزِيْ وَلَمْ تَرْمِيْ وَلَمْ تَرْضَيْ

چوتھی قسم صحیح یا معتل ضمائر اور نون ہائے تثنیہ و جمع کے ساتھ ہو تو رفع اسکا اثبات نون کے ساتھ ہوتا ہے جیسے تثنیہ میں تو کہے هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ. جمع میں تو کہے هُمْ يَضْرِبُوْنَ ، يَغْزُوْنَ، يَرْمُوْنَ ، يَرْضَوْنَ مفرد مونث حاضر میں تو کہے اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضِيْنَ نصب اور جزم حذف نون کے حذف کے ساتھ جیسا کہ تثنیہ میں تو کہے لَنْ يَضْرِبَا وَلَنْ يَغْزُوَا وَلَنْ يَرْمِيَا وَلَنْ يَرْضَيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوَا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا اور جمع میں تو کہے لَنْ يَضْرِبُوْا وَلَنْ يَغْزُوْا وَلَنْ يَرْمُوْا وَلَنْ يَرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوْا وَلَمْ يَغْزُوْا وَلَمْ يَرْمُوْا وَلَمْ يَرْضَوْا اور واحد مونث حاضر میں تو کہے لَنْ تَضْرِبِيْ وَلَنْ تَغْزِيْ وَلَنْ تَرْمِيْ وَلَنْ تَرْضَيْ وَلَمْ تَضْرِبِيْ وَلَمْ تَغْزِيْ وَلَمْ تَرْمِيْ وَلَمْ تَرْضَيْ

نمبر ۴: فعل مضارع جب ضمیر بارز اور نون اعرابی کے ساتھ استعمال ہو۔

چوتھی قسم کا اعراب :

حالت رفعی میں رفع نون اعرابی کے اثبات (باقی رہنے) کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے : هُمَا يَضْرِبَانِ ، هُمْ يَضْرِبُوْنَ ، اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ .

حالت نصبی میں نصب نون اعرابی کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے: لَنْ يَضْرِبَا، لَنْ يَضْرِبُوْا، لَنْ تَضْرِبِيْ

حالت جزمی میں جزم نون اعرابی کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔

جیسے: لَمْ يَضْرِبَا ، لَمْ يَضْرِبُوْا ، لَمْ تَضْرِبِيْ .

چند قابل غور باتیں :

☆ یاد رہے کہ مذکور بالا سطور میں فعل مضارع کے چودہ میں سے بارہ معرب صیغوں کا اعراب بتایا گیا ہے۔ جبکہ دو صیغوں کا اعراب نہیں بتایا گیا کیونکہ وہ دو صیغے معرب نہیں بلکہ مبنی ہیں۔ ان میں ایک جمع مؤنث غائب (یضربن) اور دوسرا جمع مؤنث حاضر (تضربن) کا صیغہ ہے۔

☆ فعل مضارع کی پہلی تینوں قسموں میں صرف پانچ صیغوں کا اعراب بتایا گیا ہے۔ وہ صیغے درج ذیل ہیں:

۱) واحد مذکر غائب
۲) واحد مؤنث غائب
۳) واحد مذکر حاضر
۴) واحد متکلم
۵) جمع متکلم

☆ فعل مضارع کی چوتھی قسم میں فعل مضارع کے بقیہ سات صیغوں کا اعراب بتایا گیا ہے جن کو عام طور پر افعال خمسہ کہا جاتا ہے وہ صیغے درج ذیل ہیں:

۱) تثنیہ مذکر غائب
۲) جمع مذکر غائب
۳) تثنیہ مؤنث غائب
۴) تثنیہ مذکر حاضر
۵) جمع مذکر حاضر
۶) واحد مؤنث حاضر
۷) تثنیہ مؤنث حاضر

☆ فعل مضارع کا اعراب جر کی صورت میں نہیں آتا کیونکہ فعل پر کسرہ (جر) اور تنوین کا آنا ممنوع ہے جر اور تنوین اسم کے خواص میں سے ہیں۔

فصل بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم ست لفظی و معنوی لفظی بر سہ قسم است حروف و افعال واسماء و این را در سہ باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالی **باب اول در حروف عاملہ** و در وے دو فصل است فصل اول در حروف عاملہ در اسم و آن پنج قسم ست

فصل: جان تو کہ اعراب کے عوامل دو قسم پر ہیں لفظی اور معنوی لفظی تین قسم پر ہیں۔حروف،افعال اور اسماء انکو ہم تین ابواب میں یاد کریں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ۔باب اول حروف عاملہ کے بیان میں۔ اس میں دو فصلیں ہیں۔فصل اول: ان حروف عاملہ میں جو اسم میں عمل کرتے اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

﴿عوامل کا بیان﴾

''عوامل'' عامل کی جمع ہے،اصطلاح نحو میں عامل سے مراد وہ شی ء ہے جس کی وجہ سے اسم یا فعل کے آخر میں اعراب کی تبدیلی واقع ہوتی ہے عامل کے مابعد کو معمول کہا جاتا ہے۔عوامل کی کل تعداد سو (۱۰۰) ہے جن میں سے اٹھانوے (۹۸) لفظی اور دو (۲) معنوی عامل ہیں عوامل لفظیہ کی پھر تین قسمیں ہیں:

۱) حروف عاملہ ۲) افعال عاملہ ۳) اسماء عاملہ

حروف عاملہ چالیس (۴۰)،افعال عاملہ انتیس (۲۹) جبکہ اسماء عاملہ بھی انتیس (۲۹) ہیں۔

پہلے عوامل لفظی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے عوامل معنوی کو ان کے بعد میں بیان کیا جائیگا۔

نوٹ: عامل معرب اور مبنی دونوں پر داخل ہوتے ہیں معرب کا آخر تبدیل ہو جاتا ہے جبکہ مبنی کا آخر تبدیل نہیں ہوتا البتہ تبدیلی کے محل میں واقع ہونے کی وجہ سے مبنی کے لئے اعراب محلی تسلیم کیا جاتا ہے جیسے اِلَی اللّٰہِ میں الی حرف جار، اللہ اسم معرب مجرور بالکسرۃ الظاہرۃ، اِلَیْہِ میں الی حرف جار ھا اسم مبنی محلا مجرور ہے۔

حروف عاملہ :

حروف عاملہ کے تحت حروف کی ان تمام اقسام کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو اسم یا فعل پر داخل ہوتے ہیں اور ان کے آخر کو تبدیل کر دیتے ہیں۔

تنبیہ: حروف عاملہ کی کل تعداد چالیس ہے ذیل میں ان کا مختصر خاکہ دیا گیا ہے:

حروف جارہ: ۱۷ حروف مشبہ بالفعل: ۶ حروف مشابہ بلیس: ۲ لائے نفی جنس: ۱

حروف ندا: ۵ حروف نواصب: ۴ حروف جوازم: ۵

یہ کل تعداد چالیس ہے آئندہ صفحات پر ان کی تفصیل، تعریفات اور مثالیں دی جارہی ہیں۔

قسم اول حروف جر وآں ہفدہ است بَــا و مِــنْ وَاِلٰــی وَحَتّٰــی وَفِــیْ وَلَام وَرُبَّ
وَوَاوقسـم وتـائـے قسـم وَعَنْ وَعَلٰی و کاف تشبیه وَمُذْ وَمُنْذُ وَحَاشَاوَخَلَا
وَعَدَا ایں حروف دراسم روندو آخرش راجر کنند چوں اَلْمَالُ لِزَیْدٍ

قسم اول حروف جارہ کے بیان میں اور یہ سترہ ہیں۔ باء، من الی حتی، فی، لام، رب واؤ قسم، تائے قسم، عن علی کاف تشبیہ، منذ، مذ، حاشا، خلا، عدا۔ یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اسکے آخر کو جر دیتے ہیں۔ جیسے المال لزید۔

حروف جارہ اور اس کی اقسام:

حروف جارہ اسم کا خاصہ ہیں یعنی فقط اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر دیتے ہیں، حروف جارہ کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ حروف جارہ جو اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں پر داخل ہوتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

☆ مِنْ ...... مِنْ نُوْحٍ ' مِنْکَ ،
☆ عَنْ ...... لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
☆ اِلیٰ ...... اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ، اِلَيْهِ مَرْجِعُکُمْ
☆ عَلیٰ ......وَعَلَى الْفُلْکِ تُحْمَلُوْنَ ، عَلَيْهَا
☆ فِیْ ...... فِی الْاَرْضِ ، وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ
☆ لام ...... لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوَاتِ، لَهٗ مَا فِی السَّمٰوَاتِ
☆ باء ...... آمِنُوْا بِاللّٰهِ، آمِنُوْا بِهٖ

(۲) وہ حروف جارہ جو فقط اسم ظاہر پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو جر دیتے ہیں۔ نیچے دی گئی مثالوں کو دیکھیں:

☆ کاف تشبیه ...... وَرْدَةً کَالدِّهَانِ
☆ حَتّٰی ...... حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ
☆ واؤ ...... وَاللّٰهِ ☆ تاء...... تَاللّٰهِ
☆ رُبَّ ...... رُبَّ رَجُلٍ عَالِمٍ لَقِيْتُ
☆ حَاشَا ...... جَاءَ الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ

☆ خَلَا ...... جَاءَ الْقَوْمُ خَلَا زَیْدٍ

☆ عَدَا ...... جَاءَ الْقَوْمُ عَدَا زَیْدٍ

☆ مُذْ وَمُنْذُ...... مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ، مُنْذُ یَوْمَیْنِ

حروف جارہ کے متعلق میں چند ضروری باتیں:

(۱) حروف جارہ میں سے واؤ، باء اور لام عموماً اسم جلالت کے شروع میں آتے ہیں لیکن یہ حروف اسم جلالت کے ساتھ ساتھ دیگر اسماء پر بھی داخل ہوتے ہیں، جبکہ حرف جار تاء فقط اسم جلالت پر آتا ہے

(۲) حرف جار حتی کبھی فعل مضارع پر بھی داخل ہوتا ہے لیکن اس میں خاص بات یہ ہے کہ حتی اور فعل مضارع کے درمیان اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے فعل مضارع اسم کی تاویل میں ہوتا ہے۔

(۳) حرف جار رُبَّ صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔

(۴) مذ اور منذ فقط زمانے کے لئے آتے ہیں سوائے زمانہ مستقبل کے۔

(۵) بعض حروف جارہ کبھی زائدہ بھی ہوتے ہیں۔ جیسے مِنْ: هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ. باء...... جب لَیْسَ کی خبر فعل کَفٰی کے فاعل یا فعل تعجب کے مفعول پر داخل ہو۔ جیسے: لَیْسَ الْفَقْرُ بِعَیْبٍ، كَفٰی بِاللّٰهِ وَلِیًّا وَّكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا، اَجْمَلْ بِالسَّمَاءِ

فائدہ : من زائدہ سے پہلے کبھی ھل استفہامیہ اور کبھی ما نافیہ ہوتا ہے،

جیسے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ، اور مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ

(۶) حروف جارہ، حاشا خلا اور عدا فقط استثناء کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

(۷) حروف جارہ میں باء من اور عن کے ساتھ کبھی ما متصل ہوتا ہے لیکن حروف جارہ کا عمل باقی رہتا ہے۔ جیسے فَبِمَا نَقْضِهِمْ، مِمَّا خَطِیْئٰتِهِمْ، عَمَّا قَلِیْلٍ

(۸) حروف جارہ کاف اور رب کے ساتھ کبھی ما متصل ہوتا ہے اور ان کے عمل کو باطل کر دیتا ہے

جیسے: رُبَمَا ضَرْبَةٌ بِسَیْفٍ صِقْلٍ ...... كُنْ مُجْتَهِدٌ كَمَا خَلِیْلٌ مُجْتَهِدٌ.

علاوہ ازیں رُب کبھی باء کی تخفیف کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔

بعض اوقات رب کو حذف کر کے اس کی جگہ واؤ کو ذکر کیا جاتا ہے جسے واؤ رب کا نام دیا جاتا ہے، جیسے وَلَیْلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ اَرْخٰی سُدُوْلَهٗ (اصل میں رُبَّ لَیْلٍ الخ ہے)

(۹) کبھی حرف جار کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے:

جیسے: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اصل میں شَهِدَ اللّٰهُ بِاَنَّهٗ ہے۔

دوم حروف مشبہ بفعل وآن شش است اَنَّ وَاَنَّ وَکَاَنَّ وَلٰکِنَّ وَلَیْتَ وَلَعَلَّ ایں حروف رااسمی باید منصوب وخبرے مرفوع چون اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ زَیْدًا رااسم اِنَّ گویند وقائم راخبر اِنَّ. بدانکہ اِنَّ وَاَنَّ حروف تحقیق است وکَاَنَّ حرف تشبیہ ولٰکِنَّ حرف استدراک ولَیْتَ حرف تمنی ولَعَلَّ حرف ترجی

دوسری قسم حروف مشبہ بفعل اور یہ چھ ہیں اِنَّ ،اَنَّ ،کَاَنَّ ، لَیْتَ، لٰکِنَّ اور لَعَلَّ ان حروف کا اسم منصوب اور خبر مرفوع ہوتی ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ زَیْدًا کو اسم اِنَّ کہتے ہیں اور قَائِمٌ کو خبر اِنَّ کہتے ہیں۔ جان تو کہ اِنَّ اور اَنَّ حروف تحقیق ہیں کَاَنَّ حرف تشبیہ ہے لٰکِنَّ حرف استدراک ہے لَیْتَ حرف تمنی اور لَعَلَّ حرف ترجی ہے۔

﴿حروف مشبہ بفعل﴾

حروف مشبہ بفعل تعداد حروف، معنی اور عمل کے لحاظ سے چونکہ فعل کے مشابہ ہوتے ہیں اس لئے ان کو حروف مشبہ بفعل کا نام دیا گیا ہے ان کو عام طور پر کلمات نواسخ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے حکم یعنی معنی واعراب کو منسوخ کردیتے ہیں، حروف مشبہ بفعل چھ حرف ہیں۔ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جملہ اسمیہ کے پہلے جز یعنی مبتدا کو نصب دیتے ہیں جو ان حروف کا اسم کہلاتا ہے اور دوسرے جز کو رفع دیتے ہیں جو ان حروف کی خبر کہلاتا ہے۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ

حروف مشبہ بفعل کی فعل سے مشابہت:

فعل کے ساتھ ان حروف کی مشابہت تین قسم کی ہے:

۱) تعداد حروف اور مبنی علی الفتح ہونے کے اعتبار سے یہ فعل ماضی کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں جیسا کہ واضح ہے

۲) عمل کرنے کے اعتبار سے یہ حروف فعل متعدی کی طرح ہیں جس طرح فعل متعدی بیک وقت فاعل ومفعول کو رفع اور نصب دیتا ہے ایسے ہی یہ حروف مبتدا وخبر کو بیک وقت رفع ونصب دیتے ہیں۔

۳) یہ حروف فعل کے معانی پر مشتمل ہوتے ہیں، اِنَّ، اَنَّ اَکَّدْتُ، لٰکِنَّ اِسْتَدْرَکْتُ، کَاَنَّ تَشَبَّهْتُ، لَیْتَ تَمَنَّیْتُ اور لَعَلَّ تَرَجَّیْتُ کے معنی پر مشتمل ہے

حروف مشبہ بفعل کے معانی:

حروف مشبہ بفعل عمل کرنے کے اعتبار سے متحد ہیں لیکن معانی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) اِنَّ (۲) اَنَّ ...... یہ دونوں حرف مبتدا اور خبر میں پائی جانے والی نسبت کی تاکید اور اس سے شک کو زائل کرنے کے لئے آتے ہیں، اگر مخاطب نسبت کا عالم ہو یا نسبت سے انکار کرے تو یہ نسبت کی تاکید کے لئے آتے ہیں اور اگر مخاطب نسبت کے بارے میں متردد ہو تو اِنَّ اور اَنَّ نفی شک کی تاکید کرتے ہیں۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اِنَّ نسبت کی تاکید اور اَنَّ شک کی نفی کی تاکید کرتا ہے۔

(۳) كَاَنَّ تشبیہ کے لئے آتا ہے جیسے كَاَنَّ زَيْدًا اَسَدٌ

تشبیہ کی تعریف : کسی شے کا دوسری شیء کے ساتھ معنی میں مشارکت پر دلالت کرنا۔ جس کو تشبیہ دی جائے وہ مشبہ اور جس سے تشبیہ دی جائے وہ مشبہ بہ کہلاتا ہے جیسے كَاَنَّ زَيْدًا اَسَدٌ میں زید اسم كَاَنَّ مشبہ جبکہ اَسَدٌ خبر كَاَنَّ اور مشبہ بہ ہیں۔

(۴) لٰكِنَّ استدراک کے لئے آتا ہے جیسے زَيْدٌ شُجَاعٌ لٰكِنَّهٗ بَخِيْلٌ

فائدہ : لٰكِنَّ کبھی تاکید کے لئے بھی آتا ہے جیسے لَوْجَاءَنِيْ زَيْدٌ اَكْرَمْتُهٗ لٰكِنَّهٗ لَمْ يَجِيْءْ

استدراک کی تعریف: کلام سابق سے پائے جانے والے وہم کو دور کرنا۔

فائدہ : لٰكِنَّ نون مشدد کے ساتھ حرف مشبہ بفعل اور نون ساکن کے ساتھ حرف عطف ہے۔

(۵) لَيْتَ تمنی کے لئے آتا ہے جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ

تمنی کی تعریف : کسی شیء کو طلب کرنا اگرچہ اس کا حصول محال ہو۔

(۶) لَعَلَّ ترجی کے لئے آتا ہے۔ جیسے لَعَلَّ عَمْرًوا هَالِكٌ

ترجی کی تعریف : کسی شیء کے حصول کی توقع کرنا ترجی کہلاتا ہے۔

فائدہ (۱): حروف مشبہ کے ساتھ اگر مَا زائدہ متصل ہو تو ان حروف کا عمل باطل ہو جاتا ہے، کیونکہ مَا کی وجہ سے ان حروف کی خاصیت زائل ہو جاتی ہے، البتہ لَيْتَ کے ساتھ مَا زائدہ متصل ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی عمل دینا بھی جائز ہے اور عمل نہ دینا بھی جائز ہے۔

جیسے: اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، وَاِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ، ...... كَاَنَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ، لٰكِنَّ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ ، ......لَعَلَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ ، لَيْتَمَا الْاِمْتِحَانُ سَهْلٌ لَيْتَمَا الْاِمْتِحَانَ سَهْلٌ

فائدہ (۲): بعض مواقع پر انّ اور اَنّ کثرت استعمال کی وجہ سے مشددہ کے بجائے مخففہ استعمال ہوتے ہیں، اس صورت میں کبھی ان کا اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر شان محذوف ہوتی ہے۔ جیسے: اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ، اِنْ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ کُلًّا اِنْ مخففہ کا اسم ہے جو درحقیقت اِنَّ ہے۔۔۔۔۔ عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی اصل میں اَنَّهٗ سَیَکُوْنُ ہے۔۔۔۔۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اصل میں اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

فائدہ (۳): حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو ان حروف پر مقدم کرنا جائز نہیں البتہ حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو ان حروف کے اسم پر دو صورتوں میں مقدم کیا جاسکتا ہے:

(ا) حروف مشبہ بالفعل کی خبر شبہ جملہ اور ان کا اسم نکرہ ہو۔ جیسے: اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا

(ب) حروف مشبہ بالفعل کے اسم میں ایسی ضمیر موجود ہو جو خبر کی طرف راجع ہو۔

جیسے: اِنَّ فِی الدَّارِ صَاحِبَهَا

مذکورہ مثالوں میں مَعَ الْعُسْرِ اور فِی الدَّارِ اِنَّ کی خبر اور اپنے اسم پر مقدم ہیں۔

مقامات اِنَّ:

مندرجہ ذیل مقامات پر اِنَّ (بکسر الہمزہ) استعمال ہوتا ہے:

☆ ابتدائے کلام میں۔ جیسے: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

☆ اَلَا حرف تنبیہ کے بعد۔ جیسے: اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ

☆ حَیْثُ کے بعد۔ جیسے: جَلَسْتُ حَیْثُ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ

☆ قسم کے بعد اور جواب قسم کے شروع میں۔ جیسے: حٰم وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ

☆ قَالَ یَقُوْلُ (اور ان کے مشتقات) کے بعد جیسے قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ

☆ جب خبر پر لام تاکید داخل ہو۔ جیسے: وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ

☆ اسم موصول کے بعد جیسے: جَاءَ الرَّجُلُ الَّذِیْ اِنَّهٗ لَغَائِبٌ

اِنَّ کے اسم اور خبر پر دخول لام کے مواقع:

☆ خبر پر جب وہ اسم کے بعد واقع ہو اور مثبت ہو لیکن فعل ماضی نہ ہو۔

جیسے: اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیْعُ الْحِسَابِ ، وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ، اِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ

☆ اس ضمیر فصل پر جو مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہو۔

جیسے: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ

☆ خبر کے معمول پر جب خبر معمول کے بعد واقع ہو۔ جیسے : اِنَّ زَیْدًا لَعَمْرًوا غَائِبٌ

☆ اِنَّ کے اسم پر جب وہ خبر کے بعد واقع ہو اور خبر ظرف یا جار مجرور ہو۔

جیسے: اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً

☆ اسم پر جب وہ خبر کے معمول کے بعد واقع ہو، جیسے: اِنَّ عِنْدَكَ لَزَیْدٌ مُقِیْمٌ

☆ جب اسم جار مجرور کے بعد لیکن خبر سے پہلے ہو۔ جیسے اِنَّ فِیْ الدَّارِ لَزَیْدٌ جَالِسٌ

مقامات اَنَّ:

مندرجہ ذیل جگہوں پر اَنَّ (بفتح الھمزۃ) استعمال ہوتا ہے:

☆ فاعل کی جگہ۔ جیسے : اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ

☆ اذا فجائیہ کے بعد۔ جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ

☆ نائب فاعل کی جگہ۔ جیسے: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

☆ مفعول بہ کی جگہ جیسے: وَلَاتَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰهِ

☆ مبتدا کی جگہ۔ جیسے: وَمِنْ آیَاتِهٖ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً

☆ مجرور کی جگہ جیسے: ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

☆ عَلِمَ ، شَهِدَ اور ان کے مشتقات کے بعد۔

جیسے: عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ تَخْتَانُوْنَ ، شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

فائدہ : لام تاکید اَنَّ اور دیگر حروف مشبہ بفعل کے بعد نہیں آتا۔

اِنَّ اور اَنَّ میں فرق:

اِنَّ جملہ کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا جبکہ اَنَّ اپنے اسم اور خبر کو مفرد کی تاویل میں کر دیتا ہے اور کبھی فاعل کبھی مفعول بہ کبھی مجرور اور کبھی مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے: اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا ،اَنَّا اَنْزَلْنَا فاعل ہے، وَمِنْ آیَاتِهٖ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً ،اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً مبتدا ہے، وَلَاتَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰهِ،اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰهِ مفعول بہ ہے،ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ،اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ مجرور ہے۔

اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ: اِنَّ: حرف مشبہ بفعل مبنی علی الفتح، زَیْدًا: اسم اِنَّ منصوب بالفتحۃ الظاہرۃ
قَائِمٌ: اسم فاعل+فاعل=خبر اِنَّ: اِنَّ اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ

سوم مَاوَلَا الْمُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ وآن عمل لَيْسَ می کنند چنانکہ گوئی مَازَيْدٌ قَائِماً زيدٌ اسم ماست وقائما خبراو

تیسری قسم ماولا المشبہتان بلیس اوروہ لیس والا عمل کرتے ہیں جیسے تو کہے کہ مازیدقائما،زید ما کا اسم ہےاور قائما اس کی خبر۔

﴿مَا وَلَا مشابه بِلَيْسَ﴾

کلام عرب میں مــــا اور لا مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کو مختلف نام دیئے گئے ہیں موضوع بحث مـــا اور لا کو ماولا مشابہ بلیس کا نام دیا جاتا ہے تا کہ آسانی اور سہولت کے ساتھ ان کو دوسروں سے ممتاز کیا جاسکے نیز یہ دونوں معنی وعمل کے اعتبار سے لیـــس کی مانند ہیں اس لئے ان کو مشابہ بلیس کہا جاتا ہے مذکورہ ما اور لا جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور جملہ مثبتہ کو جملہ منفیہ میں تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ جملہ کے پہلے جز یعنی مبتدا کو رفع جبکہ دوسرے جز یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں جملہ اسمیہ کا پہلا جز یعنی مرفوع ان کا اسم اور دوسرا جز یعنی منصوب ان کی خبر کہلاتا ہے۔ جیسے مَازَيْدٌ قَائِمًا اور لَا رَجُلٌ حَاضِرًا

<u>ما کے عمل کرنے کی شرائط:</u>

ما کے لیس جیسا عمل کرنے کی چند شرائط ہیں بصورت دیگر ما کا عمل باطل ہوجائے گا:

(۱) ما کے ساتھ ان زائدہ متصل نہ ہو اگر ما کے ساتھ ان زائدہ متصل ہوا تو اس کا عمل باطل ہوجائیگا۔ جیسے: مَا اِنْ زَيْدٌقَائِمٌ

(۲) مـــا کی خبر سے پہلے الا نہ ہو اگر مـــا کی خبر سے پہلے الا ہوا تو مـــا کا عمل باطل ہوجائیگا۔ جیسے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

(۳) ما کی خبر اس کے اسم پر مقدم نہ ہو اگر ما کی خبر اس کے اسم پر مقدم ہوئی تو اس کا عمل باطل ہوجائیگا۔ جیسے: مَاقَائِمٌ زَيْدٌ

(۴) خبر کا معمول اس کے اسم پر مقدم نہ ہو اگر خبر ما کا معمول اس کے اسم پر مقدم ہوا تو اس کا عمل باطل ہوجائیگا۔ جیسے: مَاطَعَامُکَ زَيْدٌ آكِلٌ

فائدہ: خبر ما کا معمول اس کے اسم پر مقدم ہو اور ظرف یا جار مجرور ہو تو ما کا عمل باطل نہیں ہوگا۔ جیسے مَا عِنْدَكَ زَيْدٌ جَالِسًا اور مَا فِي الدَّارِ زَيْدٌ جَالِسًا

ما کی اقسام:

مَا کی دو قسمیں ہیں: (۱) مَا اسمی (۲) مَا حرفی

مَا اسمی کی اقسام:

☆ اسم موصول جیسے: قَرَأْتُ مَا اكْتَسَبْتُ مِنْ قِصَصٍ

☆ اسم استفہام جیسے مَا هٰذَا

☆ اسم شرط جیسے مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ

☆ مَا تعجبیہ جیسے مَا أَجْمَلَ زَيْدًا

ما حرفی کی اقسام ☆ حرف نفی جو فعل پر داخل ہوتا ہے

جیسے مَا ضَرَبَ اور مَا يَضْرِبُ

☆ حرف نفی مشابہ بلیس جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا

☆ مَا زائدہ جو اِنَّ ، رُبَّ ، قَلَّ کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور ان کو عمل سے روکتا ہے۔ جیسے: اِنَّمَا الْعَدْلُ اَسَاسُ الْحِكَمِ ، قَلَّمَا يَتَمَكَّنُ الْمُهْمَلُ مِنَ الْوُصُوْلِ اِلٰى غَايَتِهٖ، رُبَّمَا صَدِيْقٌ اَنْفَعُ مِنْ شَقِيْقٍ

☆ مَا زائدہ جو اپنے سے متصل کو عمل سے نہیں روکتا۔

جیسے عَمَّا قَلِيْلٍ ...... فَبِمَا نَقْضِهِمْ ...... مِمَّا خَطِيْئَاتِهِمْ

نوٹ: بعض نحاۃ مثلاً علامہ ابن السید اور علامہ ابن العصفور نے مَا کی تیس سے زائد اقسام بیان کی ہیں۔

لا کے عمل کرنے کی شرائط:

لا کے عمل کرنے کی وہی شرائط ہیں جو ما کے عمل کرنے کی شرائط ہیں، سوائے پہلی شرط کے کیونکہ لا کے ساتھ ان زائدہ متصل نہیں ہوتا البتہ لا کے لئے ایک اور چیز بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ لا کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں گے جیسے: لَا رَجُلٌ حَاضِرًا ، لَا مُؤْمِنٌ نَدِمًا ، لَا شَارِعٌ مُزْدَحِمًا

لا کی اقسام:

لا کی درج ذیل اقسام معروف ہیں:

(۱) لا نافیہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے لفظا کوئی عمل نہیں کرتا۔

جیسے: لَا یَضْرِبُ

(۲) لا نہی فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کے آخر کو جزم دیتا ہے۔

جیسے: لَا یَضْرِبْ

(۳) لا عاطفہ معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان آتا ہے معطوف سے حکم کی نفی کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: زید ضارب لَا قاتل

(۴) لا مشابہ بلیس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔

جیسے: لَا رَجُلٌ غَائِبًا

(۵) لا نفی جنس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے

جیسے: لَا رَجُلَ غَائِبٌ

(۶) لا زائدہ جب دو معرفہ پر داخل ہو یا جار اور مجرور کے درمیان واقع ہو۔

جیسے: لَا زیدٌ وَلَا عمرٌو اور بِلَا خوف

فائدہ: مَا اور لَا کے علاوہ بھی بعض حروف ہیں جن کو علماء نحاۃ نے مشابہ بلیس کہا ہے اور یہ دو حروف ہیں:

(۱) اِنْ نافیہ جیسے اِنْ زَیْدٌ قَائِمًا

(۲) لَاتَ جیسے لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ

لَات: لا حرف نفی اور ت برائے تانیث سے مرکب ہے اس کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے...... ایک یہ کہ لات کا اسم یا خبر محذوف ہو عموما اس کا اسم محذوف ہوتا ہے...... اور دوسرا یہ کہ لات کے معمول کا تعلق ایسے کلمات سے ہو جو زمانے پر دلالت کرنے والے ہوں جیسے لفظ حیـــن اور اس کے مترادف یعنی لفظ ساعۃ اور آوان...... جیسے: لَاتَ سَاعَةَ نَدَمٍ اسم لات حذف ہے اصل عبارت ہے لَاتَ السَّاعَةُ سَاعَةَ نَدَمٍ ایسے ہی لَاتَ الْحِیْنُ حِیْنَ مَنَاصٍ ہے۔

چہارم لای نفس جنس اسم این لا اکثر مضاف باشد منصوب وخبرش مرفوع چون لَاغُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِي الدَّارِ واگرنکرہ مفرد باشدمبنی باشد برفتحہ چون لَارَجُلَ فِي الدَّارِ واگر بعداومعرفہ باشدتکرارلابامعرفہ دیگرلازم باشدولا ملغی باشد یعنی عمل نکند وآن معرفہ مرفوع باشد بابتدا چون لَازَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَاعَمْرٌو . واگر بعدآن لانکرہ مفرد باشدمکرر بانکرہ دیگر درو پنج وجہ رواست چون لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ، لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللهِ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللهِ ،لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةً اِلَّا بِاللهِ

چوتھی قسم لائے نفی جنس ہے اس کا اسم اکثر مضاف منصوب ہوتا ہے اور اسکی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے لاغلام رجل ظریف فی الدار اور اگر نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتحہ ہوتا ہے جیسے لارجل فی الدار اور اگر اسکے بعد معرفہ ہو تو لام کا تکرار دوسرے معرفہ کے ساتھ لازم ہے اور لاملغی ہوگا یعنی عمل نہیں کرے گا اور اس جگہ معرفہ مرفوع ہوتا ہے ابتداء کی وجہ سے جیسے لازید عندی ولاعمرو اور اگر اس لا کے بعد نکرہ مفرد ہو تو لا کا دوسرے نکرہ کے ساتھ تکرار ہوگا۔ اور اسمیں پانچ وجہیں جائز ہیں جیسے:...... امثلہ متن میں مذکور ہیں

﴿لائے نفی جنس﴾

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ لا کی مختلف قسمیں ہیں موضوع بحث "لا" کو لائے نفی جنس کا نام دیا گیا ہے لائے نفی جنس سے مراد وہ لا ہے جو خبر سے جنس اسم کے تمام افراد کی نفی کرتا ہے، لائے نفی جنس کلمات نواسخ میں سے ہے جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور ان کی طرح مبتدا کو نصب (بغیر تنوین) جب کہ خبر کو رفع دیتا ہے مبتدا کو اسم لائے نفی جنس اور خبر کو خبر لائے نفی جنس کہا جاتا ہے۔ جیسے لَارَجُلَ غَائِبٌ

لائے نفی جنس کے عمل کرنے کی شرائط:

لائے نفی جنس کے مذکورہ عمل کرنے کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

(۱) لائے نفی جنس کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں۔

(۲) لائے نفی جنس کا اسم اس کے ساتھ متصل ہو۔

(۳) لائے نفی جنس کی خبر پر حرف جر نہ ہو۔

(۴) لا تمام جنس کی نفی کرے۔ جیسے لَارَجُلَ فِی الدَّارِ کا معنی یہ ہوگا کہ جنس رجل کا کوئی فرد گھر میں موجود نہیں ہے۔

نوٹ: اگر مذکورہ شرائط مفقود ہوں تو یہ لائے نفی جنس نہیں ہوگا یا تو یہ لیس کے مشابہ ہوگا یا ملغی ہوگا۔

اسم لائے نفی جنس کے احوال:

(۱) لائے نفی جنس کا اسم منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ مضاف ہو۔

جیسے: لَاغُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ اور لَافَاعِلَ خَیْرٍ مَکْرُوْہٌ

(۲) لائے نفی جنس کا اسم منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ مشابہ مضاف ہو۔

جیسے: لَاطَالِعًا جَبَلًا حَاضِرٌ

(۳) لائے نفی جنس کا اسم اس علامت پر مبنی ہوگا جس کے ساتھ اسے عام طور پر نصب دیا جاتا ہے جب وہ نکرہ مفردہ ہو، اگر چہ حقیقت میں وہ معرب ہو۔ جیسے: لَارَجُلَ فِی الدَّارِ، لَارِجَالَ فِی الْحَدِیْقَةِ، لَامُؤْمِنَیْنِ فِی الْمَدْرَسَةِ اور لَامُؤْمِنَاتِ فِی الْمَدْرَسَةِ

تنبیہ: اسم لا اگر جمع مونث سالم ہو تو اسے مبنی علی الکسر اور مبنی علی الفتح دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ جیسے: لَامُؤْمِنَاتِ فِی الدَّارِ۔ لَامُؤْمِنَاتَ فِی الدَّارِ

(۴): لائے نفی جنس کا اسم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا جب وہ معرفہ ہو کیونکہ اس صورت میں لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور وہ ملغیٰ کہلاتا ہے جیسے لَازَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَاعَمْرٌو

فائدہ (۱): لائے نفی جنس کا اسم اگر معرفہ ہو تو اس کے بعد کلام میں ایک اور لا اور اسم معرفہ کو لانا واجب ہے۔

فائدہ (۲): لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اسی طرح اگر لائے نفی جنس اور اس کے اسم کے درمیان کوئی فاصل آجائے تو اس صورت میں بھی لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے لَافِی الدَّارِ رَجُلٌ وَلَاامْرَأَةٌ

فائدہ (۳): بعض اوقات لائے نفی جنس کی خبر محذوف ہوتی ہے۔ جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خبر محذوف ہے اصل عبارت ہے لَا اِلٰهَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا اللّٰهُ، اَلْعِلْمُ وَلَاشَکَّ اَسَاسُ

النَّهضَة (علم بلاشبہ کامیابی کی ضمانت ہے) اصل عبارت یوں ہے: اَلْعِلْمُ وَلَاشَکَّ فِی ذٰلِکَ اَسَاسُ النَّهضَةِ...... (العلم اساس النهضة مبتدا اور خبر ہیں، جبکہ شک اسم لائے نفی جنس اور فِیْ ذٰلِکَ لائے نفی جنس کی خبر ہے اور لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ معترضہ ہوگا)

فائدہ (۴): مشابہ مضاف سے مراد وہ اسم ہے جس کے ساتھ کوئی اور کلمہ ملا کر اس کے معنی کو پورا کیا گیا ہو، جیسے مضاف کا معنی مکمل کرنے کے لئے مضاف الیہ ذکر کیا جاتا ہے۔ نیز مفرد سے مراد یہاں یہ ہے کہ اسم مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو ورنہ اگر لائے نفی جنس کا اسم تثنیہ یا جمع مکسر یا جمع مؤنث سالم یا جمع مذکر سالم ہو تو اس کا حکم نکرہ مفرد جیسا ہوگا۔ جیسے لَارِجَالَ حَاضِرُوْنَ، رجال مبنی الفتح (بغیر تنوین کے) لَاضِدَّيْنِ مُجْتَمِعَانِ، ضدين مبنی علی الیاء لَامُسْلِمَاتِ فِی الدَّارِ مسلمات مبنی علی الکسر ۔لاقائمین فی السوق. قائمین مبنی علی الیاء

فائدہ (۵): لائے نفی جنس کا اسم اگر مفرد موصوف ہو تو اس کی صفت میں تین صورتیں ہوں گی: (ا) مبنی علی الفتح (ب) منصوب (۳) مرفوع

جیسے: لَارَجُلَ ظَرِيْفَ عِنْدَنَا، لَارَجُلَ ظَرِيْفًا عِنْدَنَا، لَارَجُلَ ظَرِيْفٌ عِنْدَنَا

ایک اہم بات: کلام عرب میں ایک لفظ عموماً لاسیما استعمال ہوتا ہے یہ لا بھی نفی جنس کا ہوتا ہے، جبکہ سِیَّ لائے نفی جنس کا اسم ہوتا ہے اور ما کی تین صورتیں ہیں:

(ا) ما زائدہ اس صورت میں سی مضاف اور ما کے بعد والا اسم مضاف الیہ ہوگا

(۲) ما موصولہ جو کہ مضاف الیہ ہوگا اور بعد والا اسم مبتدا محذوف کی خبر ہوگی۔

(۳) ما اسم ممیز اور بعد والا اسم تمیز ہوگی۔

مثال: أَعْجَبَنِيْ الْقَوْمُ وَلَاسِيَّمَا أَمِيْرٍ أَوْأَمِيْرٌ أَوْأَمِيْرًا فِيْ مُقَدِّمَتِهِمْ

فائدہ: لَاسِيَّمَا کے بعد والے اسم پر مذکورہ تین اعراب اس کے نکرہ ہونے کی صورت میں آتے ہیں اگر وہ معرفہ ہو تو اس پر فقط رفع اور جر کا آنا جائز ہے جبکہ اس پر نصب نہیں آسکتا کیونکہ تمیز معرفہ نہیں ہوتی۔

فائدہ: لَاسِيَّمَا اپنے مابعد کی ماقبل پر ترجیح کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔

ایک اہم ضابطہ:

لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو اور اس کے بعد لا اور نکرہ کا تکرار ہو تو مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں

(۱) دونوں اسموں پر نصب بغیر تنوین کے ہوتا ہے۔ جیسے: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(۲) دونوں اسموں پر رفع ہوتا ہے۔ جیسے: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ

(۳) پہلے اسم پر نصب بغیر تنوین کے اور دوسرے پر رفع ہوتا ہے۔

جیسے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ

(۴) پہلے اسم پر رفع اور دوسرے پر نصب بغیر تنوین کے ہوتا ہے۔

جیسے لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(۵) پہلے پر نصب بغیر تنوین کے اور دوسرے پر نصب تنوین کے ساتھ ہوتا ہے۔

جیسے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ

فائدہ: مذکورہ بالا پانچ اقسام سمجھنے کے لئے درج ذیل باتوں پر توجہ فرمائیں:

۱) جب لَا کے ساتھ متصل اسم پر فتح ہو۔ جیسے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
تو لائے نفی جنس عامل ہوگا اور اس کا اسم مبنی علی الفتح ہوگا۔

۲) جب لَا سے متصل اسم پر رفع ہو۔ جیسے لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ
تو لَا ملغی ہوگا یعنی کوئی عمل نہیں کرے گا
اور اس کے بعد والا اسم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

۳) جب پہلے لَا کے ساتھ متصل اسم پر فتح اور دوسرے کے ساتھ متصل اسم پر نصب (فتح تنوین کے ساتھ) ہو۔ جیسے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ تو اس صورت میں پہلا لَا نفی جنس کا ہوگا اور اسم مبنی علی الفتح ہوگا جبکہ دوسرا لَا زائدہ ہوگا اور اس کے بعد والا اسم ماقبل اسم لَا کے محل پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب سمجھا جائیگا۔

تکرار لا کے دیگر مواقع:

مذکورہ بالا صورت میں بھی کلام میں کئی اور مواقع ایسے ہیں جہاں لا تکرار کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور وہ مقامات یہ ہیں:

۱) لا فعل ماضی پر داخل ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔

جیسے: فَلاَ صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی

۲) لا جملہ اسمیہ کے آغاز میں ہو اور جملہ اسمیہ کی ابتداء اسم معرفہ سے ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ

۳) لا جملہ اسمیہ کے آغاز میں ہو اور جملہ اسمیہ کی ابتداء اسم نکرہ سے ہو اور لا اس میں عامل نہ ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لَافِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ

۴) لا خبر مطلق پر داخل ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔

جیسے: زَيْدٌ لَا شَاعِرٌ وَلَا كَاتِبٌ

۵) لا نعت پر داخل ہو تو لا تکرار کے ساتھ ہوگا۔

جیسے: مِنْ شَجَرَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ

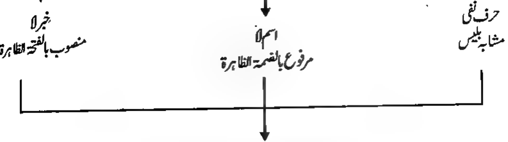
۶) لا حال مترادفین پر داخل ہو تو تکرار کے ساتھ ہوگا۔

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ لَا ضَاحِكًا وَلَا بَاكِيًا

فائدہ : مذکورہ تمام مواقع پر دوسرا لا زائدہ ہے۔

لَا رَجُلَ غَائِبٌ لا: نفی جنس، رجل: اسم لا مبنی علی الفتح۔ غائب (اسم فاعل+فاعل) خبر لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

لَا رَجُلٌ حَاضِرًا



جملہ اسمیہ خبریہ

نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ

فعل جامد
مبنی علی الفتح

ھو ضمیر مستتر
ممیز مرفوع محلا

تمییز
منصوب بالفتحۃ الظاہرۃ

مبتدا موخر
مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ

فاعل

خبر مقدم

جملہ اسمیہ خبریہ

پنجم حرف نداو آں پنج ست یا وایا وھیا وأی وہمزہ مفتوحہ وایں حروف منادیٰ مضاف را نصب کنند چون یَا عَبْدَ اللّٰہِ ومشابہ مضاف راچون یَا طَا لِعًا جَبَلًا ونکرہ غیر معین راچنانکہ اعمیٰ گوید یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ ومنادی مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چون یَا زَیْدُ وَیَا زَیْدَانِ وَیَامُسْلِمُوْنَ وَیَامُوْسٰی وَیَاقَاضِیْ بدانکہ أی وہمزہ برائے نزدیک ست وایا وھیا برائے دور ویا عام ست

پانچویں قسم حروف نداء اور یہ پانچ ہیں ۔یا،ایا،ھیا،اے اور ہمزہ مفتوحہ اور یہ حروف منادی مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ اور مشابہ مضاف کو بھی جیسے یَا طَا لِعًا جَبَلًا اور نکرہ غیر معینہ کو بھی جیسے اندھا کہے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ اور منادی مفرد معرفہ مبنی برعلامت رفع ہوتا ہے۔جیسے یَا زَیْدُ وَیَازَیْدَانِ وَیَامُسْلِمُوْنَ وَیَامُوْسٰی وَیَاقَاضِیْ ۔جان تو کہ أیْ اور ہمزہ نزدیک کے لئے ہیں۔ ایا اور ھیا دور کے لیے اور یاء عام ہے (یعنی دور و نزدیک دونوں کے لئے استعمال ہوتی ہے)

﴿حروف ندا اور منادی﴾

اسم میں عمل کرنے والے حروف عاملہ کی پانچویں قسم حروف ندا ہے یہ پانچ حرف ہیں جو اپنے مابعد اسم میں عمل کرتے ہیں، اکثر علماء نحو کے نزدیک حرف ندا فعل مضارع صیغہ واحد متکلم أَدْعُوْا، أُنَادِیْ یا أَطْلُبُ کے قائم مقام ہوتا ہے اور وہی فعل بعد والے اسم میں عامل ہوتا ہے۔یعنی مفعول ہونے کی وجہ سے وہ فعل اسے نصب دیتا ہے۔جیسے: یَاسَعْدُ اصل میں أَدْعُوْ سَعْدًا ہے۔

ندا کی تعریف: مخاطب کو اس شیء کے سننے کی تنبیہ کرنا جس کا ارادہ متکلم کرے۔

حرف ندا کی اقسام:

حرف ندا کل پانچ ہیں حرف ندا کے طور پر ان میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ان تمام سے کسی کو ندا دینا مقصود ہوتا ہے البتہ منادی کے دور و نزدیک ہونے کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں:

۱) أَیْ اور ہمزہ: ان کا استعمال تب ہوگا، جب منادی قریب ہو۔

جیسے: أَزَیْد ، أَیْ زَیْدُ

۲) أَیَا اور ھَیَا: ان کا استعمال اس وقت ہوگا جب منادیٰ دور ہو۔

جیسے: أَیَا زَیْدُ، ھَیَا زَیْدُ

---

۳) یَا: اس کا استعمال عام ہے منادی قریب ہو یا دور ہر حال میں اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسے: یَا زَیْدُ، یَا اَللّٰہُ، یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

منادی کی تعریف: وہ اسم ظاہر جس کی توجہ حرف ندا کے ذریعے طلب کی جائے جیسے یَازَیْدُ یا حرف ندا جبکہ زید منادیٰ ہے۔

منادیٰ کی اقسام:

منادیٰ کی دو قسمیں ہیں: (۱) منصوب (۲) مبنی علی علامۃ الرفع

منادیٰ منصوب کی تین صورتیں ہیں:

☆ منادیٰ مضاف۔ جیسے: یَا عَبْدَ اللّٰہِ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

☆ منادیٰ مشابہ مضاف۔

جیسے: یَا طَالِعًا جَبَلًا، یَا رَحِیْمًا بِالْعِبَادِ،

☆ منادیٰ نکرہ غیر معین (غیر مقصودہ)۔ جیسے: یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ

فائدہ: منادیٰ اگر موصوف ہو تو وہ بھی منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: یَا صَدِیْقًا مُخْلِصًا

منادیٰ مبنی کی دو صورتیں ہیں:

☆ منادیٰ مفرد معرفہ جیسے: یَازَیْدُ، یَازَیْدَانِ، یَا مُسْلِمُوْنَ، یَا قَاضِیْ، یَا مُوْسٰی

☆ منادیٰ نکرہ معین ہو۔ جیسے: یَارَجُلُ، یَا رَجُلَانِ، یَا رِجَالُ

فائدہ ۱: منادیٰ اگر مرکب منع صرف ہو تو وہ مبنی علی الضم اور اگر منادیٰ مرکب صوتی ہو تو وہ مبنی علی الکسر ہوتا ہے۔ جیسے: یَا مَعْدِیْ کَرِبُ اور یَا سِیْبَوَیْهِ

فائدہ ۲: منادیٰ مفرد سے مراد وہ منادیٰ ہے جو مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو اگرچہ صیغہ کے اعتبار سے وہ واحد ہو تثنیہ ہو یا جمع ہو جیسا کہ منادیٰ مفرد معرفہ کی مثالوں سے واضح ہو رہا ہے۔

فائدہ ۳: مشابہ مضاف سے مراد ایسا کلمہ ہے جس کا معنی کسی دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ جیسے: یَاطَالِعًا جَبَلًا، طَالِعًا مشابہ مضاف ہے۔

فائدہ ۴: منادیٰ کی تقسیم اگر درج ذیل طریقے سے کی جائے تب بھی مناسب ہے کہ اس کی پانچ قسمیں:

۱) منادیٰ مفرد۔ جیسے: یَاسَعْدُ

۲) منادیٰ نکرہ معینہ جیسے: یَارَجُلُ

۳) منادیٰ نکرہ غیر معینہ جیسے: یَارَجُلًا

۴) منادی مضاف۔ جیسے: یَاعَبْدَاللّٰہِ
۵) منادی مشابہ مضاف۔جیسے: یَاحَسَنًا خُلُقَہٗ

تنبیہ ۱:) مبنی علی علامت رفع سے مرادیہ ہے کہ منادی حرف ندا کے داخل ہونے سے پہلے جس علامت (حرکت یا حرف) کے ساتھ مرفوع تھا، حرف ندا کے دخول کے بعد وہ اسی علامت کے ساتھ مبنی تسلیم کیا جائے گا، مثال کے طور پر یَاخَالِدُ، یَارَجُلُ میں خالد اور رجل حرف ندا کے داخل ہونے سے پہلے ضمہ کے ساتھ مرفوع تھے جبکہ یَارَجُلَانِ اور یَامُسْلِمُوْنَ میں رجلان الف اور مسلمون واؤ کے ساتھ مرفوع تھا، حرحرف ندا کے داخل ہونے کے بعد خالد، رجل مبنی علی الضم، رجلان میں مبنی علی الالف اور مسلمون مبنی علی الواو تسلیم کیے جائینگے۔ یادرہے کہ یہ تمام اسماء درحقیقت معرب ہیں حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد یہ مبنی ہوجاتے ہیں نیز جمع مکسر اور جمع مونث سالم بھی مبنی علی الضم پڑھے جائینگے۔ جیسے: یارِجالُ اور یامومناتُ

۲) منادی حرف ندا کے دخول سے پہلے ہی اگر مبنی ہو تو اس صورت میں اس پر ضمہ کو مقدر تسلیم کیا جائیگا اور اس کی حرکت بنائیہ کو باقی رکھا جائے گا۔جیسے یَاھٰذَا، یَاسِیْبَوَیْہِ

نکرہ معین اور نکرہ غیر معین یعنی نکرہ مقصودہ وغیر مقصودہ میں فرق:

اس فرق کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک شخص مدد کے لئے ندا کرتا ہے اور اس کے سامنے کوئی دوسرا شخص موجود ہے جس کو یہ مدد کے لئے پکار رہا ہے تو یہ نکرہ مقصودہ ہے جیسے یَا رَجُلُ اَنْقِذْنِیْ ...... اور اگر کوئی شخص سامنے موجود نہیں ہے بلکہ اس کا مخاطب کوئی بھی شخص ہے جو اس کی مدد کرے تو یہ نکرہ غیر مقصودہ کہلاتا ہے۔جیسے یَارَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ

فائدہ : اگر منادیٰ معرفہ بالف ولام ہو تو منادی مذکر سے پہلے اَیُّھَا اور منادی مونث سے پہلے اَیَّتُھَا یا منادی سے پہلے اس کے مناسب اسم اشارہ لایا جاتا ہے۔ جیسے: یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا، یَااَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ، یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ، یَا ھٰذِہِ السَّیَّارَۃُ یادرہے کہ اسم جلالت مذکورہ بالا حکم سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے یَا اَللّٰہُ

حرف ندا کا حذف:

بعض اوقات حرف ندا کو جوازاً حذف کردیا جاتا ہے۔جیسے : یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا، اَیُّھَا النَّاسُ اور رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ تینوں مثالوں میں یا حرف ندا محذوف ہے۔
بعض اوقات اسم جلالت سے پہلے حرف ندا کو حذف کرکے اس کے عوض اسم جلالت کے آخر میں میم مشدد لایا جاتا ہے۔جیسے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ۔اَللّٰھُمَّ اصل

یا اللّٰہ تھا تبدیلی کی وجہ سے اللّٰھم پڑھا جاتا ہے۔

منادی اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو مندرجہ ذیل تین صورتیں جائز ہیں:

(ا) حرف ندا اور یائے متکلم دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

(ب) فقط یائے متکلم کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: یَا عِبَادِ

(ج) حرف ندا اور یائے متکلم دونوں باقی رکھے جاتے ہیں۔

جیسے: یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا

منادیٰ مضاف سے متصل یائے متکلم کی صورتیں:

منادی یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو یائے متکلم کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

یاء ساکنہ کو باقی رکھا جاتا ہے۔ جیسے: یَا عِبَادِیْ

۲) یائے متکلم کو فتح دیا جاتا ہے۔ جیسے: یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا

۳) یائے متکلم کو حذف کر کے ماقبل کسرہ کو باقی رکھا جاتا ہے۔ جیسے: یَا عِبَادِ

۴) یائے متکلم کو الف سے اور ماقبل کے کسرہ کو فتح سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: یَاحَسْرَتَا (یا حسرتی)

۵) تبدیل شدہ الف کو حذف کر کے ماقبل فتح کو باقی رکھا جاتا ہے۔

جیسے: یا غلامَ (یا غلاما، یا غلامیْ)

۶) تبدیل شدہ الف کو حذف کر کے ماقبل فتحہ کو ضمہ سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: یاغلامُ

نوٹ: مذکورہ چھ صورتوں میں سے پہلی چار صحیح ہیں پانچویں کو ضعیف جبکہ چھٹی صورت کو اضعف کہا گیا ہے۔

منادی ام یا اب مضاف الی یاء متکلم کا ضابطہ:

منادی اُم یا اَب اگر یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں تو مذکورہ چھ صورتوں کے علاوہ اور صورتیں بھی جائز ہیں، ابتدائی چھ صورتوں کی مثالیں اور بقیہ صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہیں:

۱) یَا اُمِّیْ ۲) یَا اُمِّیَ ۳) یَا اُمِّ

۴) یَا اُمَّا ۵) یَا اُمَّ ۶) یَا اُمُّ

۷) یاء متکلم کو تاء مکسورہ سے تبدیل کر دیا جاتا ہے، جیسے: یَا اَبَتِ یَا اُمَّتِ

۸) یاء متکلم کو تاء مفتوحہ سے تبدیل کر جاتا ہے۔ جیسے یَا اَبَتَ یَا اُمَّتَ
۹) تاء کے بعد الف کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے یَااَبَتَا یَا اُمَّتَا
۱۰) تاء اور یاء کو جمع کر دیا جاتا ہے۔ جیسے یَا اَبَتِیْ یَااُمَّتِیْ

فائدہ: علماء نحاۃ میں سے بعض نے تا اور یا کے جمع کرنے کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس صورت کو اضعف کہا گیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں عوض اور معوض جمع ہو جاتے ہیں۔

چند اہم باتیں: بعض اوقات منادی کا آخر حذف کر دیا جاتا ہے اور اس کو ترخیم منادی کہا جاتا ہے۔ جیسے: یَافَاطِمُ اصل میں یَافَاطِمَةُ ہے یَاجَعْفُ اصل میں یَا جَعْفَرُ ہے۔ یَاعُثِمْ اصل میں یَاعُثْمَانُ ہے

☆ کبھی یا حرف ندا کو ندا سے خالی کر کے فقط تنبیہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے
جیسے: یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا
لیکن بعض کے نزدیک ایسی جگہ درحقیقت منادی محذوف ہوتا ہے۔
لہذا یَالَیْتَنِیْ بواصل یَاقَوْمِ لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا ہے۔

☆ منادی میں اصل تو یہ ہے کہ وہ علم ہو لیکن کبھی وہ نکرہ مقصودہ یا غیر مقصودہ بھی ہوتا ہے۔
جیسا کہ سابقہ مثالوں میں گذر چکا ہے۔

☆ اگر منادی علم کے بعد کلمہ ابن مضاف ہو تو منادی پر نصب اور ضمہ دونوں پڑھنا جائز ہے۔
جیسے: یَاحُسَیْنَ بْنُ عَلِیٍّ اور یَاحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ

☆ یاء متکلم کا تا سے تبدیل ہونا ندا کے باب میں ہی جائز ہے دیگر جگہوں پر ایسا کرنا درست نہیں ہے

☆ ندا کے باب میں استغاثہ اور ندبہ کی اصطلاح کا ذکر بھی آتا ہے ان دونوں کی تفصیل درج ذیل ہے

استغاثہ: استغاثہ کا معنی ہے مدد طلب کرنا جب کہ اصطلاح نحو میں استغاثہ سے مراد مشکل اور مشقت کے وقت ایک شخص کا دوسرے کو مدد کے لئے پکارنا۔
جیسے: یَالَلّٰهِ لِلْمُسْلِمِیْنَ

استغاثہ سے متعلق چند اہم باتیں:

۱) استغاثہ کے لئے حروف ندا میں سے فقط یـــا کو استعمال کیا جاتا ہے دیگر حروف سے استغاثہ نہیں ہوتا۔

۲) استغاثہ میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں:

☆ یا حرف استغاثہ

☆ مستغاث بہ جس سے استغاثہ کیا جاتا ہے۔

☆ مستغاث لہ جس کے لئے استغاثہ کیا جاتا ہے۔

☆ لام استغاثہ مفتوحہ جو مستغاث بہ پر داخل ہوتا ہے۔

☆ لام مکسورہ جو مستغاث لہ پر داخل ہوتا ہے۔

جیسے: يَا لَلّٰهِ لِلْمُسْلِمِيْنَ (اے اللہ مسلمانوں کی مدد فرما)۔

۳) لام استغاثہ کو بعض اوقات کلام سے حذف بھی کر دیا جاتا اس صورت میں کبھی مستغاث بہ کے آخر میں اس کے عوض الف بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی نہیں بڑھایا جاتا۔

جیسے: يَا مُحَمَّدَا لِلْمَظْلُوْمِ ، يَا مُحَمَّدُ لِلْمَظْلُوْمِ

(اے محمد ﷺ مظلوم کی مدد کیجئے)

۴) مستغاث بہ اور مستغاث لہ پر داخل ہونے والے دونوں لام جارہ ہوتے ہیں مستغاث بہ اور مستغاث لہ میں فرق کرنے کے لئے ایک لام کو فتحہ اور دوسرے کو کسرہ دیا جاتا ہے۔ نیز مستغاث بہ لام کی وجہ سے لفظاً مجرور ہوتا ہے لیکن وہ محلاً منصوب ہوگا کیونکہ اس پر حرف ندا داخل ہے۔

ندبہ: ندبہ کا معنی نوحہ کرنے کے آتے ہیں جبکہ اصطلاح نحو میں اس سے مراد ہے کسی میت پر نوحہ و گریہ زاری کرنا اور غم کی وجہ سے ہمدردی کا اظہار کرنا۔ جیسے وَازَيْدُ، وَازَيْدَاهُ

ندبہ کے لئے دو کلمے استعمال ہوتے ہیں ایک وَا جو ندبہ کے ساتھ خاص ہے اور دوسرا یـــا جو ندبہ اور ندا دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

مندوب: وہ میت جس پر نوحہ کیا جائے، جیسے وَازَيْدُ میں کلمہ وَا ندبہ کے لئے ہے جبکہ زید مندوب ہے۔

نوٹ: ندبہ فقط معرفہ کو کیا جاتا ہے نکرہ کو ندبہ نہیں ہوسکتا۔

س دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع وآن بر دو قسم ست قسم اول حروفیکہ فعل مضارع را
ب کنند وآن چہارست اول اَنْ چون اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ وَاَنْ بافعل بمعنی مصدر باشد یعنی
یْدُ قِیَامَکَ وبدیں سبب اورا مصدریہ گویند دوم لَنْ چون لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ ولن
ی تاکید نفی ست سوم کَیْ چون اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ چہارم اِذَنْ
چون اِذَنْ اُکْرِمَکَ در جواب کسیکہ گوید اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا

س دوم: وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرنے والے ہیں اور یہ دو قسم پر ہیں۔ پہلی قسم وہ حروف
ل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور یہ چار ہیں۔ پہلا اَن جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ اور اَن فعل کے ساتھ
ی مصدر کے ہوتا ہے جیسے اُرِیْدُ قِیَامَکَ اسی وجہ سے اس کو اَن مصدریہ کہتے ہیں۔ دوسرا لن جیسے:
نْ یَخْرُجَ زَیْدٌ اور لن تاکید نفی کے واسطے ہوتا ہے۔ تیسرا کی جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ
جَنَّۃَ۔ چوتھا اذن جیسے اِذَنْ اُکْرِمَکَ اس شخص کے جواب میں جو کہتا ہو اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا

﴿حروف نواصب﴾

حروف نواصب سے مراد وہ خاص حروف ہیں جو فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کے آخر کو نصب دیتے ہیں اور معنی کے اعتبار سے یہ تمام حروف فعل مضارع کو فعل مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں، بصریوں کے نزدیک حروف نواصب چار ہیں جبکہ کوفیوں کے نزدیک حروف نواصب دس ہیں جن میں چار بنفسہ فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں، جبکہ بقیہ چھ حروف ایسے ہیں جن کے بعد اَن مقدر ہوتا ہے جس کی بنا پر فعل مضارع پر نصب آتا ہے، اگرچہ فعل مضارع کو نصب دینے کے لحاظ سے تمام حروف نواصب برابر ہیں لیکن معنوی اعتبار سے ان میں فرق ہے تفصیل ملاحظہ ہو

(۱) اَن مصدریہ: اسے اُمُّ النَّوَاصِب کہا جاتا ہے کیونکہ فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف میں اس کو اصل تسلیم کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اَن کلام میں لفظا موجود ہو یا مقدر ہو دونوں صورتوں میں عمل کرتا ہے۔ جیسے: اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ

اَن کا عمل:

اَن لفظی طور پر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جبکہ معنوی طور پر اَن فعل مضارع کے ساتھ مل کر مصدر کا ہم معنی ہو جاتا ہے۔ جیسے: اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ ، یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ، وَاَنْ

تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ معنوی اعتبار سے یہ اُرِیْدُ قِیَامَکَ، یُرِیْدُ اللّٰهُ تَخْفِیْفَکُمْ
اور صِیَامُکُم خَیْرٌ لَّکُمْ ہیں۔

فائدہ : اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ اور اُرِیْدُ قِیَامَکَ کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اَنْ کی اقسام:

(ا) **اَن مخففہ** : اگر اَن سے پہلے افعال علم یا افعال یقین میں سے کوئی فعل ہوتو اس صورت میں اَن مخففہ ہوتا ہے یعنی اصل میں نون مشدد تھا تخفیف کے واسطے اس کو ساکن بنایا گیا نیز اس اَنْ کے بعد اس کا اسم ضمیر شان کی صورت میں محذوف ہوتا ہے۔

جیسے: عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْن اصل میں (عَلِمَ اَنَّهٗ سَیَکُوْنُ) ہے، اگر اَن فعل مضارع پر داخل نہ ہو اور اس سے پہلے مکمل جملہ نہ ہو تو اس صورت میں بھی ان مخففہ ہوتا ہے نہ کہ ناصبہ۔

جیسے: وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

(ب) **اَنْ مفسرہ** : اگر اَن سے پہلے مکمل جملہ ہو جبکہ اَن فعل مضارع کے بجائے فعل ماضی یا فعل امر پر داخل ہو تو اس صورت میں ان مفسرہ ہوتا ہے۔

جیسے: فَاَوْحَیْنَا اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ،

اور وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا

مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں اَن بمعنی "اَیْ" ہے

(ج) **اَن زائدہ** : اگر اَن لَمَّا حِیْنِیَه یا قسم کے بعد واقع ہو تو اَن ناصبہ نہیں بلکہ اَن زائدہ ہوتا ہے۔

جیسے: فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهٖ،

اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَنْ لَّوْ اَتَیْتَنِیْ زَیْدٌ لَاَکْرَمْتُهٗ۔

(د) **اَنْ مصدریہ یا ناصبہ**: جیسا کہ معروف ہے اور صاحب نحو میر نے ذکر کیا ہے

(۲) **لَنْ** : فعل مضارع کو نصب دیتا ہے یہ اس کا لفظی عمل ہے جبکہ معنوی اعتبار سے یہ فعل مضارع کو مستقبل منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ نفی میں تاکید کا مفہوم بھی پیدا کرتا ہے۔

جیسے: لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ، لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْهِ عَاکِفِیْنَ۔

فائدہ: لَنْ ناصبہ کا اصل بعض کے نزدیک لَا اَنْ ہے ہمزہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا اور الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا جبکہ بعض کے نزدیک اس کی اصل لَا ہے۔ الف کو نون سے تبدیل کیا گیا، لیکن حقیقت یہی ہے کہ مذکورہ بالا دونوں صورتیں محض قیاس ہیں۔

(۳) کَیْ: لفظی اعتبار سے فعل مضارع کو نصب دیتا ہے بعض اوقات اس کے شروع میں لام مکسور بھی ہوتا ہے جیسے لِکَیْ تَاْسَوْا جبکہ معنوی طور پر اس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں

(ا) کَیْ کا ماقبل اس کے مابعد کے لئے سبب ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کو تعلیلیہ کہا جاتا ہے

(ب) کَیْ اپنے مابعد جملہ کے ساتھ مل کر مصدر کا ہم معنی ہو جاتا ہے۔

جیسے: اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ (اَسْلَمْتُ لِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ)

(۴) اِذَنْ: اسے حرف جواب اور حرف جزا بھی کہا جاتا ہے اگر کلام کے آغاز میں ہو تو فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور معنوی طور پر یہ کسی بات کے جواب کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے اِذَنْ اُکْرِمَکَ (تب میں تیری عزت کروں گا)............ یاد رہے کہ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی دوسرا شخص متکلم کو اَنَـا آتِیْکَ غَـدًا (میں تیرے پاس کل آؤں گا) یا اس کی مثل کوئی بات کہے۔ اِذَنْ کے فعل مضارع کو نصب دینے کی شرط یہ ہے کہ یہ جملہ کے شروع میں ہو، فعل کے ساتھ متصل ہو اور مابعد فعل مستقبل کے معنی پر دلالت کر رہا ہو۔

__اِذَنْ غیر ناصب:__

اگر اِذَن درمیان کلام میں ہو اور اس کا مابعد اس کے ماقبل پر اعتماد کئے ہوئے ہو تو یہ غیر عامل ہوتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

(ا) اِذَنْ کا مابعد اس کے ماقبل کی خبر ہو جیسے: اَنَا اِذَنْ اُکْرِمُکَ ۔

(ب) اِذَنْ کا مابعد ماقبل کے لئے جواب شرط ہو جیسے: اِنْ تَاْتِیْنِیْ اِذَنْ اُکْرِمُکَ

(ج) اِذَنْ کا مابعد اس کے ماقبل کے لئے جواب قسم ہو جیسے: وَاللّٰہِ اِذَنْ لَاَخْرُجُ

وبدانکہ اَن بعد از شش حروف مقدر باشد وفعل مضارع را نصب کند حتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ وَلامِ حجد نحو مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ واَو بمعنی الی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ وواو الصرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیز ہست امر ونہی ونفی واستفہام وتمنی وعرض وامثلتها مشهورة۔

اور جان تو کہ ان چھ حروف کے بعد مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب کرتا ہے ۔حتی کے بعد جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ۔لام جحد کے بعد جیسے مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ او بمعنی الی اَن یا الا اَن کے جیسے لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ واؤصرف کے بعد لام کی اور فاء جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو یعنی امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی، عرض اور ان کی مثالیں مشہور ہیں۔

نصب المضارع بان مضمرة :

حروف نواصب میں سے اَنْ وہ واحد حرف ہے جو کلام میں لفظاً موجود ہو تب بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور اگر لفظاً موجود نہ ہو بلکہ مقدر ہو تب بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، علماء نحاۃ کے نزدیک بعض حروف ایسے ہیں جن کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے اور اسی اَنْ مقدر کی وجہ سے فعل مضارع پر نصب آتا ہے۔
ذیل میں ان تمام حروف کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے جن کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے:

(۱) حتی بمعنی الی کے بعد: جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ اصل عبارت حَتّٰی اَنْ اَدْخُلَ الْبَلَدَ ہے اور حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی اصل عبارت حَتّٰی اَنْ یَرْجِعَ ہے۔

(۲) لام جحد یا الجحود کے بعد جیسے وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ ۔اصل عبارت وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِاَنْ یُعَذِّبَھُمْ ہے اور لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَلَھُمْ اصل عبارت لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِاَنْ یَغْفِرَلَھُمْ ہے

(۳) او بمعنی الی یا الا کے بعد۔ جیسے: لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ.....اصل عبارت اَوْ اَنْ تُعْطِیَنِیْ ہے۔ اِضْرِبِ الْمُذْنِبَ اَوْ یَتُوْبَ اصل عبارت اَوْ اَنْ یَتُوْبَ بمعنی اِلَّا اَنْ یا اِلٰی اَنْ یَتُوْبَ ہے۔

(۴) واؤصرف یا واؤ معیت کے بعد: جیسے لَاتَاْکُلِ السَّمَکَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ اصل عبارت وَاَنْ تَشْرَبَ اللَّبَنَ ہے لَاتَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاْتِیَ مِثْلَہٗ اصل میں وَاَنْ تَاْتِیَ مِثْلَہٗ ہے
واؤصرف اس واؤ عاطفہ کو کہا جاتا ہے جو معطوف علیہ پر آنے والے حکم کو معطوف پر آنے سے روکتی ہے نیز اس میں یہ بات بھی ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ واؤصرف کے مابعد اور ماقبل فعل کا زمانہ

ایک ہونا ضروری ہے۔اس واؤ سے پہلے نفی یا طلب کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

(۵) لام کی یا لام تعلیلیہ کے بعد۔ جیسے: وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ اصل عبارت ہے۔ لِاَنْ نُسْلِمَ ہےاور وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ...... اصل عبارت لِاَنْ تُبَیِّنَ لِلنَّاسِ ہے

(۶) اس فا کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب کے طور پر آتی ہے، اس فاء کو فا سببیہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاء کا ماقبل مابعد کے لئے سبب بن رہا ہے۔

☆ زُرْنِیْ فَاُکْرِمَ فا کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ امر کے جواب میں ہے۔
اصل میں فَاَنْ اُکْرِمَ ہے۔

☆ لَاتَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَخْذُوْلاً
فا کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ نہی کے جواب میں ہے اصل میں فَاَنْ تَقْعُدَ ہے۔

☆ لَمْ تَرْحَمْ فَتُرْحَمْ فا کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ نفی کے جواب میں ہے
اصل میں فَاَنْ تُرْحَمَ ہے۔
(مَا اَغْبَرَتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَسَمَّهُ النَّارُ)
اصل میں فَاَنْ تَسَمَّهُ النَّارُ ہے۔

☆ هَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَا ۔ اصل میں فَاَنْ يَّشْفَعُوْلَنَا ہے۔
فا کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ استفہام کے جواب میں ہے۔

☆ يَالَيْتَنِیْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزاً عَظِيْماً اصل میں فَاَنْ اَفُوْزَ ہے
فا کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ تمنی کے جواب میں ہے۔

☆ اَلَا تَنْزِلُ عِنْدَنَا فَتُصِيْبَ خَيْراً اصل میں فَاَنْ تُصِيْبَ ہے۔
فا کے بعد ان مقدر ہے کہ وہ عرض کے جواب میں ہے۔

فائدہ: بعض نحویوں کے نزدیک جو فا ترجی، شک، حصر کے جواب اور تحضیض کے بعد بھی آتی ہے اور اس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے

جواب ترجی: جیسے: لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى اَوْيَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اصل میں فَاَنْ تَنْفَعَهُ الذكرى ہے۔

جواب شک: جیسے ظَنَنْتُهٗ يَشْتُمُنِیْ فَاَثِبَ عَلَيْهِ اصل میں فَاَنْ اَثِبَ عَلَيْهِ ہے

جواب حصر: جیسے فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ (جن کے نزدیک یکون پر نصب ہے)

تحضیض کے بعد۔ جیسے: لَوْلَا اَخَّرْتَنِیْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ اصل میں فَاَنْ اَنْ اَصَّدَّقَ ہے۔

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند وآن پنجست لَمْ ولَمَّا ولامِ امر وَلائے نہی وان شرطیہ چون لَمْ یَنْصُرْ ولَمَّا یَنْصُرْ وَلِیَنْصُرْ وَلَاتَنْصُرْوَانْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ بد انکہ اِن دردو جملہ رود چون اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملہ اول راشرط گویند و جملہ دوم را جزا و اِن برائے مستقبل ست اگر چہ در ماضی رود چون اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ وانیجا جزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست

دوسری قسم: وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور وہ پانچ ہیں لَمْ، لَمَّا، لام امر، لائے نہی اوران شرطیہ جیسے لَمْ یَنْصُرْ ولَمَّا یَنْصُرْ وَلِیَنْصُرْ وَلَاتَنْصُرْوَانْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ ۔جان تو کہ ان دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔ پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں ان مستقبل کے واسطے آتا ہے اگر چہ فعل ماضی پر داخل ہو۔ جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ۔اس جگہ جزم تقدیری ہوتی ہے اسلئے کہ ماضی معرب نہیں ہوتی۔

﴿حروف جوازم﴾

فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف کی دو قسمیں ہیں ایک وہ حروف جو ایک فعل پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو جزم دیتے ہیں، دوسرے وہ حروف جو دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو جزم دیتے ہیں۔

__ایک فعل پر داخل ہونے والے حروف جوازم:__

لَمْ ...... فعل مضارع کو جزم دیتا ہے حرف نفی ہے فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسے لَمْ یَنْصُرْ، لَمْ یَلِدْ، اَلَمْ نَشْرَحْ

لَمَّا ...... لَمْ اور ما زائدہ دو کلمات ہیں جن کو ملا کر ایک حرف قرار دیا گیا ہے فعل مضارع کو جزم دینے کے ساتھ اس کے معنی کو ماضی منفی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسے لَمَّا یَنْصُرْ، لَمَّا یَقْضِ مَا اَمَرَهٗ

لَمْ اور لَمَّا کا فرق :

۱) لَمْ اور لَمَّا دونوں فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ لَمْ مطلقاً مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں تبدیل کرتا ہے جبکہ لَمَّا کی نفی زمانہ ماضی سے زمانہ تکلم تک کو محیط ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ لَمْ یَفْعَلْ فَعَلَ اور لَمَّا یَفْعَلْ قَدْ

فَعَلَ کی نفی ہے۔ لَمْ یَنْصُرْ کا معنی ہے اس نے مدد نہیں کی۔ لَمَّا یَنْصُرْ کا معنی ہے اس نے ابھی تک مدد نہیں کی۔

۲) لم کا اِنْ شرطیہ کے بعد آنا جائز ہے جبکہ لما اِنْ شرطیہ کے بعد نہیں آ سکتا۔ جیسے اِنْ لَمْ تَجْتَھِدْ تَنْدَمْ۔

۳) لما کے مجزوم کو دلیل کے وقت حذف کرنا جائز ہے جبکہ لم کے مجزوم کو حذف کرنا جائز نہیں۔ جیسے قَارَبْتُ الْبَلَدَ وَلَمَّا اصل میں وَلَمَّا اَدْخُلْھَا۔

فائدہ: اگر لما فعل ماضی پر داخل ہو تو وہ نافیہ جازمہ نہیں ہوتا بلکہ اس صورت میں وہ حِیْنَ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے لَمَّا اجْتَھَدَ اَکْرَمْتُہٗ بمعنی حِیْنَ اِجْتَھَدَ اَکْرَمْتُہٗ

لام امر ...... فعل مضارع کو جزم دیتا ہے لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور طلب فعل پر دلالت کرتا ہے لام امر کلام میں لفظا موجود ہو یا تقدیراً دونوں صورتوں میں عامل ہوتا ہے یاد رہے کہ لام امر امر حاضر معروف کے شروع میں مقدر ہوتا ہے جبکہ امر کی بقیہ اقسام میں لفظا موجود ہوتا ہے۔

لائے نہی ...... فعل مضارع کو جزم دیتا ہے طلب کے معنی پر دلالت کرتا ہے، اس میں اور لام امر میں فرق یہ ہے کہ لام امر کے ذریعے حصول فعل کی طلب ہوتی ہے جبکہ لائے نہی کے ذریعے ترک فعل کی طلب ہوتی ہے۔

فائدہ: اگر امر اور نہی دعا پر مشتمل ہوں تو اس وقت، لام امر کو لام دُعا اور لا نہی کو لا دعائیہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مقام ادب ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گذار ہو رہا ہے۔ جیسے لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ: لام امر ہے لیکن ادب کی بنا پر اسے لام دعا کہا جائے گا...... لَا تُؤَاخِذْنَا : لا نہی ہے لیکن ادب کی بنا پر اسے لا دعائیہ کہا جائے گا۔

فائدہ: ایسے ہی جب کسی ہم منصب و ہم پلہ شخص کو امر کیا جائے یا کسی فعل سے روکا جائے تو اس صورت میں لام امر اور لائے نہی کو لام التماس اور لائے التماس کہا جائے گا۔

<u>دو فعلوں پر داخل ہونے والے حرف:</u>

☆ اِنْ ...... فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اسے جزم دیتا ہے اِنْ کی خاص بات یہ ہے کہ یہ دو فعلوں کو جزم دیتا ہے اکثر وہ دونوں فعل مضارع ہوتے ہیں بعض اوقات اس کے بعد آنے والے دونوں فعل ماضی ہوتے ہیں جن کے آخر میں جزم تقدیری ہوتی ہے۔ معنی کے لحاظ سے اِنْ فعل مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کرتا ہے، اگر ان کے بعد والے دونوں فعل ماضی ہوں تو وہ بھی فعل مستقبل کے معنی میں ہو جاتے ہیں نیز اِنْ فعل ثانی یعنی جزا کو فعل اول یعنی شرط کے ساتھ مربوط کر دیتا ہے۔ جیسے اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ، اِنْ یَشَاْ یُذْھِبْکُمْ، اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ.

وبدانکہ چون جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا فا در جز آوردن لازم بود چنانکہ گوئی اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَاِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ وَاِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ وَاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا

اور جان تو کہ جب شرط کی جزاء جملہ اسمیہ ہو یا امر ہو یا نہی ہو یا دعا ہو تو جزا پر فاء کا لانا لازم ہوتا ہے۔ جیسا کہ تو کہے اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَاِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ وَاِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ وَاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا.

جواب شرط پر فاء لانے کے مقامات:

مندرجہ ذیل مقامات پر جواب شرط سے پہلے فاء کا آنا ضروری ہے چار مقامات کا تذکرہ اور مثالیں مصنف نے بیان کی ہیں:

۱) اگر جواب شرط جملہ اسمیہ ہو۔

جیسے: اِنْ تَسَامَحْ فَالسَّمَاحَةُ مِنْ نُبْلِ الْخُلُقِ

۲) اگر جواب شرط فعل امر ہو۔

جیسے: اِنْ زُرْتَ الْمَدِیْنَةَ فَصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ ﷺ

۳) اگر جواب شرط فعل نہی ہو۔ جیسے اِنْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ الْمَالَ فَلَا تَبْخَلْ

۴) اگر جواب شرط دعا پر مشتمل ہو۔

جیسے: اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ ،

اِنْ اَطْعَمْتَ الْمَسَاكِیْنَ فَیَرْضَاكَ اللّٰهُ

۵) اگر جواب شرط فعل جامد ہو۔

جیسے: اِنْ تَذُرْنِیْ فَلَسْتُ اُقَصِّرُ فِیْ اِکْرَامِکَ،

اِنْ تَتَصَدَّقْ فَنِعْمَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ

۶) اگر جواب شرط ما یا لن ناصبہ کے ساتھ منفی ہو۔

جیسے: فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُکُمْ مِنْ اَجْرٍ

(۷) اگر جواب شرط کے شروع میں حرف تحفیض ہو۔

جیسے: اِنْ تَجْتَهِدْ فَسَتَنْجَحْ وَاِنْ اَسَأْتَ فَسَتَنْدَمُ

(۸) اگر جواب شرط سے پہلے حرف قد ہو۔

جیسے: اِنْ اطْمَأَنَّ قَلْبُکَ فَقَدْ اَصَبْتَ الْحَقَّ

(۹) اگر جواب شرط سے پہلے حرف تسویف ہو۔

جیسے: اِنْ تَکَاسَلْتَ فَسَوْفَ تَنْدَمُ

فائدہ: جواب شرط کو بعض صورتوں میں شرط کے ساتھ مربوط کرنے کے لئے اس پر فا لائی جاتی ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہو رہا ہے اس فاء کو فاء جوابیہ اور فا جزائیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اسے فاء ربط بھی کہا جاتا ہے کبھی جواب شرط پر اذا فجائیہ کو بھی لایا جاتا ہے۔ جیسے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ

شرط و جزا کے بارے میں چند اہم باتیں:

(ا) اِنْ کے بعد آنے والے فعلوں میں سے پہلا فعل شرط کہلاتا ہے جبکہ دوسرا جواب شرط کہلاتا ہے کیونکہ فعل ثانی فعل اول پر بالکل ایسے ہی مرتب ہوتا ہے جیسے سوال پر جواب مرتب ہوتا ہے نیز جواب شرط کو جزاء بھی کہتے ہیں کیونکہ جواب شرط وقوع کے اعتبار سے اعمال کے بعد ملنے والی جزاء سے مشابہ ہوتی ہے۔

(ب) شرط کے لئے ضروری ہے کہ وہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو نیز شرط کی ابتداء میں حرف قد، حرف تنفیس، لم اور لا کے علاوہ کوئی حرف نفی نہیں آ سکتا۔

(ج) شرط کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل جامد (جیسے عَسٰی اور لَيْسَ) نہ ہو۔

فائدہ(۱): حروف جوازم فعل مضارع کے آخر کو جزم دیتے ہیں بشرطیکہ مضارع کا آخر صحیح ہو اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف علت ہو تو حرف جزم حرف علت کو ہی گرا دیتا ہے نیز نون اعرابی بھی حروف جوازم کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے۔

فائدہ(۲): فعل مضارع کے آخر سے حروف جوازم کی وجہ سے حرف علت اور نون اعرابی کا حذف ہو جانا فعل مضارع کے آخر میں جزم کی ہی صورتیں ہیں۔

فائدہ (۳): اگر کوئی دلیل موجود ہو تو کبھی محض جزائے شرط اور کبھی شرط و جزا دونوں کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے اَنْتَ خَاسِرٌ اِنْ لَمْ تَجْتَهِدْ جواب شرط تَخْسِرُ محذوف ہے۔ اصل عبارت ہوگی: اَنْتَ خَاسِرٌ اِنْ لَمْ تَجْتَهِدْ تَخْسِرْ۔ اَلنَّاسُ مُجْزِيُّوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا ۔ دونوں مثالوں میں عَمِلُوْا شرط اور يُجْزَوْا جواب شرط دونوں محذوف ہیں اصل عبارت یوں ہوگی اِنْ عَمِلُوْا خَيْرًا فَيُجْزَوْا خَيْرًا وَاِنْ عَمِلُوْا شَرًّا فَيُجْزَوْا شَرًّا

فائدہ: فعل مضارع پر جزم آنے کی ایک صورت جواب طلب ہے، طلب سے مراد امر، نہی، تمنی، ترجی، عرض، تحضیض، استفہام وغیرہ ہیں اور جواب طلب سے مراد فعل مضارع کا ان میں سے کسی کے بعد واقع ہونا ہے ایسی صورت میں فعل مضارع پر لازماً نصب آئے گا۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

- ☆ تَعَلَّمْ تَفُزْ — تَفُزْ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔
- ☆ لَاتَكْسِلْ تَسُرْ — تَسُرْ جواب نہی ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔
- ☆ هَلْ تَفْعَلْ خَيْرًا تُوْجَرْ — تُوْجَرْ جواب استفہام ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے
- ☆ اَلَاتَزُوْرُنَا نَكُنْ مَسْرُوْرًا — نَكُنْ جواب عرض ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔
- ☆ هَلَّا تَجْتَهِدْ تَنَلْ خَيْرًا — تَنَلْ جواب تحضیض ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔
- ☆ لَيْتَنِيْ اِجْتَهَدْتُ اَكُنْ مَسْرُوْرًا ۔ اَكُنْ جواب تمنی ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔
- ☆ لَعَلَّكَ تُطِيْعُ اللّٰهَ تَفُزْ بِالسَّعَادَةِ
  تَفُزْ جواب ترجی ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔
- ☆ صَهْ عَنِ الْقَبِيْحِ تُؤْلَفْ
  تُؤْلَفْ جواب طلب (اسم فعل) ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

تنبیہ: اگر کلام خبری طلب کے معنی پر مشتمل ہو تو اس کے جواب میں آنے والا فعل مضارع بھی مجزوم ہوتا ہے۔ جیسے: تُطِيْعُ اَبَوَيْكَ تَلْقَ خَيْرًا، تَلْقَ جواب طلب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

باب دوم در عمل افعال بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست وافعال در اعمال بر دو گونہ است قسم اول معروف بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را برفع کند چون قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو وشش اسم را نصب کند اول مفعول مطلق را چون قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا وَضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا، دوم مفعول فیہ را چون صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ، سوم مفعول معہ را چون جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ، چہارم مفعول لہ را چون قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا، پنجم حال را چون جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا، ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامی باشد چوں طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اما فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند چون ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا واین عمل فعل لازم را نباشد

دوسرا باب افعال کے عمل میں جان تو کہ کوئی بھی فعل غیر عامل نہیں ہوتا اور افعال عمل کرنے میں دو قسم پر ہیں پہلی قسم معروف جان تو کہ فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو، اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے اول مفعول مطلق کو جیسے قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا وَضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا ۔دوم مفعول فیہ کو جیسے صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ ،سوم مفعول معہ کو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ چہارم مفعول لہ کو جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا، پنجم حال کو جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا۔ششم تمیز کو جس وقت فعل کی فاعل کی طرف کی گئی نسبت میں ابہام ہو۔جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا بہرحال فعل متعدی مفعول بہ کو نصب دے گا۔جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا اور یہ عمل فعل لازم کا نہیں ہوتا۔

﴿افعال عاملہ کا بیان﴾

عوامل لفظیہ کی دوسری قسم افعال عاملہ ہے افعال میں سے کچھ افعال متصرفہ ہیں اور کچھ افعال جامدہ ہیں۔ اس باب میں اُن تمام افعال کے عامل ہونے کی حیثیت اور عمل کی نوعیت کا ذکر کیا گیا ہے، علاوہ ازیں افعال عاملہ کی کل تعداد انتیس ہے جن کا مختصر خاکہ اس طرح ہے:

فعل معروف ۱ فعل مجہول ۱ افعال ناقصہ ۱۷ افعال مقاربہ ۳

افعال مدح وذم ۴ افعال تعجب ۲ یہ تمام افعال ملا کر انتیس (۲۹) بنتے ہیں

فعل : نسبت کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں معروف اور مجہول...... فعل معروف سے مراد وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف ہو اور اس کی تعریف یوں کی جائے تو بھی مناسب ہے کہ وہ فعل جس کے ساتھ اس کا فاعل مذکور ہو۔ جیسے قَالَ اللّٰہُ۔ فعل معروف کی دو صورتیں ہیں ایک لازم جو فاعل کے ذکر سے پورا ہو جاتا ہے۔ مفعول بہ کا محتاج نہیں ہوتا جبکہ دوسرا متعدی ہے جو فاعل اور مفعول دونوں کے ذکر کا محتاج ہوتا ہے۔

<u>فعل معروف لازم کا عمل:</u>

☆ فعل لازم اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔

جیسے قَامَ زَیْدٌ...... زَیْدٌ فاعل، قَامَ فعل کے عمل کی وجہ سے مرفوع ہے۔

☆ فعل لازم مفعول مطلق کو نصب دیتا ہے۔

جیسے قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا...... قِیَامًا مفعول مطلق ہے۔

اور قَامَ فعل کی وجہ سے منصوب ہے۔

☆ فعل لازم مفعول فیہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ......

یَوْمَ مفعول فیہ ہے اور صُمْتُ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔

☆ فعل لازم مفعول معہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ......

الجبات مفعول معہ ہے اور واؤ بمعنی مع کی وجہ سے منصوب محلاً ہوتا ہے۔

جبکہ لفظاً مجرور ہوتا ہے کیونکہ واؤ مع والا عمل کرتی ہے۔

☆ فعل لازم مفعول لہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ ......

اِکْرَامًا مفعول لہ ہے اور قُمْتُ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔

☆ فعل لازم حال کو نصب دیتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا......

رَاکِبًا حال ہے اور جَاءَ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔

☆ تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا ......

نَفْسًا تمیز ہے اور طَابَ فعل کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے۔

فعل معروف متعدی کا عمل

فعل لازم اور متعدی کے عمل کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ فعل لازم کا مفعول بہ نہیں آتا جبکہ فعل متعدی کا مفعول بہ ہوتا ہے جو فعل متعدی کے عمل کی بناء پر منصوب ہوتا ہے۔

ذیل میں فعل متعدی کے مختلف معمولات کی مثالوں سے اس کے عمل کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرْبَتَيْن ...... ضربتين مفعول مطلق ہے۔

ضَرَبْتُ زَيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ...... يوم الجمعة مفعول فیہ ہے۔

اَكْرَمْتُ بَكْرًا وَّسَعِيْدًا ...... سعيدا مفعول معہ ہے۔

ضَرَبْتُهٗ تَأْدِيْبًا ...... تاديبا مفعول لہ ہے۔

ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا ...... مشدودا حال ہے۔

اِشْتَرَيْتُ الْفَاكِهَةَ بِعِشْرِيْنَ رُوْبِيًا ...... روبيا تمیز ہے۔

ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا ...... عمروا مفعول بہ ہے۔



فصل بدانکہ فاعل اسمیست کہ پیش ازوی فعل باشد مسند بدان اسم برطریق قیام فعل بدان اسم چون زید در ضَرَبَ زَیْدٌ

فصل: جان تو کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے ایک فعل ہو اور اس فعل کا اسناد اس کے اسم کے ساتھ ہو اس طریقہ پر کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو جیسے زید ضَرَبَ زَیْدٌ میں۔

﴿فاعل کا بیان﴾

فاعل کو اصل المرفوعات کہا جاتا ہے، لغت میں فاعل اس ذات کو کہتے ہیں جس سے کوئی فعل صادر ہو جبکہ اصطلاح نحو میں فاعل سے مراد وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی فعل ہو اور اس فعل کی نسبت اس اسم کی طرف اس طرح کی گئی ہو کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زید فاعل ہے۔

فاعل کی تعریف اگر بایں الفاظ کی جائے تو زیادہ بہتر ہے:

وہ اسم مرفوع جس سے پہلے کوئی فعل معروف تام ہو یا شبہ فعل ہو (یعنی ایسا اسم جو فعل کی تاویل میں ہو) اور وہ اسم اس ذات پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہوا یا جس کے ساتھ فعل قائم ہے۔ جیسے: قَالَ اللّٰہُ قال فعل اور اللہ اسم جلالت فاعل ہے۔...... مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ میں مختلف اسم فاعل فعل کی تاویل میں ہے اور الوانہ اس کا فاعل ہے۔

فائدہ: تاویل فعل یا شبہ فعل سے مراد وہ اسماء ہیں جو فعل جیسا عمل کرتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) اسم فاعل۔ جیسے مَاضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا، ضارب اسم فاعل جبکہ زید اس کا فاعل ہے۔

(۲) صفت مشبہ۔ جیسے زید حسن وجہہ، حسن صفت مشبہ ہے جبکہ وجہہ اس کا فاعل ہے۔

(۳) اسم تفضیل۔ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو،
افضل اسم تفضیل جبکہ ھو ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے

(۴) اسم مبالغہ۔ جیسے جاء الضراب زیدا،
الضراب اسم مبالغہ جبکہ ھو ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے

(۵) مصدر۔ جیسے یعجبنی ضربک زیدا،
ضرب مصدر جبکہ ك ضمیر بارز اس کا فاعل ہے۔

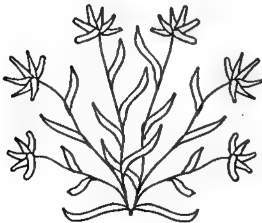
(۶) اسم فعل۔ جیسے هَيْهَاتَ زَيْدٌ،
هَيْهَاتَ اسم فعل جبکہ زَيْدٌ اس کا فاعل ہے۔

تتمہ: تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے فاعل کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں:

۱) وہ اسم مرفوع جو اس ذات پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہوا۔
جیسے: قَامَ سَلِيْمٌ میں سَلِيْمٌ

۲) وہ اسم جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو لیکن وہ اس سے صادر نہ ہوا ہو۔ جیسے مَاتَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ

نوٹ: فاعل کی تفصیلی بحث آئندہ صفحات میں آئے گی۔



ومفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلی وآن مصدر بمعنی آن فعل باشد
چون ضربا در ضَرَبْتُ ضَرْبًا وقیامًا در قُمْتُ قِیَامًا

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے ہم معنی ہو
جیسے: ضربا، ضَرَبْتُ ضَرْبًا اور قیامًا، قُمْتُ قِیَامًا میں۔

﴿مفعول مطلق﴾

مفعول مطلق ان اسماء میں سے ہے جن کو منصوبات کہا جاتا ہے، کلام میں فُضْلَۃ واقع ہوتا ہے۔ مصنف نے مفعول مطلق کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مصدر ہے جس سے پہلے کوئی فعل ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی میں ہو، مفعول مطلق کی تعریف اگر بایں الفاظ کی جائے تو زیادہ مناسب ہوگی یعنی مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اپنے سے ماقبل فعل یا شبہ فعل (عامل) کے لفظاً ومعناً یا فقط معناً موافق ہو اور وہ اپنے عامل کی تاکید یا اس کی نوعیت یا عدد کو بیان کرے۔

فائدہ: اس کو مفعول مطلق اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ کسی حرف جر کے ساتھ مقید نہیں ہوتا جبکہ بقیہ تمام مفاعیل حرف جر کے ساتھ مقید ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دیگر مفعولات میں لفظ مفعول کے بعد کوئی نہ کوئی حرف جر موجود ہوتا ہے۔ جیسے: مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہ، مفعول بہ جبکہ مفعول مطلق میں ایسا نہیں ہے۔

مثالیں: جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا، ضربا مفعول مطلق ہے اور لفظاً ومعناً ماقبل فعل کے موافق ہے
قُمْتُ قِیَامًا قیامًا مفعول مطلق ہے اور لفظاً ومعناً ماقبل فعل کے موافق ہے۔
جَلَسْتُ قُعُوْدًا، قعودًا مفعول مطلق ہے اور معناً ماقبل فعل کے موافق ہے۔

فائدہ: مفعول مطلق کو نصب دینے والے فعل کے عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں:
۱) وہ فعل متصرف ہو۔ ۲) وہ فعل تام ہو۔ ۳) وہ فعل غیر ملغی ہو۔

مفعول مطلق کی اقسام:

معنی کے اعتبار سے مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں:
(۱) وہ مفعول مطلق جو اپنے ماقبل فعل کی تاکید کے لئے آتا ہے۔
جیسے: وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا، ضَرَبْتُ ضَرْبًا

(ب) وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی نوعیت کو بیان کرتا ہے۔
جیسے: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئ، سِرْتُ سَيْرًا حَسَنًا
(ج) وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کے عدد کو بیان کرتا ہے۔
جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبَتَيْنِ ، وَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً

فائدہ: وہ مفعول مطلق جو ماقبل عامل کی نوع کو بیان کرتا ہے اس کے تین احوال ہیں:

☆ وہ مضاف ہوتا ہے۔جیسے: اِعْمَلْ عَمَلَ الصَّالِحِيْنَ
☆ وہ موصوف ہوتا ہے۔جیسے اِعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
☆ وہ الف لام عہدی کے ساتھ معرف ہوتا ہے۔جیسے اِجْتَهَدْتُ اَلاِجْتِهَادَ

لفظ کے اعتبار سے مفعول مطلق کی اقسام:

لفظ کے اعتبار سے مفعول مطلق کی دو قسمیں ہیں:

☆ لفظی: وہ مفعول مطلق جو لفظاً اپنے عامل کے مطابق ہو۔
جیسے: فَاَخَذْنَاهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ،وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا
☆ معنوی: وہ مفعول مطلق جو فقط معناً اپنے عامل کے مطابق ہو۔
جیسے : جَلَسْتُ قُعُوْدًا اور قُمْتُ وُقُوْفًا

مذکورہ مثالوں میں اخذا اور صفا مفعول مطلق لفظی جبکہ قعودا اور وقوفا مفعول مطلق معنوی ہے۔

نائب مفعول مطلق:

بعض اسماء ایسے ہیں جو حقیقتاً مفعول مطلق نہیں ہوتے لیکن وہ مفعول مطلق کی جگہ واقع ہونے کی بناء پر منصوب ہوتے ہیں انہیں قائم مقام مفعول مطلق اور نائب عن المفعول المطلق کا نام دیا جاتا ہے درج ذیل اسماء نائب مفعول مطلق ہیں:

- اسم مصدر جیسے تَكَلَّمَ الْخَطِيْبُ كَلَامًا بَلِيْغًا۔
كلاما قائم مقام مفعول مطلق ہے۔
- لفظ کل جو حقیقی مفعول مطلق کی طرف مضاف ہو۔جیسے فَلَاتَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ ۔
كُلَّ قائم مقام مفعول مطلق ہے، اصل عبارت فَلَاتَمِيْلُوْا مَيْلًا كُلَّ الْمَيْلِ ہے۔
- لفظ بعض جو حقیقی مفعول مطلق کی طرف مضاف ہو۔جیسے وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۔بعض قائم مقام مفعول مطلق ہے اصل عبارت وَلَوْتَقَوَّلَ

عَلَيْنَا أَقَاوِيْلَ قَلِيْلَةٍ حَقِيْرَةٍ ہے۔

- صفت جو مفعول مطلق موصوف کو حذف کرنے کے بعد اس کی جگہ رکھ دی جاتی ہے۔
جیسے: سِرْتُ أَحْسَنَ السَّيْرِ، احسن قائم مقام مفعول مطلق ہے۔
اصل عبارت سِرْتُ سَيْرًا أَحْسَنَ السَّيْرِ ہے۔

- اسماء آلات جو مفعول مطلق کے حذف کے بعد اس کی جگہ واقع ہوں۔
جیسے ضَرَبْتُهُ عَصًا، ضَرَبْتُهُ سَوْطًا
عَصًا اور سَوْطًا نائب مفعول مطلق ہیں اصل عبارت ضَرَبْتُهُ ضَرْبًا بِالْعَصَا اور ضَرَبْتُهُ ضَرْبًا بِالسَّوْطِ ہے۔

- أَيّ استفہام اور شرطیہ جب مصدر کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے أَيَّ نَصِيْحَةٍ نَصَحْتَ اور أَيَّ سَيْرٍ تَسِرْ أَسِرْ پہلی مثال میں أَيّ استفہامیہ اور دوسری مثال میں أَيّ شرطیہ نائب مفعول مطلق ہیں۔

- ما استفہامیہ اور ما شرطیہ۔ جیسے: مَانَصَحْتَ تِلْمِيْذَكَ
(بمعنی أَيَّ نَصِيْحَةٍ نَصَحْتَ تلميذك) اور مَاتَتَكَلَّمْ أَتَكَلَّمْ
پہلی مثال میں ما استفہامیہ اور دوسری مثال میں ما شرطیہ نائب مفعول مطلق ہیں۔

- مَهْمَا شرطیہ۔ جیسے مَهْمَا تَقِفْ أَقِفْهُ مَهْمَا اسم شرط نائب مفعول مطلق ہے

- ضمیر عائد یعنی وہ ضمیر جو ما قبل مفعول مطلق کی طرف راجع ہو۔
جیسے: اِجْتَهَدْتُ اِجْتِهَادًا لَمْ يَجْتَهِدْهُ غَيْرِيْ.
ھا ضمیر نائب مفعول مطلق ہے۔

- اسم اشارہ جیسے ضَرَبْتُ ذٰلِكَ الضَّرْبَ، ذٰلِكَ اسم اشارہ نائب مفعول مطلق ہے۔

وہ اسم جو مفعول مطلق کے عدد کو بیان کرے۔ جیسے فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً۔
ثمانين نائب مفعول مطلق ہے اصل عبارت فَاجْلِدُوْهُمْ جَلْدًا ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً ہے۔

عامل کی وضاحت کے اعتبار سے مفعول مطلق کی اقسام:

عامل کی وضاحت کے اعتبار سے مفعول مطلق کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **مفعول مطلق مبهم یا موکد:** اگر مفعول مطلق اپنے عامل کی فقط تاکید کرتا ہے اور عامل کی مزید کوئی وضاحت نہیں کرتا تو یہ مفعول مطلق مبہم ہے جیسے أَكَلْتُ أَكْلًا

۲) **مفعول مطلق مختص یا مُبَیّن:** اگر مفعول مطلق عامل کے معنی کی مزید وضاحت کرے مثلاً اس کی نوعیت یا عدد کی تفصیل بیان کرے تو یہ مفعول مطلق مختص ہے۔ جیسے تَكَلَّمَ كَلِمَتَيْنِ اور تَكَلَّمَ كَلَامَ الْعُقَلَاءِ

مفعول مطلق کے عامل کا حذف:

بعض اوقات کثرت استعمال کی وجہ سے مفعول مطلق کے عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور کلام میں فقط مفعول مطلق کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جیسے: شُكْرًا :اصل عبارت یوں ہے أَشْكُرُكَ شُكْرًا.....سُبْحَانَ اللّٰهِ، اصل عبارت یوں ہے أُسَبِّحُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ایسے ہی أَهْلًا وَّسَهْلًا، جِدًّا، مَعَاذَ اللّٰهِ، حَمْدًا، لَبَّيْكَ، سَعْدَيْكَ اور أَيْضًا مفعول مطلق ہیں جن کا عامل محذوف ہوتا ہے۔

تنبیه:

۱) مفعول مطلق موکد کو فقط مفرد ہی لایا جاتا ہے اسے تثنیہ اور جمع کی صورت میں نہیں لایا جا سکتا جبکہ مفعول مطلق مبین کو مفرد، تثنیہ اور جمع لایا جا سکتا ہے، نیز مفعول مطلق موکد کو اپنے عامل پر مقدم نہیں کیا جا سکتا۔

۲) مفعول مطلق کا عامل فعل متصرف تام ہو سکتا ہے فعل جامد یا فعل ناقص اس کے عامل نہیں ہو سکتے اسی طرح صفت مشبہ جو ثبوت پر دال ہو مفعول مطلق کا عامل نہیں ہو سکتا البتہ صفت مشبہ دال علی الحدوث اس کا عامل بن سکتا ہے۔

۳) مفعول مطلق موکد کے عامل کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ ماقبل عامل کی تاکید وتقویت کے لئے آتا ہے اور عامل کا حذف اس غرض کے منافی ہے۔

۴) مفعول مطلق مبین کے عامل کو کسی قرینہ کی صورت میں حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے مَاجَلَسْتَ کے جواب میں کہا جائے بَلٰى جُلُوْسًا طَوِيْلًا یا جِلْسَتَيْنِ ان مثالوں میں جلوسا طویلا بیان عدد اور جِلْسَتَيْنِ بیان نوع کے لئے اور ان کا عامل جَلَسْتُ حذف ہے اور اس کے حذف پر قرینہ مذکورہ سوال میں اس کا موجود ہونا ہے۔

ومفعول فیہ اسمیست کہ فعل مذکور درو واقع شود او را ظرف گویند وظرف بر دو گونہ است ظرف زمان چون یوم در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وظرف مکان چون عند در جَلَسْتُ عِنْدَكَ

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور اسکو ظرف بھی کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں ظرف زمان جیسے یوم صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں اور ظرف مکان جیسے عند جَلَسْتُ عِنْدَكَ میں۔

﴿مفعول فیہ﴾

مفعول فیہ اسمائے منصوبات میں سے ہے اس کو ظرف بھی کہا جاتا ہے صاحب نحو میر نے اس کی تعریف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ مفعول فیہ سے مراد وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور وقوع پذیر ہو اور بایں الفاظ بھی اس کی تعریف مناسب ہے یعنی وہ اسم منصوب جس کو وقوع فعل کے وقت یا وقوع فعل کے مکان کی وضاحت کے لئے کلام میں ذکر کیا جائے۔ جیسے جَلَسْتُ عِنْدَكَ (میں تیرے پاس بیٹھا) عند مفعول فیہ جس سے بیٹھنے کی جگہ معلوم ہو رہی ہے، صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا) یوم مفعول فیہ ہے جس سے روزہ رکھنے کا وقت معلوم ہو رہا ہے۔

مفعول فیہ کی اقسام:

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ مفعول فیہ کو ظرف بھی کہا جاتا ہے اور ظرف چونکہ معنوی اعتبار سے دو مختلف چیزوں زمان اور مکان پر دلالت کرتا ہے اس اعتبار سے مفعول فیہ یعنی ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ تعریف و تفصیل درج ذیل ہے!

ظرف زمان: وہ اسم منصوب جو وقوع فعل کے وقت پر دلالت کرے، جیسے سَافَرْتُ السَّیَّارَةَ لَیْلًا، لَیْلًا مفعول فیہ ظرف زماں ہے۔

ظرف زماں کی بعض مثالیں:

بہت سے اسماء ایسے ہیں جو ظرف زمان ہونے کی بنا پر کلام میں منصوب اور مفعول فیہ واقع ہوتے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:

نَهَارًا...... جیسے: صُمْتُ نَهَارًا۔ أَبَدًا...... جیسے: لَاأُكَلِّمُهُ أَبَدًا۔

غُدْوَةً ...... جیسے: اَزُوْرُكَ غُدْوَةً　　　اَمَدًا ...... جیسے: لَاأُكَلِّمُ زَيْدًا اَمَدًا
بُكْرَةً ...... جیسے: اَزُوْرُكَ بُكْرَةً
حِيْنًا ...... جیسے: قَرَأْتُ حِيْنًا وَحِيْنَ اِذْ جَاءَ الْاُسْتَاذُ
صَبَاحًا ...... جیسے: اَجِيْئُكَ صَبَاحًا　عَامًا ...... جیسے: سِرْتُ عَامًا
مَسَاءً ...... جیسے: اَنْتَظِرُ فِيْ مَسَاءٍ　　شَهْرًا ...... جیسے: لَاأُكَلِّمُهُ شَهْرًا
غَدًا ...... جیسے: اُكْرِمُكَ غَدًا　　اُسْبُوْعًا ...... جیسے: اِعْتَكَفْتُ اُسْبُوْعًا
سَحَرًا ...... جیسے: آتِيْكَ سَحَرًا　　قَبْلُ ...... جیسے: اَجِيْئُكَ قَبْلَ الْعِشَاءِ
عتمة ...... جیسے: آتِيْكَ عَتَمَةً　　بَعْدُ ...... جیسے: اَجِيْئُكَ بَعْدَ الْمَسَاءِ
لَيْلًا ...... جیسے: قُمْتُ لَيْلًا

ظرف زماں کی اقسام:

(ا)　وہ ظروف زماں جن کی انتہاء معلوم نہ ہو۔ جیسے حين ، دهر ، زمان

(ب)　وہ ظروف زماں جن کی کوئی حد مقرر ہو۔ جیسے يوم، شهر ، عام

فائدہ: ظرف زمان کی تقسیم یوں بھی کی گئی:

۱)　مختص جیسے　اَسِيْرُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ
۲)　محدود جیسے　اِعْتَكَفْتُ شَهْرًا
۳)　مبہم جیسے　جَلَسْتُ حِيْنًا

ظرف مکان: وہ اسم منصوب جو وقوع فعل کی جگہ پر دلالت کرے۔

جیسے　صَلَّيْتُ خَلْفَ الْاِمَامِ

ظرف مکاں کی بعض مثالیں:

فوق: جیسے جَلَسْتُ فَوْقَ الْمِنْبَرِ ...... خلف: جیسے صَلَّيْتُ خَلْفَ الْاِمَامِ
تحت: جیسے جَلَسْتُ تَحْتَ الْمِيْزَابِ ...... وراء: جیسے قَعَدْتُ وَرَاءَ الْحَجَرِ
امام: جیسے وَقَفْتُ اَمَامَ الْاُسْتَاذِ ...... عند: جیسے جَلَسْتُ عِنْدَ زَيْدٍ
قدام: جیسے مَشَيْتُ قُدَّامَ الْاَمِيْرِ ...... مع: جیسے جَلَسْتُ مَعَ زَيْدٍ
حذاء: جیسے جَلَسْتُ حَذَاءَ بَكْرٍ ...... ازاء: جیسے قُمْتُ اِزَاءَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ
شرق: جیسے اَلْهِنْدُ شَرْقَ الْبَاكِسْتَانِ ...... غرب: جیسے اَلْبَاكِسْتَانُ غَرْبَ الْهِنْدِ

شمال: جیسے سَافَرْتُ شَمَالًا...... جنوب: جیسے ذَهَبَ الْأَمِيْرُ جُنُوْبًا
میل: جیسے سِرْتُ مِيْلًا أَوْ مِيْلَيْنِ

ظرف مکاں کی اقسام:

(ا) اسماء المقادیر: وہ اسماء جو مسافت معلومہ پر دلالت کریں۔
جیسے میل، کلومیٹر، فرسخ
(ب) مبہم: وہ اسماء جن کی انتہاء معین نہ ہو۔
جیسے اسماء جہات ستہ
یعنی فوق، تحت، یمین، شمال، امام، خلف
(ج) مشتق: وہ اسماء جو اپنے عامل کے مصدر سے مشتق ہوں۔
جیسے جَلَسْتُ مَجْلِسَ زَيْدٍ
(د) مختص: وہ اسماء جو کسی جگہ کے ساتھ خاص ہوں۔
جیسے مسجد، دار، مکہ، جنت، ارض، قمر، مشتری

ظرف متصرفہ وغیرمتصرفہ: بعض اسمائے ظروف متصرفہ اور بعض غیر متصرفہ کہلاتے ہیں متصرفہ سے مراد وہ اسماء ہیں جو بطور ظرف اور غیر ظرف دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے سَافَرْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، یوم مفعول فیہ ہے اور ظرفیت کی بناء پر منصوب ہے۔ جَاءَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ مُبَارَكٌ پہلی مثال میں یوم فاعل اور دوسری مثال میں مبتدا ہے اور غیر ظرفیت میں استعمال ہوا ہے۔

ظرف متصرفہ کی دیگر مثالیں:

اَلْقِبْلَةُ أَمَامَنَا، ظرف خبر ہے۔
زُرْتُ صَدِيْقِيْ حِيْنَ مَرِضَ، ظرف حال ہے
عِنْدِيْ طِفْلٌ دون الثنتين، ظرف صفت ہے۔
رَحَّبْتُ بِالضَّيْفِ الَّذِيْ عِنْدَكَ، ظرف صلہ ہے۔

غیر متصرفہ سے مراد وہ اسماء ہیں جو فقط ظرف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اور کلام میں مفعول فیہ واقع ہوتے ہیں۔

جیسے: جَلَسْتُ فَوْقَ السَّقْفِ، فوق مفعول فیہ ہے اور ظرفیت کی بناء پر منصوب ہے

ـنّةُ تَحْتَ أَقْدامِ الْاُمَّہاتِ، تحت فعل مقدر کا مفعول فیہ ہے اور ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے

فائدہ: ظرف زماں اور ظرف مکاں غیر مختص سے قبل فی معنیٰ مقدر ہوتا ہے جبکہ ظرف ں مختص میں عام طور پر فی کو ذکر کیا جاتا ہے۔جیسے : مَكَثْتُ فِی الْقَرْيَةِ اُسْبُوْعًا، لَيْتُ فِی الْمَسْجِدِ

ب مفعول فیہ یا نائب ظرف:

بعض اسماء ایسے ہیں جو نہ ظرف زماں کے تحت آتے ہیں اور نہ ظرف مکاں کے تحت لیکن کلام ں وہ چونکہ ظرف کی جگہ واقع ہوتے ہیں۔اس لئے مفعول فیہ ہونے کی بناء پر منصوب ہونگے وہ چند ہ بمع امثلہ ذیل میں بیان کئے جارہے ہیں:

مصدر جو وقت کی تعیین یا مقدار پر دلالت کرے۔جیسے سَافَرْتُ طُلُوْعَ الشَّمْسِ، لَسْتُ قُرْبَ الْخَطِيْبِ، طلوع اور قرب نائب الظرف ہیں۔

مضاف الی الظرف جو کلیت یا بعضیت پر دلالت کرے۔ جیسے مَشَيْتُ كُلَّ مِيْلٍ، وْمُ اللَّيْلَ بَعْضَ الْاَحْيَانِ، کل اور بعض نائب الظرف ہیں۔

) صفت الظرف جو کلیت یا بعضیت پر دلالت کرے۔ جیسے مَكَثْتُ فِی الْمُحَاضَرَةِ لِيْلًا، قَلِيْلًا نائب الظرف ہیں۔

) عدد جو کسی ظرف یا مضاف الیہ کا ممیز ہو۔جیسے سَافَرْتُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، سِرْتُ رْبَعِيْنَ كِلُوْمِتْرًا، ثلاثة اور اربعین نائب الظرف ہیں

) اسم اشارہ۔جیسے: سِرْتُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَيْرًا سَرِيْعًا، ذلک نائب الظرف ہے۔

امل ظرف کا حذف:

مفعول فیہ کے عامل کو حذف بھی کیا جاسکتا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب حذف پر کوئی دلیل موجود ہو مثلاً وہ ظرف کسی سوال کے جواب کی صورت میں آیا ہو، جیسے: مَتٰى سَافَرْتَ کے جواب يَوْمَ الْجُمُعَةِ کہا جائے عامل سَافَرْتُ جوازاً محذوف ہے، اسی طرح اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ لْاُمَّہَاتِ اس مثال میں تحت سے پہلے عامل وجد یا موجود مقدر ہے۔

صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: صمت: فعل مبنی علی السکون، تُ: ضمیر بارز فاعل مبنی علی الضم
یوم الجمعة: مضاف + مضاف الیہ = مفعول فیہ (ظرف زماں)
فعل + فاعل و مفعول فیہ = جملہ فعلیہ خبریہ

ومفعول معہ اسمیست کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنی مع
چون والجبات در جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّات

مفعول معہ وہ اسم ہے جو مذکور ہو واو بمعنی مع کے بعد۔
جیسے والجبات جَاءَ الْبَرْدُ وَ الْجُبَّاتِ ای مَعَ الْجُبَّاتِ میں۔

﴿مفعول معہ﴾

مفعول معہ سے مراد وہ اسم منصوب ہے جو واو بمعنی مع کے بعد واقع ہو، جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبّا ، واو معیۃ کی ہے یعنی بمعنی مع جبکہ اس کے بعد والا اسم الجبات مفعول معہ اور منصوب ہے، ج اَلْاَمِیْرُ وَالْجَیْشَ، واو معیۃ کی ہے یعنی بمعنی مع جبکہ اس کے بعد والا اسم الجیش مفعول معہ

فائدہ : واو معیۃ اور واو عطف میں فرق کرنا ذرا مشکل امر ہے البتہ اتنا سمجھ لینا چاہئے واو عطف اپنے ماقبل اور مابعد کے حکم میں اشتراک کا فائدہ دیتی ہے، جیسے حَضَرَ عَلِیٌّ وَحَسَ (علی اور حسن حاضر ہوئے)...... جبکہ واو معیت اپنے ماقبل اور مابعد کے حکم میں اشتراک کا فائدہ دیتی بلکہ وہ مصاحبت پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے حَضَرَ عَلِیٌّ وَغُرُوْبَ الشَّمْسِ (علی حا ہوا غروب آفتاب کے ساتھ) واو معیت کی ہے۔

مفعول معہ کی شرائط:

واو کے بعد والا اسم فضلہ ہو یعنی اس کے بغیر جملہ مکمل ہو جائے کیونکہ اگر واو کے بعد والا فضلہ نہ ہوا تو پھر وہ اسم مفعول معہ نہیں بلکہ ماقبل اسم پر معطوف ہوگا اسی طرح واو سے پہلے ایسا جملہ جس کے آغاز میں کوئی فعل ہو یا ایسا اسم ہو جو فعل کے معنی اور حروف پر مشتمل ہو۔

مفعول معہ کی چند دیگر مثالیں:

۱) اِسْتَیْقَظْتُ وَتَغْرِیْدَ الطُّیُوْرِ
(میں بیدار ہوا پرندوں کے چہچہانے کے ساتھ)

۲) سِرْتُ وَالنِّیْلَ (میں نے سیر کی نیل کے ساتھ ساتھ)

۳) اِسْتَوَی الْمَاءُ وَالْخَشَبَةَ (پانی بلند ہوا لکڑی کے ساتھ)

۴) جَلَسَ زَيْدٌ وَالسَّارِيَةَ (زید ساریہ کے ساتھ بیٹھا)

۵) سَارَ سَعِيْدٌ وَالْجَبَلَ (سعید نے سیر کی پہاڑ کے ساتھ)

۶) مَشَيْتُ وَالنَّهرَ (میں چلا نہر کے ساتھ)

مذکورہ مثالوں میں تغرید، النیل، الخشبة، السارية، الجبل

النہر مفعول معہ ہیں۔

د اہم باتیں:

۱) واؤ معیت کو حذف کرنا جائز نہیں۔

۲) واؤ معیت اور مفعول معہ کے درمیان کسی فاصل کے ذریعے فصل کرنا جائز نہیں۔

۳) اگر واؤ معیت کے بجائے مشارکت پر دال ہو تو واؤ کے بعد والا اسم معطوف ہوگا۔

۴) مفعول معہ کو اس کے عامل پر مقدم کرنا جائز نہیں۔

۵) مفعول معہ اور واؤ کے ماقبل اسم مرفوع یعنی فاعل کو متصل اور اصل ترتیب سے ذکر نا ضروری ہے ان میں نہ تو تقدم و تاخر ہو سکتا ہے اور نہ واؤ کے علاوہ کسی دوسرے لفظ کو ان کے میان لایا جا سکتا ہے۔

ؤ کی اقسام:

کی چند مشہور اقسام درج ذیل ہیں:

) **واؤ معیة**: مصاحب پر دلالت کرتی ہے اور اس کے بعد والا اسم فعل سابق کا مفعول د واقع ہوتا ہے۔ جیسے: اِسْتَيْقَظْتُ وَطُلُوْعَ الْفَجْرِ۔ (میں بیدار ہوا طلوع فجر کے ساتھ)

۲) **واؤ عاطفه**: اپنے ماقبل اور مابعد کے اشتراک و اجتماع پر دلالت کرتی ہے واؤ عاطفہ کے بعد اسم اور فعل دونوں واقع ہو سکتے ہیں۔ جیسے: جَاءَ أَحْمَدُ وَسَعِيْدٌ۔ (احمد اور سعید آئے)

۳) **واؤ صرف**: ماقبل کے حکم کو مابعد پر جاری ہونے سے روکتی ہے، اس کے بعد فعل مضارع ہوتا ہے جو ان مقدر کی بنا پر منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: لَاتَاكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ للَّبَنَ، (تم مچھلی نہ کھاؤ جب تم دودھ پیو)

۴) **واؤ جاره**: اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتی ہے۔ جیسے: وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا۔ (اور اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا)

۵) **واؤ حاليه**: ذوالحال اور جملہ حالیہ کے درمیان واقع ہوتی ہے اور رابطہ کا فائدہ دیتی ہے، جیسے، جَاءَ الطِّفْلُ وَهُوَ يَبْكِيْ (بچہ روتے ہوئے آیا)

ومفعول له اسمیست کہ دلالت کند بر چیزی کہ سبب فعل مذکور باشد
چون اکراما در قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ۔

اور مفعول لہ وہ اسم ہے جو دلالت کرے اس چیز پر جو فعل مذکور کا سبب ہو۔
جیسے اکراما قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ میں۔

﴿مفعول لہ﴾

مفعول لہ کو عام طور پر مفعول لاجلہ کہا جاتا ہے مفعول لہ بھی اسمائے منصوبات میں سے ہے اور یہ فعل کی علت اور اس کے سبب پر دلالت کرتا ہے، اصطلاح نحو میں اس کی مناسب تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی جاتی ہے۔

وہ اسم منصوب جس کو فعل سابق کے وقوع کا سبب واضح کرنے کے لئے ذکر کیا جائے۔ جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ (میں زید کی عزت کیلئے کھڑا ہوا)،..........اکراما مفعول لہ ہے جس سے فعل سابق کا سبب واضح ہو رہا ہے۔

<u>مفعول لہ کی اقسام:</u>

۱) وہ مفعول لہ جو فعل سابق کے وقوع پذیر ہونے کا سبب بیان کرے۔
جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ (میں زید کی عزت کیلئے کھڑا ہوا)

۲) وہ مفعول لہ جو فعل سابق کے موجود ہونے کی بناء پر وقوع پذیر ہو۔
جیسے قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا (میں بزدلی کی وجہ سے جنگ سے بیٹھا)

<u>مفعول لہ کی شرائط:</u>

علماء نحو کے نزدیک مفعول لہ کے منصوب ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

☆ مفعول لہ مصدر یا اسم مصدر ہو۔ جیسے اکراماً

☆ مفعول لہ کا معنی امور باطنیہ وقلبیہ پر مشتمل ہو۔ جیسے تعظیم، توقیر، رغبت، رهبت، اجلال، خوف، خشیة، جرأة، حیاء، ایمان، کفر، علم، جهل، شفقت، حمل وغیرہ

☆ مفعول لہ اور اس کے عامل کا زمانہ ایک ہو یعنی علت ومعلول زمانے کے لحاظ سے متحد ہوں

جبکہ لفظ کے اعتبار سے مفعول لہ کا فعل سابق کے مخالف ہونا بھی ضروری ہے۔

☆ مفعول لہ اور اس کے عامل کا فاعل ایک ہو، جیسے وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اَمْلَاقٍ...... یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ، خَشْیَۃَ اور اِبْتِغَاءَ مفعول لہ ہیں۔

مفعول لہ کی چند دیگر مثالیں:

☆ دَعَوْتُ اللّٰہَ اَمَلًا فِی الْاِجَابَۃِ

☆ اِرْتَحَلْتُ طَلَبًا لِلْعِلْمِ

☆ اِجْتَہَدْتُ رَغْبَۃً فِی التَّفَوُّقِ

☆ اَسْلُکُ الصَّدِیْقَ مُحَافَظَۃً عَلٰی صَدَاقَتِہٖ

☆ ہَرَبْتُ خَوْفَ الْقَتْلِ

☆ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَہُمْ فِیْ اٰذَانِہِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ

☆ اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنْہُ

☆ قَامَ زَیْدٌ اِجْلَالًا لِعَمْرٍو

مذکورہ مثالوں میں املا، طلبا، رغبۃ، محافظۃ، خوف، حذر، امنۃ، اور اجلالا مفعول لہ ہیں۔

فائدہ: اگر مفعول لہ میں مذکورہ بالا شرائط پورے طور پر موجود نہ ہوئیں تو پھر مفعول لہ منصوب ہونے کے بجائے مجرور ہوگا جیسا کہ ضَرَبْتُہٗ لِلتَّادِیْبِ کی مثال سے واضح ہو رہا ہے

مفعول لاجلہ کے احوال:

۱) مفعول لہ الٓ اور اضافت سے خالی ہوگا۔

۲) مفعول لہ معرف بالٓ ہوگا۔ ۳) مفعول لہ مضاف ہوگا۔

پہلی صورت میں اکثر منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا

دوسری صورت میں اکثر مجرور ہوتا ہے۔

جیسے: نَصَحْتُ لِلرَّغْبَۃِ فِیْ مَصْلَحَتِکَ

اور تیسری صورت میں نصب اور جر دونوں برابر ہیں۔

جیسے: تَصَدَّقْتُ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ اور لِابْتِغَاءِ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ۔

حال اسمی است نکرہ کہ دلالت کند بر ہیات فاعل چون راکبا در جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا یا برہیأت مفعول چون مشدودا در ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیات ہردو چون راکبین در لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ وفاعل ومفعول راذوالحال گویند وآن غالبا معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال رامقدم دارند چون جَاءَ نِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ

اور حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل کی حالت پر دلالت کرے جیسے راکبا، جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا میں یا مفعول کی حالت کو بیان کرے جیسے مَشْدُوْدًا ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا میں یا دونوں کی حالت کو بیان کرے۔ جیسے راکبین لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ میں۔ فاعل اور مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں۔ اور یہ غالبا معرفہ ہوتا ہے اگر نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرتے ہیں جیسے جَاءَ نِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ اور حال جملہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ

﴿حال کا بیان﴾

حال کی بحث میں دو چیزوں کا ذکر ضروری ہوتا ہے ایک حال کا اور دوسرا ذوالحال کا جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا ہے اس لئے دونوں کی وضاحت ضروری ہے علاوہ ازیں حال کے بارے میں یہ جان لینا ضروری ہے کہ وہ کلام کا باقاعدہ رکن نہیں ہوتا بلکہ جملہ سے زائد ہوتا ہے۔ یعنی اس کے بغیر بھی کلام مکمل ہو جاتا ہے۔

حال کی تعریف : وہ اسم نکرہ جو وقوع فعل کے وقت ذوالحال کی ہیئت کو بیان کرے۔
جیسے: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا۔۔۔۔۔ رَاکِبًا حال ہے کہ وہ ذوالحال زید کی ہیئت کو بیان کر رہا ہے۔

<u>صورت کے اعتبار سے حال کی اقسام:</u>
صورت اور لفظ کے اعتبار سے حال کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) **اسم ظاہر یعنی مفرد اسم :**
جیسے: عَادَتِ السَّیَّارَۃُ سَالِمَۃً سالمۃ اسم مفرد حال ہے۔

(۲) **شبہ جملہ :** جیسے رَاَیْتُ الْہِلَالَ بَیْنَ السَّحَابِ
بین السحاب شبہ جملہ حال ہے

(۳) **جملہ اسمیہ خبریہ :** جیسے: رَاَیْتُ اْلاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ

واؤحالیہ جبکہ ھو راکب جملہ اسمیہ حال ہے۔

(۴) **جملہ فعلیہ خبریہ :** جیسے جَاءَ الطِّفْلُ یَبْکِیْ

یبکی (فعل+فاعل) جملہ فعلیہ حال ہے

مختلف اعتبارات کے لحاظ سے حال کی اقسام:

مختلف اعتبارات کے لحاظ سے حال کی بہت سے اقسام ہیں جن کو بالترتیب بیان کیا جارہا ہے:

پہلی تقسیم : صورت یا نوع کے اعتبار سے حال کی تین قسمیں ہیں:

۱) حال مفردہ ۲) جملہ

۳) شبہ جملہ ان تینوں قسموں کا ذکر ہو چکا ہے۔

دوسری تقسیم : ثبوت معنی اور انتقال معنی کے اعتبار سے حال کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

۱) **حال منتقلہ :** وہ حال جو اپنے ذوالحال کی ہیئت کو بیان کرے لیکن اُس کو لازم نہ ہو بلکہ اس خاص وقت کے بعد ذوالحال سے الگ ہو جائے۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا

۲) **حال لازمہ یا حال ثابتہ :** وہ حال جو ذوالحال کو لازم ہو اور اس سے جدا نہ ہو سکے

جیسے: خُلِقَ اْلاِنْسَانُ ضَعِیْفًا

تیسری تقسیم : جمود اور اشتقاق کے اعتبار سے حال کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

۱) **حال مشتقہ :** وہ صیغہ صفت جو حال واقع ہو۔ جیسے جَاءَ خَالِدٌ ضَاحِکًا

۲) **حال جامد:** وہ حال جو اسم جامد ہو اسم مشتق نہ ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱) **مؤول بمشتق :** جس کی کسی اسم مشتق کے ساتھ تاویل کی گئی ہو۔

۲) **غیر مؤول:** جس کی تاویل نہ کی گئی ہو۔

حال جامد مؤول بمشتق کی چند ذیلی اقسام ہیں:

- وہ حال جامد جو تشبیہ پر دلالت کرے:

جیسے: وَضَحَ الْحَقُّ شَمْسًا اَیْ مُضِیْئًا یامُنِیْرًا

- وہ حال جامد جو مفاعلۃ پر دلالت کرے (مفاعلۃ سے مراد دو افراد کا آپس میں معاملہ طے کرنا): جیسے: بِعْتُ الْفَرَسَ یَدًا بِیَدٍ اَیْ مُتَقَابِضَیْنِ

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی تفصیل بیان کرے:

جیسے: تَصَفَّحْتُ الْجَرِيْدَةَ صَفْحَةً صَفْحَةً أَیْ مُفَصَّلًا

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی ترتیب بیان کرے:

جیسے: دَخَلَ الْقَوْمُ رَجُلًا رَجُلًا أَیْ مُتَرَتِّبِيْنَ

<u>حال جامدہ غیر مؤول بمشتق کی ذیلی اقسام:</u>

- وہ حال جامدہ جو کسی اسم مشتق کے ساتھ موصوف ہو۔

جیسے: اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا

- وہ حال جامدہ جو عدد پر دلالت کرے۔

جیسے: فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی نوع ہو۔

جیسے: بَاعَ التَّاجِرُ اَمْوَالَهٗ بُيُوْتًا

- وہ حال جامدہ جو ذوالحال کی فرع ہو۔

جیسے: رَغِبَتِ الْمَرْأَةُ فِی الذَّهَبِ خَاتَمًا

- وہ حال جامدہ جو تسعیر یعنی بھاؤ اور اندازے پر دلالت کرے۔

جیسے: اشْتَرَيْتُ الثَّوْبَ ذِرَاعًا بِدِيْنَارٍ

چوتھی تقسیم: تاسیس وتاکید کے اعتبار سے حال کی دو قسمیں ہیں:

۱) **حال مؤسسہ** یا **حال مبینہ**: وہ حال کہ جس کے بغیر اس کا مفہوم مستفاد نہ ہو۔ جیسے جَاءَ الطِّفْلُ اِلَی الْمَدْرَسَةِ بَاكِيًا، اس مثال میں باکیا حال موسسہ ہے جس کی وجہ سے جملہ میں نئے معنی کا فائدہ ہو رہا ہے اور یہ جدید معنی اس کے ذکر کے بغیر ممکن نہیں۔ (حال کی یہ قسم کثیر الاستعمال ہے)۔

۲) **حال موکدہ**: وہ حال جو اپنے عامل یا اپنے ذوالحال یا مضمون جملہ کی تاکید کے لئے آئے اور اس کا مفہوم اس کے بغیر بھی حاصل ہو جائے۔ جیسے تَبَسَّمَ ضَاحِكًا، تاکید عامل کے لئے ہے۔ جَاءَ التَّلَامِذُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا، ذوالحال کی تاکید کے لئے ہے۔ نَحْنُ الْاِخْوَةُ مُتَعَاوِنِيْنَ مضمون جملہ کی تاکید کے لئے ہے۔

پانچویں تقسیم : زمانے کے اعتبار سے حال کی تین قسمیں ہیں:

۱) **حال مقارنہ** : وہ حال جو زمانہ وقوع میں اپنے عامل کے ساتھ مقترن ہو۔

جیسے: هَطَلَ الْمَطَرُ كَثِيْفًا

۲) **حال مستقبلہ یا حال مقدرہ** : وہ حال جس کے معنی کا تحقق عامل کے وقوع کے بعد ہو۔ جیسے: اُدْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ اَیْ مُقَدِّرِيْنَ الْخُلُوْدَ بَعْدَ دُخُوْلِكُمْ

۳) **حال محکیہ یا حال ماضیہ** :وہ حال جس کے معنی کا تحقق زمانہ ماضی میں ہوا ہو۔

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ اَمْسِ رَاكِبًا

چھٹی تقسیم : مقصود وتوطیہ کے اعتبار سے حال کی دو قسمیں ہیں:

۱) **حال مقصودہ**: وہ حال جو بذاتہ مقصود ہو۔ جیسے سَافَرْتُ مُنْفَرِدًا

۲) **حال موطئہ**: وہ حال موصوف جو بطور تمہید اور توطیہ کے ذکر کیا جائے جبکہ مقصود اس کے بعد ہو۔ جیسے: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

ساتویں تقسیم : تعداد وانفراد کے اعتبار حال کی تین قسمیں ہیں:

۱) **حال منفردہ** : جب کلام میں ایک ہی حال موجود ہو تو اسے حال منفردہ کہیں گے۔

جیسے: رَكِبْتُ الْفَرَسَ مُسْرَجًا

۲) **حال مترادفہ** : ایک ذوالحال کے بعد واقع ہونے والے متعدد حال۔

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا مُتَبَسِّمًا

۳) **حال متداخلہ** : ایسے دو حال جن کے دو ذوالحال ہوں اور دوسرے حال کا ذوالحال پہلے حال میں ضمیر مستتر ہو یعنی اس میں داخل ہو۔ جیسے : جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا مُتَبَسِّمًا

حال کے بارے میں چند اہم باتیں:

(۱) حال کلام کا باقاعدہ رکن نہیں ہوتا بلکہ جملہ سے زائد ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود کلام اس سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ فائدہ (مقصود) اس کو ذکر کیے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا

(۲) حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں گذرا اور اگر حال معرفہ ہو تو وہ نکرہ کی تاویل میں ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ وَحْدَہٗ بمعنی جَاءَ زَیْدٌ مُنْفَرِدًا۔

(۳) حال اور ذوالحال دونوں کا عامل ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ ضَاحِکًا، جاء عامل ہے زید اور ضاحک دونوں اس کے معمول ہیں۔

ذوالحال کا بیان:

ذو الحال کی تعریف: وہ اسم معرفہ جو اس ذات پر دلالت کرے جس کی ہیئت کو حال کے ذریعے واضح کیا جائے، اسے صاحب حال بھی کہا جاتا ہے جیسے جاء زید راکبا، زید ذوالحال ہے

ذوالحال کے بارے میں چند ضروری باتیں:

(۱) کبھی فاعل ذوالحال واقع ہوتا ہے۔

جیسے: جاء زید راکبا ...... زید ذوالحال ہے اور جاء کا فاعل بھی ہے۔

(۲) کبھی مفعول بہ ذوالحال واقع ہوتا ہے۔

جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا، اور رَکِبْتُ الْفَرَسَ مُسْرَجًا

زیدا اور الفرس ذوالحال ہیں اور ضرب اور رکبت کا مفعول بہ ہیں۔

(۳) کبھی فاعل اور مفعول بہ دونوں مل کر ذوالحال واقع ہوتے ہیں۔

جیسے: لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ رَاکِبَیْنِ

تا ضمیر فاعل اور عبد اللّٰہ مفعول بہ دونوں مل کر ذوالحال واقع ہو رہے ہیں۔

(۴) ذوالحال کبھی نائب فاعل واقع ہوتا ہے۔

جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ قَائِمًا ، زید نائب فاعل ذوالحال اور قائما حال ہے۔

(۵) ذوالحال کبھی مجرور بھی واقع ہوتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِھِنْدٍ جَالِسَۃً، ھند مجرور ذوالحال اور جالسۃ حال ہے۔

(۶) ذوالحال کبھی مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔

جیسے: اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا ۔ کم ضمیر مضاف الیہ ذوالحال اور جمیعا حال ہے

(۷) ذوالحال کبھی خبر واقع ہوتا ہے۔ جیسے: ھٰذَا اَخُوْکَ رَاکِبًا، اخوک خبر ذوالحال ہے

(۸) ذوالحال اکثر و غالب معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں گذرا۔

(۹) بعض دفعہ ذوالحال نکرہ بھی واقع ہوتا ہے لیکن اس صورت میں ذوالحال حال کے بعد واقع ہوتا ہے۔ جیسے : جَاءَ رَاكِبًا رَجُلٌ اور فِی الدَّارِ جَالِسًا رَجُلٌ۔
مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں رجل ذوالحال ہے جو نکرہ ہونے کی بنا پر مؤخر ہے۔

تقدیم حال :

مندرجہ ذیل صورتوں میں حال کو ذوالحال یا عامل پر مقدم کیا جاتا ہے:

(۱) اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا لازم ہے
جیسے: جَاءَ رَاكِبًا رَجُلٌ ......راکبا حال مقدم ہے۔

(۲) حال کوئی ایسا کلمہ ہو جس کا کلام کے آغاز میں ذکر کرنا ضروری ہو تو حال کو ذوالحال اور عامل دونوں پر مقدم کرنا لازم ہے۔ جیسے : كَيْفَ جَاءَ زَيْدٌ ، كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ ......
کیف حال مقدم ہے۔

(۳) اگر ذوالحال حال کے ساتھ محصور ذکر کیا گیا ہو تو حال کو مقدم کرنا لازم ہے۔
جیسے: مَاحَضَرَ مُتَأَخِّرًا اِلَّا عَلِیٌّ

(۴) اگر ذوالحال ضمیر کی جانب مضاف ہو تو حال کو مقدم ذکر کیا جاتا ہے۔
جیسے: وَقَفَ يَخْطُبُ فِی التَّلَامِيْذِ مُعَلِّمُهُمْ

نوٹ : اگر حال جملہ ہو تو اس کو ذوالحال کے بعد ذکر کرنا لازم ہے۔
جیسے: جِئْتُ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ ، واؤ حالیہ اور اَلشَّمْسُ طَالِعَةٌ جملہ حال ہے۔
اسی طرح اگر حال محصور ہو یا ذوالحال مجرور بالاضافۃ ہو تو حال کو ذوالحال کے بعد لانا لازم ہے

حال کا عامل:

درج ذیل چیزیں حال کا عامل بن سکتی ہیں:

۱) **فعل** : جیسے جَاءَ زَيْدٌ مَاشِيًا

۲) **شبہ فعل (اسماء مشتقہ)**: جیسے سَعِيْدٌ آتٍ مَاشِيًا

۳) معنی فعل: اس کے تحت یہ چیزیں آتی ہیں:

اسم فعل : جیسے: صَهْ مُسْتَمِعًا صَهْ بمعنی اُسْكُتْ ،

اسم اشارہ : جیسے: هٰذَا بَعْلِیْ شَيْخًا، هٰذَا بمعنی اُنَبِّهُ یا اُشِيْرُ

کلمہ تشبیہ: جیسے: كَاَنَّ عَلِيًّا مُقْبِلًا اَسَدًا بمعنی كَاَنَّ تَشَبَّهْتُ

حذف عامل وذوالحال:

بعض اوقات جوازاً عامل اور ذوالحال کو حذف کردیا جاتا ہے جیسے کَیْفَ جِئْتَ کے جواب میں فقط راکباً یعنی حال کو ذکر کردیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر حال کے ذریعے کسی شیء کی زیادتی یا کمی کو بیان کیا جائے یا اسے استفہام توبیخ کے لئے ذکر کیا جائے تب بھی عامل کو حذف کردیا جاتا ہے۔ جیسے تَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ فَصَاعِدًا اَیْ اِذْهَبِ الْعَدَدَ صَاعِدًا، آنَائِمًا وَقَدْ اَشْرَقَتِ الشَّمْسُ اَیْ اَتُوْجَدُ نَائِمًا

رابط الحال:

اگر حال جملہ واقع ہورہا ہو تو اس صورت میں ایک رابط کا ہونا ضروری ہے جو اس جملہ کو ماقبل سے مربوط کردے یہ رابط تین طرح کا ہوتا ہے:

(ا) واؤ اور ضمیر: جیسے: خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ واؤ اور ھم ضمیر دونوں رابط ہیں

(ب) ضمیر: جیسے: جَاءَ الطِّفْلُ وَهُوَيَبْكِیْ ، ضمیر مستتر ھو رابط ہے۔

(ج) واؤ: جیسے: لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ، واؤ رابط ہے۔

اگر حال جملہ فعلیہ ہو اور جملہ فعلیہ کا پہلا جز فعل ماضی ہو تو اس صورت میں فعل ماضی سے پہلے حرف قد ظاہر یا مقدر کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَقَدْ رَكِبَ..... قد لفظاً مذکور ہے۔

جَاءُ وْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ ...... اصل میں قد حصرت صدورهم ہے کیونکہ قد مقدر ہے۔

جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا جاء: فعل مبنی الفتح، زید: ذوالحال مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ راکبا: حال منصوب بالفتحۃ الظاہرۃ ذوالحال + حال = فاعل۔ فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

وتمیز اسمیست کہ رفع ابہام کند از عدد چون عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا یا از وزن چون عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا از کیل چون عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا از مساحت چون مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا

اور تمیز وہ اسم ہے جو عدد سے ابہام کو دور کرے جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا یا وزن سے جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا کیل سے جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا مساحت سے جیسے مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا

﴿تمیز کا بیان﴾

تمیز مصدر ہے اور اسم فاعل کے معنی پر مشتمل ہے جدا کرنے والا مبہم کو واضح کرنے والا۔
اصطلاح نحو میں اس سے مراد وہ اسم نکرہ ہے جو ذات یا نسبت میں موجود ابہام کو دور کر کے اس کی وضاحت کرے۔ جیسے: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رُوْبِيَّةً (میرے پاس گیارہ روپے ہیں) روبیۃ تمیز ہے جس کی وجہ سے عدد (ذات) سے ابہام رفع ہوا۔

فائدہ: تمیز کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے۔

۱) وہ اسم نکرہ جو کلمہ مبہمہ کے ابہام یا معنی مجمل کے اجمال کو دور کر کے اس کی وضاحت کرے۔

۲) وہ اسم نکرہ جو عدد، وزن، کیل، مساحت یا نسبت میں موجود ابہام کو دور کر کے اس کو واضح کرے

تمییز کی اقسام:

ابہام کو رفع کرنے کے اعتبار سے تمیز کی دو قسمیں ہیں جن کی مزید ذیلی اقسام بھی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱) وہ تمیز جو ذات میں موجود ابہام کو دور کرے اس کی چار صورتیں ہیں:

الف) وہ تمیز جو عدد سے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا۔ فِی الْفَصْلِ عِشْرُوْنَ طَالِبًا

ب) وہ تمیز جو وزن کے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا، فِی الْاِنَاءِ مَنَانِ سَمْنًا

ج) وہ تمیز جو کیل کے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا، شَرِبْتُ لِتْرًا لَبَنًا

د) وہ تمیز جو مساحت کے ابہام کو دور کرے۔

جیسے: مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا، عِنْدِیْ ذِرَاعٌ حَرِیْرًا

مذکورہ مثالوں میں درهما، طالبا، زیتا، سمنا، برا، لبنا، سحابا اور حریرا تمیز واقع ہو رہے ہیں۔

۲) وہ تمیز جو نسبت میں موجود ابہام کو دور کرے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

الف) **محول عن الفاعل**: یعنی وہ تمیز جو اصل میں فاعل ہو لیکن کلام میں اسے تمیز کی صورت میں لایا گیا ہو۔ جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا (طَابَتْ نَفْسُ زَیْدٍ)

ب) **محول عن المفعول**: یعنی وہ تمیز جو اصل میں مفعول ہو لیکن کلام میں اس کو تمیز کی صورت میں استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے: وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا (وَفَجَّرْنَا عُیُوْنَ الْاَرْضِ)

ج) **محول عن المبتدا**: یعنی وہ تمیز جو اصل میں مبتدا ہو لیکن کلام میں اسے تمیز کی صورت میں لایا گیا ہو۔ جیسے اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا (مَالِیْ اَکْثَرُ مِنْکَ)

د) **غیر محول**: یعنی وہ تمیز جو کسی سے محول نہ ہو۔ جیسے اِمْتَلَأَ الْاِنَاءُ مَاءً، مَا اَحْسَنَ الرَّوْضَ اَزْهَارًا..... نِعْمَ الصِّدِّیْقُ عَلِیٌّ مُتَکَلِّمًا لِلّٰهِ دَرُّہٗ فَارِسًا مذکورہ مثالوں میں ماء، ازھار، متکلما اور فارسا تمیز غیر محول ہیں۔

<u>تمیز کی اعرابی صورتیں:</u>

تمیز عام طور پر منصوب ہوتی ہے لیکن بعض مواقع پر تمیز کو مجرور بھی لایا جاتا ہے دونوں صورتیں ترتیب سے بیان کی جا رہی ہیں۔

<u>منصوب تمیز کے مقامات:</u>

۱) اسماء المقادیر (وزن، کیل، مساحت) کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔

جیسے شَرِبْتُ کُوْبًا شَایًا

۲) شبہ المقدار کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ

۳) فعل لازم کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: اِشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا

۴) صفت مشبہ کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: مُحَمَّدٌ حَمِيْدٌ سِيْرَةً

۵) اسم منسوب کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: خَالِدٌ بَاكِسْتَانِيٌّ وَطْنًا

۶) اسم تفضیل کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: اَلْعِلْمُ اَهَمُّ مِنَ الْمَالِ ثَرْوَةً

۷) فعل تعجب کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔ جیسے: مَا اَبْهَجَ الْمَكَّةَ بَلْدًا

۸) افعال مدح وذم کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔

جیسے: نِعْمَ الصِّدِيْقُ عَلِيٌّ مُتَكَلِّمًا

۹) کم استفہامیہ اور کذا کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔

جیسے: كَمْ كِتَابًا اِشْتَرَيْتَ، عِنْدِيْ كَذَا مَالًا

۱۰) اسماء اعداد احد عشر تا تسع وتسعون کے بعد تمیز منصوب آتی ہے۔

جیسے: عِنْدِيْ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ دِيْنَارًا

مجرور تمیز کے مقامات

۱) کم خبریہ اور کاین (اسم کنایہ) کے بعد تمیز مجرور آتی ہے۔

جیسے كَمْ كُتُبٍ قَرَأْتُ، وَكَاَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا

۲) اسماء اعداد ثلاثہ تا عشر کے بعد تمیز مجرور آتی ہے جیسے لَقِيْتُ سَبْعَةَ رِجَالٍ

۳) اسماء اعداد مائۃ اور اس سے اوپر کے تمام اعداد کی تمیز مجرور آتی ہے۔

جیسے اَلْعَوَامِلُ فِى النَّحْوِ مِائَةُ عَامِلٍ، عِنْدِيْ اَلْفَا رُوْبِيَّةٍ

ممیز کی تعریف:

وہ ذات یا نسبت جس میں موجود ابہام کو تمیز رفع کرے۔ جیسے عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا۔ عشرون ممیز ہے۔

ممیز کی اقسام:

۱) **مُمَيَّز مَلْفُوْظ:** وہ ممیز جو کلام میں مذکور نہ ہو بلکہ اس کا اعتبار کیا گیا ہو اور عقل کے ذریعے اس کو سمجھا گیا ہو اسے عام طور پر نسبت کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسے اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا۔ (مجھے مال کے لحاظ سے تیری نسبت اکثریت حاصل ہے)۔ اس مثال میں اکثریت کی نسبت متکلم کی طرف ہو رہی ہے لیکن ابہام تھا کہ وہ اکثریت کس نسبت سے ہے مَالًا تمیز لا کر اس ابہام کو

رفع کر دیا گیا کہ وہ اکثریت مال کے اعتبار سے ہے گویا اکثر کی جو نسبت متکلم کی طرف ہو رہی ہے وہ تمیز ملحوظ ہے۔

۲) **ملفوظ:** وہ ممیز جو کلام میں مذکور ہو اس ممیز کی دو صورتیں ہیں

الف) **اسم کنایہ** : جیسے: كَمْ كِتَابًا دَرَسْتَ ، عِنْدِىْ كَذَا دِرْهَمًا وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا۔۔۔ان مثالوں میں کم، کذا اور کاین ممیز ملفوظ ہیں۔

ب) **اسم ظاہر** : اس کی چار صورتیں ہیں:

☆ **عدد :** عِنْدِىْ اَحَدَ عَشَرَ رُوْبِيًا : احد عشر ممیز اور عدد ہے۔

☆ **وزن :** عِنْدِىْ رِطْلٌ زَيْتًا : رطل ممیز اور وزن ہے۔

☆ **کیل :** عِنْدِىْ قَفِيْزَانِ بُرًّا : قفیزان ممیز اور کیل ہے

☆ **مساحت:** عِنْدِىْ ذِرَاعٌ ثَوْبًا : ذراع ممیز اور مساحت ہے۔

<u>چند اہم باتیں:</u>

☆ تمیز ہمیشہ اسم نکرہ کے طور پر ہی استعمال ہوتی ہے۔

☆ وہ تمیز جو ذات کے ابہام کو دور کرتی ہے اس کو ممیز نصب دیتا ہے، جبکہ وہ تمیز جو نسبت کے ابہام کو دور کرتی ہے اس کو فعل مذکور یا شبہ فعل نصب دیتا ہے۔

☆ ابہام سے مراد شیء کا غیر واضح ہونا ہے۔

☆ وزن، کیل اور مساحت کو مقدار کہا جاتا ہے کیونکہ ان تینوں سے شیء کی مقدار کا تعین کیا جاتا ہے۔

☆ کیل سے مراد ہے ماپنے کا مخصوص آلہ مخصوص آلہ کے ذریعے متعین کردہ مقدار، جیسے: لیٹر، گیلن، وغیرہ، مساحت وہ مقدار جو ناپ کے ذریعے متعین ہو۔ کلو میٹر، گز وغیرہ۔

☆ ہوا کا دباؤ، زلزلہ کی قوت اور کثافت معلوم کرنے کے آلات بھی مقدار کے تحت آتے ہیں۔

☆ ممیز کی ایک صورت "شبہ مقدار" بھی ہے اس کو مقدار کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہے۔ جیسے: مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ...... ذرۃ ممیز شبہ مقدار ہے۔

ممیز کی اقسام میں ایک ممیز وہ بھی ہے جو دراصل تمیز کی فرع ہوتا ہے۔

جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا (یہ انگوٹھی لوہے کی ہے) خاتم ممیز حدیدا تمیز کی فرع ہے

☆ تمیز ہمیشہ عامل کے بعد واقع ہوتی ہے اس کا عامل سے مقدم ہونا جائز نہیں ہے

مفعول بہ اسمیست کہ فعل فاعل برو واقع شود چون ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا بدانکہ این
ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود بدین سبب گویند کہ
اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَۃٌ

اور مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمروا اور جان تو کہ یہ
تمام منصوبات جملہ کے مکمل ہونے کے بعد ہوتے ہیں اور جملہ فعل اور فاعل کے ساتھ مکمل
ہو جاتا ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ المنصوب فضلۃ

﴿مفعول بہ کا بیان﴾

جملہ فعلیہ میں عام طور پر فاعل کے بعد مفعول بہ کا ذکر بھی ہوتا ہے کیونکہ فاعل کے فعل کا اثر مفعول بہ پر ہوتا ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مفعول بہ فعل متعدی کے بعد آتا ہے جبکہ فعل لازم کے بعد مفعول بہ نہیں آتا کہ اس کو مفعول بہ کی محتاجی نہیں ہوتی اور اس کا مفہوم فاعل کے ساتھ ہی پورا ہو جاتا ہے۔ نیز مفعول بہ اسمائے منصوبہ میں سے ہے یعنی مفعول بہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے،

مفعول بہ کی تعریف: وہ ذات جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔

جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا، عمروا مفعول بہ ہے۔

فائدہ: مفعول بہ پر وقوع فعل سے مراد عام ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱) فاعل کا فعل حسی طور پر مفعول بہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا، عمروا مفعول بہ ہے جس پر حسی طور پر فعل اثر انداز ہوا۔

۲) فاعل کے فعل کا تعلق مفعول بہ سے محض معنوی طور پر ہوتا ہے اور مفعول بہ کا نصب بطور تعظیم ہوتا ہے۔ جیسے وَاتَّقُوا اللّٰہَ، اللّٰہ مفعول بہ ہے جس کے ساتھ فعل کا تعلق معنوی طور پر ہے نہ کہ حسی طور پر

۳) بعض اوقات مفعول بہ کی طرف فعل بصورت اثبات منسوب ہوتا ہے۔
جیسے رَکِبْتُ الْفَرَسَ، الفرس مفعول بہ ہے جس کی طرف فعل کا کی نسبت

بصورت اثبات ہے

۴) بعض اوقات مفعول بہ کی طرف فعل بصورت نفی منسوب ہوتا ہے۔

جیسے لَمْ اَضْرِبْ زَيْدًا، زیدا مفعول بہ ہے جس کی طرف فعل بصورت نفی منسوب ہے

مفعول بہ کی اقسام:

۱) اسم ظاہر: جیسے "رَكِبْتُ الْفَرَسَ" الفرس اسم ظاہر مفعول بہ ہے۔

۲) ضمیر منصوب متصل: جیسے "اَكْرَمَنِیْ زَيْدٌ" ی ضمیر متصل منصوب محلا مفعول بہ ہے

۳) ضمیر منصوب منفصل: "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" اياك ضمیر منفصل منصوب محلاً مفعول بہ ہے

۴) مصدر مؤول: جیسے "عَلِمْتُ اَنَّكَ سَافِرٌ" (عَلِمْتُ سَفَرَكَ)

۵) اسم مبہم (اسم اشارہ): جیسے: خُذْ هٰذَا الْغُلَامَ

۶) اسم ناقص (اسم موصول): جیسے اَكْرَمْتُ الَّذِیْ زَارَنِیْ

۷) اسم استفہام: جیسے مَنْ اَكْرَمْتَ

۸) اسم شرط: جیسے مَنْ تُكْرِمْ اُكْرِمْ بِهٖ

۹) جملہ: جیسے وَلَاتَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

فائدہ (۱): مفعول بہ کی اقسام میں سے مفعول بہ صریح اور مفعول بہ غیر صریح بھی ہیں

ذیل میں ان کی وضاحت بمع امثلہ بیان کی جارہی ہے:

مفعول بہ صریح: وہ مفعول بہ جو اسم ظاہر یا اسم ضمیر ہو۔ جیسے رَكِبْتُ

الْفَرَسَ اور رَكِبْتُهٗ، الفرس اور "ہ" ضمیر مفعول بہ صریح ہیں۔

مفعول بہ غیر صریح: وہ مفعول بہ جو حرف جر کے واسطہ سے مفعول بہ واقع

یا وہ مصدر یا مفرد کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بنے۔ جیسے عَلِمْتُ اَنْ تَجْتَهِدَ، ان تجتہ

بتاویل مصدر مفعول بہ ہے۔ وَلَاتَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ، اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰ

بتاویل مفرد مفعول بہ ہے۔ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ، زید حرف جر با کے واسطہ سے مفعول بہ ہے۔

فائدہ (۲): بعض اوقات فعل کے بعد اکٹھی دو منصوب ضمیریں آجاتی ہیں ا

صورت میں پہلی ضمیر مفعول بہ اور دوسری اس کی تاکید کہلائے گی۔ جیسے: عَلَّمْتُهٗ اِيَّاهُ

مفعول بہ کا حذف:

مفعول بہ عموماً کلام میں مذکور ہوتا ہے لیکن بعض مواقع پر مفعول بہ کو حذف کر دیا جاتا ہے:

ا) وہ مقام جہاں سیاق کلام مفعول بہ کے حذف پر دلالت کرے یعنی کلام سے معلوم ہو جائے کہ یہاں مفعول بہ محذوف ہے۔ جیسے مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۔اصل میں مَاقَلَاكَ ہے، مفعول بہ کاف ضمیر منصوب متصل محذوف ہے، اسی طرح فَلَوْشَاءَ لَہَدَاکُمْ اصل میں فَلَوْ شَاءَ هَدَايَتَكُمْ لَـهَدَاكُمْ ہے۔هَدَايَتَكُمْ مفعول بہ محذوف ہے۔

۲) وہ مقام جب کلام میں دو فعلوں کے بعد ایک ہی مفعول بہ مذکور ہو۔ جیسے رَأَيْتُ وَكَلَّمْتُ زَيْدًا اصل میں رَأَيْتُ زَيْدًا وَكَلَّمْتُ زَيْدًا ہے رَأَيْتُ کا مفعول بہ محذوف ہے۔

۳) وہ مقام جہاں متکلم فقط معنی فعل کا فاعل سے اثبات چاہتا ہے۔ جیسے زَيْدٌ يَخَافُ ، زَيْدٌ خوف محسوس کرتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ کس سے خوف محسوس کرتا ہے یہاں متکلم نے زید کے خوف محسوس کرنے کے اثبات کا ارادہ کیا ہے۔

تقدیم مفعول بہ:

مفعول بہ کو کلام میں فاعل کے بعد ذکر کیا جاتا ہے البتہ کبھی مفعول بہ فاعل سے یا فعل اور فاعل دونوں سے مقدم ہوتا ہے تفصیل ملاحظہ ہو:

ا) فاعل کے ساتھ کوئی ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول بہ کی طرف راجع ہو تو مفعول بہ وجوباً فاعل پر مقدم ہوتا ہے۔ جیسے: وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ ابراھیم مفعول بہ فاعل پر مقدم ہے

ب) مفعول بہ ضمیر متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو تو مفعول بہ وجوباً فاعل پر مقدم ہوتا ہے جیسے: شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا ، شَغَلَتْ کے ساتھ نا ضمیر متصل مفعول بہ ہے۔ جو فاعل پر مقدم ہے۔

ج) مفعول بہ اگر ایسا اسم ہو جس کا صدر کلام میں آنا ضروری ہو تو مفعول بہ فعل اور فاعل دونوں پر وجوباً مقدم ہوتا ہے۔ جیسے: "فَاَیَّ آيَاتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ "اَیَّ مفعول بہ ہے جو فعل اور فاعل دونوں پر مقدم ہے۔

د) اگر مفعول بہ ضمیر منفصل ہو تو فعل اور فاعل دونوں پر وجوباً مقدم ہوتا ہے۔ جیسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ ، اِيَّاكَ مفعول بہ ہے جو فعل اور فاعل دونوں پر مقدم ہے۔

ز) کبھی مفعول بہ فاعل پر جوازاً مقدم ہوتا ہے۔
جیسے: وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُر۔
آلَ فِرْعَوْنَ مفعول بہ جوازاً فاعل پر مقدم ہے۔
س) بعض اوقات مفعول بہ جوازاً فعل اور فاعل پر مقدم ہوتا ہے۔
جیسے: فَرِيقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيقًا يَقْتُلُوْنَ ،
فَرِيقًا مفعول بہ ہے جو فعل اور فاعل دونوں پر جوازاً مقدم ہے۔

مفعول بہ کا عامل:

مفعول بہ کو مندرجہ ذیل چیزیں نصب دیتی ہیں:

۱) فعل: جیسے: ضَرَبْتُ اللِّصَّ۔
اللِّصَّ مفعول بہ ہے جس کو ضَرَبْتُ فعل نے نصب دیا۔

۲) شبہ فعل جیسے: جَاءَ الْحَافِظُ كِتَابَ اللّٰهِ۔
كِتَابَ اللّٰهِ مفعول بہ ہے جس کو اَلْحَافِظُ اسم فاعل نے نصب دیا۔

۳) مصدر جیسے: وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ
اَلنَّاسَ مفعول بہ ہے جس کو دَفْعُ مصدر نے نصب دیا۔

۴) اسم فعل جیسے: عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ
اَنْفُسَكُمْ مفعول بہ ہے جس کو عَلَيْكُمْ اسم فعل نے نصب دیا۔

فائدہ: بعض اوقات فعل اور فاعل دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے اور فقط مفعول بہ کو ذکر کیا جاتا ہے جیسے کوئی شخص مخاطب سے کہے مَنْ ضَرَبْتَ (تو نے کس کو مارا) تو اس کے جواب میں مخاطب فقط زیـــــــداً (مفعول بہ) کا ذکر کرے، اسی طرح کسی کا استقبال کرتے ہوئے متکلم اھلاً وسھلاً کہے۔ اصل عبارت ہوگی۔ اَتَيْتَ اَهْلًا وَنَزَلْتَ مَكَانًا سَهْلًا، اسی طرح يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ اصل عبارت اُنَادِيْ سَيِّدَ الرُّسُلِ ہے۔

تنبیہ: کبھی کلام میں ایک سے زائد مفعول بہ بھی آتے ہیں اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

فصل بدانکہ فاعل بر دو قسم ست مظہر چون ضَــــرَبَ زَیْـــدٌ ومضمر بارز چون ضَرَبْتُ ومستتر یعنی پوشیدہ چون زَیْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ ھُوَ است در ضَــرَبَ مستتر بدانکہ چون فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد چون قَــامَــتْ ھِنْدٌ وَھِنْدٌ قَامَتْ اَیْ ھِیَ ودر مظہر مؤنث غیر حقیقی ودر مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چون طَــلَــعَ الشَّــمْــسُ وَطَــلَـعَــتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ

فصل: جان تو کہ فاعل دو قسم پر ہے مظہر جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ اور مضمر بارز جیسے ضربتُ اور مستتر یعنی پوشیدہ جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ کہ ضَرَبَ کا فاعل ھو ہے جو ضرب میں مستتر ہے جان تو کہ فاعل مؤنث حقیقی ہو یا ضمیر مؤنث علامت تانیث فعل میں لازمی ہوگی جیسے قَــامَــتْ ھِــنْـدٌ اور ھِــنْـدٌ قَــامَــتْ یعنی ھــی اور فاعل مظہر مؤنث غیر حقیقی اور فاعل مظہر جمع مکسر میں دو وجہ جائز ہیں۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَـلَـعَتِ الشَّمْس اسی طرح قَالَ الرِّجَالُ اور قَـالَـتِ الرِّجَالُ

﴿فاعل کی اقسام﴾

فاعل کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱) **اسم ظاہر:** جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ، زَیْدٌ اسم ظاہر فاعل ہے۔
قَالَ اللّٰہ، اللّٰہ اسم ظاہر اور فاعل ہے۔

۲) **ضمیر بارز:** جیسے: ضَرَبْتُ، تا ضمیر بارز فاعل ہے۔
ضَرَبْنَ۔ ن ضمیر بارز اور فاعل ہے۔

۳) **ضمیر مستتر:** جیسے: ضَرَبَ۔ اس میں ھو ضمیر مستتر فاعل ہے۔
ضَرَبَتْ اس میں بھی ضمیر مستتر فاعل ہے۔

فائدہ: فاعل کی دو صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱) اَن کی وجہ سے فعل مضارع بتاویل مصدر فاعل واقع ہوتا ہے۔
جیسے: یَنْبَغِیْ اَنْ تَفُوْزَ۔ اَنْ تَفُوْزَ بمعنی فَوْزُكَ فاعل ہے۔

۲) أنَّ اپنے اسم وخبر کے ساتھ بتاویل مفرد ہو کر فاعل ہوتا ہے۔

جیسے: سَرَّنِیْ أَنَّکَ نَجَحْتَ۔ انک نجحت بمعنی نَجَاحُکَ

فاعل ہے۔ یاد رہے کہ یہ دونوں قسمیں اسم ظاہر میں شمار کی جاتی ہیں۔

<u>فاعل کے ساتھ فعل کی مختلف صورتیں:</u>

۱) فاعل اگر مؤنث حقیقی ہو تو فعل کے ساتھ علامت تانیث لانا ضروری ہے۔

جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ

۲) اگر فاعل ضمیر مؤنث ہو تو اس صورت میں بھی فعل کے ساتھ علامت تانیث کا لانا ضروری ہے۔ جیسے: هِنْدٌ قَامَتْ۔ قَامَتْ میں هِیَ ضمیر مستتر فاعل ہے اس لئے فعل کے ساتھ علامت تانیث ہے۔

۳) اگر فاعل مؤنث مجازی ہو تو فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔

جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ

۴) اگر فاعل جمع تکسیر ہو تو اس صورت میں بھی فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: قَالَ الرِّجَالُ۔ قَالَتِ الرِّجَالُ۔

۵) اگر فاعل مونث ہو اور فعل جامد کے بعد واقع ہو تو فعل کو دونوں طرح لایا جاسکتا ہے۔ جیسے: نِعْمَ الْفَتَاةُ سَعَادَةٌ، نِعْمَتِ الْفَتَاةُ سَعَادَةٌ

تنبیہ: وہ مقام جہاں فعل مذکر لانا ضروری ہے چاہے فاعل مؤنث ہی ہو درج ذیل ہیں:

- جب فعل اور فاعل کے درمیان اِلَّا کے ذریعے فصل کیا گیا ہو۔

جیسے: مَا حَضَرَ اِلَّا هِنْدٌ

- جب فاعل معنیً مذکر اور لفظاً مؤنث ہو۔ جیسے: جَاءَ طَلْحَةُ
- جب فاعل جمع مذکر سالم ہو۔ جیسے: جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ

تقدیم فاعل علی المفعول:

فاعل ہمیشہ مفعول بہ سے پہلے واقع ہوتا ہے بالخصوص جب فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو یا مفعول بہ کو محصور ذکر کیا جائے تو فاعل لازماً مفعول بہ پر مقدم ہوگا۔

جیسے: أَحْبَبْتُ الْوَطَنَ، مَا فَهِمَ أَحَدٌ اِلَّا سَلِيْمًا

فاعل کے بارے میں چند ضروری باتیں:

۱) اگر فاعل اسم جمع یا جنس ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔

جیسے: قَامَ النِّسَاءُ قَامَتِ النِّسَاءُ

۲) اگر فاعل کے فعل کا تعلق مدح یا ذم کے ساتھ ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: نِعْمَ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ نِعْمَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ

۳) اگر فاعل اور فعل کے درمیان کوئی فاصل ہو سوائے الا کے تو بھی فعل کو دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: حَضَرَ الْقَاضِیَ امْرَأَةٌ

حَضَرَتِ الْقَاضِیَ امْرَأَةٌ

۴) فاعل اگر تثنیہ یا جمع ظاہر ہو تو فعل مفرد لایا جاتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْمُدَرِّسَانِ ، جَاءَ الْمُدَرِّسُوْنَ ، جَاءَ تِ الْمُدَرِّسَاتُ

۵) فاعل تثنیہ یا جمع ہو تو فعل کے ساتھ بعض اوقات علامت تثنیہ اور علامت جمع کو بھی لایا جا سکتا ہے۔ جیسے: قَامَا الزَّيْدَانِ ، قَامُوا الزَّيْدُوْنَ ، قُمْنَ الْهِنْدَاتُ

فائدہ: فاعل کو فعل پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح فاعل کو حذف کرنا بھی جائز نہیں ہے کہ وہ کلام میں عمدہ ہوتا ہے اور اگر فعل سے پہلے کوئی اسم ظاہر موجود ہو جس کے بارے میں فاعل ہونے کا گمان ہو تو دو صورتیں ہیں۔

۱) وہ اسم ظاہر مبتداء واقع ہوگا اور فعل میں ضمیر وجوبا مستتر ہوگی جو کہ فاعل واقع ہوگی اور اس اسم ظاہر کی طرف راجع ہوگی۔ جیسے: زَيْدٌ قَامَ ، زَيْدٌ مبتدا۔ اور قَامَ میں هُوَ ضمیر مستتر فاعل ہے جو کہ زید مبتدا کی طرف راجع ہے۔

۲) وہ اسم ظاہر فعل محذوف یعنی مقدر کا فاعل ہوگا۔

جیسے: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ ، اَحَدٌ فاعل ہے۔ اور اس سے پہلے فعل اِسْتَجَارَكَ مقدر ہے فعل کے مقدر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اِنْ شرطیہ ہمیشہ فعل پر داخل ہوتا ہے۔

قسم دوم مجهول بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را نصب کند چون ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ تَادِيْبًا وَالْخَشْبَةِ وفعل مجہول را فعل مالم یسم فاعلہ گویند و مرفوعش را مفعول مالم یسم فاعلہ گویند

دوسری قسم، مجہول۔ جان تو کہ فعل مجہول وہ ہے جو فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقی کو نصب دیتا ہے۔ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ تَادِيْبًا وَالْخَشْبَةَ اور فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ بھی کہتے ہیں اور اس کے مرفوع کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔

﴿فعل مجہول کا بیان﴾

جیسا کہ باب کے شروع میں بتایا گیا ہے کہ فعل کی دو قسمیں ہیں فعل معروف اور فعل مجہول، فعل معروف کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے فعل مجہول جس کو فعل مالم یسم فاعلہ اور مبنی للمفعول بھی کہتے ہیں کی تعریف حسب ذیل ہے: وہ فعل جس کا فاعل کلام میں مذکور نہ ہو۔ یا وہ فعل جس کی نسبت مفعول بہ کی طرف ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ

فعل مجھول کا عمل: فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے جو فاعل کی جگہ میں ہونے کی وجہ سے نائب فاعل کہلاتا ہے۔ نیز وہ دیگر مفعولات کو نصب ہی دیتا ہے۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ تَادِيْبًا وَالْخَشْبَةَ

مذکورہ بالا مثال میں زید نائب فاعل ہے یوم مفعول فیہ ظرف زماں، امام مفعول فیہ ظرف مکان ضربا مفعول مطلق تادیبا مفعول لہ اور الخشبة مفعول معہ ہے۔

نائب فاعل کی تعریف: وہ اسم مرفوع جو فعل مجہول کے بعد فاعل محذوف کی جگہ واقع ہو جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ، زید نائب فاعل ہے جبکہ ضُرِبَ فعل مجہول ہے۔

فائدہ: کلام میں فاعل کو حذف کرنے کی بے شمار وجوہات ہیں مثلاً خوف، طمع، ایثار، ضرورت، انکار، اختصار، تحقیر، عظمت وغیرہ کے مواقع پر فاعل کو بعض اوقات حذف کر دیا جاتا ہے البتہ دو صورتیں زیادہ معروف ہیں۔

۱) جب فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ (زید مارا گیا)

۲) فاعل کو ذکر نہ کیا گیا ہو لیکن وہ معروف ہو اور مذکور نہ ہونے کے باوجود بغیر کسی تردد کے کلام سے سمجھ آ رہا ہو۔ جیسے: خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا، فاعل اللہ تعالیٰ ہے کلام میں مذکور نہیں لیکن ہر کس و ناکس کو معلوم ہے اور هُزِمَ الْعَدُوُّ ظاہر ہے فاعل جَيْشُنَا ہے اصل عبارت یوں ہے۔ هَزَمَ جَيْشُنَا الْعَدُوَّ

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم ست اول متعدی بیک مفعول چون ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چون اعطی وآنچہ در معنی او باشد چون اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا وانیجا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز ست

فصل: جان تو کہ فعل متعدی چار قسم پر ہے اول جو ایک مفعول کو چاہتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔ دوم جو دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے لیکن ایک مفعول پر اقتصار جائز ہوتا ہے۔ جیسے: اعطی اور وہ فعل جو اس کے ہم معنی ہو۔ جیسے اعطیت زیداد رهما اور اس جگہ اعطیت زیدا بھی جائز ہے۔

﴿فعل متعدی کی اقسام﴾

فعل متعدی یعنی وہ فعل جس کو فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کی محتاجی بھی ہوتی ہے کی چار قسمیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر۱: وہ فعل متعدی جس کو فقط ایک ہی مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔

جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا، ضرب فعل متعدی ہے جو فقط ایک مفعول بہ کا محتاج ہوتا ہے۔

نوٹ: اکثر افعال متعدیہ کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

نمبر۲: وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں کا محتاج ہوتا ہے لیکن اس کے ایک مفعول کو حذف کرنا بھی جائز ہوتا ہے۔ جیسے: اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا،

اعطی فعل متعدی ہے جو دو مفعولوں کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ لیکن اس کے دو مفعولوں میں سے ایک کو حذف کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، مثال کے طور پر یوں کہا جا سکتا ہے:

جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے:

اَعْطَیْتُ دِرْهَمًا۔

سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا نباشد این در افعال قلوب است چون عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَزَعَمْتُ وَرَأَيْتُ وَوَجَدْتُ چون عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا چهارم متعدی بسه مفعول چون اَعْلَمَ وَاَرٰى وَاَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَنَبَّأَ وَحَدَّثَ چون اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا

سوم جو دو مفعول کی طرف متعدی ہو، لیکن اقتصار ایک پر جائز نہ ہو اور یہ افعال قلوب میں سے ہے۔ جیسے عَلِمْتُ ،ظَنَنْتُ ،حَسِبْتُ ،خِلْتُ ،زَعَمْتُ ،رَأَيْتُ، وَجَدْتُ جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا اور ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا ۔ چہارم جو تین مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے اَعْلَمَ، اَرٰى، اَنْبَأَ، اَخْبَرَ، خَبَّرَ، نَبَّأَ، حَدَّثَ جیسے اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا ۔

نمبر ۳: وہ فعل متعدی جو دو مفعولوں کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اُن میں سے کسی کا حذف جائز نہیں ہوتا۔ جیسے: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا۔ اور ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا۔

علم اور ظن دونوں افعال متعدیہ ہیں جن کو بہر صورت دو مفعولوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن میں سے کسی کو حذف کرنا جائز نہیں ہوتا ان افعال متعدیہ کا تعلق قلب سے ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کو افعال قلوب کہا جاتا ہے۔

افعال قلوب کی تفصیل

تعریف: وہ افعال جن کا تعلق قلب یعنی عقل کے ساتھ ہو۔

کتب نحو میں ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن مصنف نے فقط سات کا ذکر کیا ہے۔

عَلِمْتُ	جیسے :	عَلِمْتُ اللّٰهَ حَكِيْمًا
ظَنَنْتُ	جیسے:	ظَنَنْتُ الْهِلَالَ طَالِعًا
حَسِبْتُ	جیسے:	وَلَاتَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ
خِلْتُ	جیسے:	خِلْتُ الشَّمْسَ مَحْجُوْبَةً
زَعَمْتُ	جیسے:	يَزْعُمُوْنَ الْحَقَّ بَاطِلًا
رَأَيْتُ	جیسے:	رَأَيْتُ اللّٰهَ رَحِيْمًا
وَجَدْتُ	جیسے:	وَجَدْتُ الْحَقَّ مُضِيْئًا

فائدہ: افعال قلوب چونکہ کبھی یقین اور کبھی شک یا گمان غالب پر دلالت کرتے ہیں اس لئے ان کو دو قسموں میں منقسم کیا جا سکتا ہے:

۱) وہ افعال قلوب جو یقین کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: عَلِمْتُ ، رَأَيْتُ ، وَجَدْتُ

مثال: عَلِمْتُ زَيْدًا قَائِمًا۔

۲) وہ افعال قلوب جو شک یا گمان غالب کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے: ظَنَنْتُ ، حَسِبْتُ ، خِلْتُ ، زَعَمْتُ

مثال: ظَنَنْتُ خَالِدًا قَائِمًا

افعال قلوب کی حالتیں:

افعال قلوب کی عمل کرنے اور نہ کرنے کے لحاظ سے مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱) افعال قلوب دونوں مفعولوں کو نصب دیتے یعنی عمل کرتے ہیں۔

جیسے ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا

۲) افعال قلوب کا عمل لفظاً اور محلاً باطل ہو جاتا ہے جبکہ وہ دونوں مفعولوں کے درمیان یا اُن کے بعد واقع ہوں اور اس صورت میں فعل ملغی ہوتا ہے جبکہ فاعل کمعنی ظرف ہوتا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ ظَنَنْتُ عَالِمٌ اور زَيْدٌ عَالِمٌ ظَنَنْتُ ،

مذکورہ بالا دونوں جملے زَيْدٌ عَالِمٌ فِيْ ظَنِّيْ کے معنی میں ہیں۔

۳) افعال قلوب کا عمل لفظاً باطل ہو جاتا ہے لیکن محلاً باطل نہیں ہوتا یعنی افعال قلوب کے بعد والے جملہ اسمیہ کے دونوں جز لفظاً مرفوع ہوتے ہیں جبکہ معنی اور محلاً دو مفعولوں کے قائم مقام ہوتے ہیں اور یہ اُس صورت میں ہوتا ہے جب افعال قلوب کے بعد کوئی ایسا کلمہ موجود ہو جس کا صدر کلام میں آنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً۔

ا)	لام ابتداء:	جیسے:	ظَنَنْتُ لَزَيْدٌ قَائِمٌ
ب)	ما نافیہ:	جیسے:	عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ
ج)	لا نافیہ:	جیسے:	علمت لا زید قائمٌ وَلَا عَمْرٌو
د)	اِنْ نافیہ:	جیسے:	عَلِمْتُ اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ
ر)	ہمزہ استفہام:	جیسے:	عَلِمْتُ أَزَيْدٌ قَائِمٌ أَمْ عَمْرٌو

س) جب دو مفعولوں میں سے ایک اسم استفہام ہو۔ جیسے عَلِمْتُ أَيُّهُمْ اَبُوْكَ

فائدہ ۱: اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو افعال قلوب کے مفعول ثانی کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنے مخاطب سے دریافت کرے مَنْ ظَنَنْتَهُ قَائِمًا تو مخاطب جواب میں کہے ظَنَنْتُ زَيْدًا۔

فائدہ ۲: فعل متعدی کی دوسری اور تیسری قسم میں فرق سمجھنے کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ اتنا سمجھ لیا جائے کہ جس فعل متعدی کے کسی مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں ہوتا وہ دونوں مفعول افعال قلوب کے دخول سے پہلے آپس میں مبتدا اور خبر کا تعلق رکھتے ہیں جبکہ دوسری قسم میں ایسا نہیں ہے۔ جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا قَائِمًا (زَيْدٌ قَائِمٌ)

تتمہ: افعال قلوب کی بحث کے آخر میں اس حوالے سے چند اہم باتیں فائدہ کے لئے ذکر کی جارہی ہیں ان افعال کو افعال ظن اور اس کے اخوات کا نام دیا جاتا ہے۔ ان افعال کو مختلف اقسام پر تقسیم کیا جاتا ہے جن کی تفصیل و تقسیم دیکھئے:

افعال ظن اور اس کے اخوات کی باعتبار معنی دو قسمیں ہیں:

۱) افعال قلوب ۲) افعال تحویل یا افعال تصییر

افعال قلوب :

اس کی چار قسمیں ہیں: ۱) وہ جو فقط یقین پر دلالت کرتے ہیں یہ چار افعال ہیں۔

مثالیں: وَجَدْتُ	جیسے:	وَجَدْتُ الْعَدْلَ وَاجِبًا
تَعَلَّمْ:	جیسے:	تَعَلَّمِ الصِّدْقَ نَجَاةً
أَلْفَيْتُ	جیسے:	أَلْفَيْتُ الاجْتِهَادَ وَسِيْلَةً لِلْفَلَاحِ
دَرَيْتُ:	جیسے:	دَرَيْتُكَ وَفِيًّا بِالْعَهْدِ

۲) وہ افعال جو رجحان پر دلالت کرتے ہیں اور یہ پانچ افعال ہیں:

مثالیں: جَعَلْتُ	جیسے:	جَعَلْتُ الشُّجَاعَ جَبَانًا
حَجَوْتُ	جیسے:	حَجَوْتُ الْمَالَ بَاقِيًا
عَدَدْتُ	جیسے:	عَدَدْتُ الْحِسَابَ يَسِيْرًا

زَعَمْتُ جیسے زَعَمْتُ عَلِيًّا شُجَاعًا هَبْ جیسے هَبْ عَلِيًّا حَاضِرًا

۳) وہ افعال جو یقین اور رجحان دونوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن یقین کے معنی غالب ہوتے

ہیں اور یہ دو فعل ہیں:

مثالیں: رَأَیْتُ جیسے: رَأَیْتُ تَقَدُّمَ الْمَرْءِ مَوْقُوْفًا عَلٰی حُسْنِ اَخْلَاقِهٖ

عَلِمْتُ جیسے: عَلِمْتُ الصِّدْقَ خَیْرًا

۴) وہ افعال جو یقین اور رجحان دونوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن رجحان کے معنی غالب ہوتے ہیں

مثالیں: ظَنَنْتُ جیسے: ظَنَنْتُ الْهِلَالَ طَالِعًا

حَسِبْتُ جیسے: حَسِبْتُ الْمَالَ نَافِعًا

خِلْتُ جیسے: خِلْتُ الْوُدَّ صَافِیًا

فائدہ: یقین سے مراد وقوع خبر کا یقینی ہونا جبکہ رجحان سے مراد خبر کے وقوع کا غالب گمان ہونا ہے۔

افعال تحویل:

وہ افعال جو کسی شیء کی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ افعال تحویل اور ان کی مثالیں:

جَعَلَ جیسے: فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا

رَدَّ جیسے: فَرَدَّ شُعُوْرَهُنَّ السُّوْدَ بَیْضًا

تَرَكَ جیسے: وَتَرَكْنَا الطِّفْلَ رَضِیْعًا

اِتَّخَذَ جیسے: اِتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا

تَخِذَ جیسے: تَخِذْتُ سَعْدًا صَدِیْقًا

صَیَّرَ جیسے: صَیَّرْتُ الْعَدُوَّ صَدِیْقًا

وَهَبَ جیسے: وَهَبَ عُثْمَانُ الْمُسْلِمِیْنَ مَالًا

فعل متعدی بہ سہ مفعول

نمبر۳: وہ فعل جو تین مفعولوں کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ جیسے: أَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا، زیدًا مفعول اول عمرًوا مفعول ثانی اور فاضلاً مفعول ثالث ہے۔

یاد رہے کہ اس باب کے مفعول ثانی اور مفعول ثالث آپس میں فعل متعدی کے دخول سے پہلے حقیقتاً مبتدا اور خبر واقع ہوتے ہیں۔ جیسے اَعْلَمْتُ زَیْدًا الْخَبَرَ صَحِیْحًا (الخبر صحیح) اَنْبَأْتُ عَبْدَاللّٰهِ زَیْدًا مُسَافِرًا (زید مسافرٌ)

بدانکہ این ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب عَلِمْتُ ومفعول سوم در باب أَعْلَمْتُ ومفعول لہ ومفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد و دیگر ہارا شاید و در باب أَعْطَيْتُ مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم۔

جان تو کہ یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں اور علمت کے باب کا دوسرا مفعول اور اعلمت کے باب کا تیسرا مفعول ، مفعول لہ اور مفعول معہ فاعل کی جگہ (نائب فاعل) واقع نہیں ہو سکتے اور دیگر مفعولات کبھی فاعل کی جگہ آتے ہیں اور اعطیت کا پہلا مفعول دوسرے مفعول کی بنسبت مفعول مالم یسم فاعلہ بننے کے زیادہ لائق ہے۔

فائدہ: فاعل کا نائب بننے کی صلاحیت درج ذیل اسماء میں ہوتی ہے۔

۱) مفعول بہ: جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ : زید حقیقتاً مفعول بہ اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے

۲) مفعول فیہ ظرف مکان: جیسے: جُلِسَ أَمَامُكَ ،
امام دراصل مفعول فیہ ظرف مکان ہے اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے۔

۳) مفعول فیہ ظرف زمان: جیسے: صِيمَ رَمَضَانُ ،
رمضان دراصل مفعول فیہ ظرف زمان ہے اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے۔

۴) مصدر یعنی مفعول مطلق: جیسے فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ، نفخة درحقیقت مفعول مطلق اور اس جملہ میں نائب فاعل ہے۔

۵) جار مجرور: جیسے وَلَمَّا سُقِطَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ ، فی ایدیھم جار مجرور اس جملہ میں نائب فاعل ہے۔

<u>وہ مفعولات جو نائب فاعل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے:</u>

۱) علمت یعنی افعال قلوب کا مفعول ثانی۔ ۲) باب اعلمت کا مفعول ثالث

۳) مفعول معہ، ۴) مفعول لہ،

۵) مصدر مؤکد یعنی وہ مفعول مطلق جو فعل سابق کی تاکید کے لئے آتا ہے۔

یاد رہے کہ باب اعطٰی کے دونوں مفعول نائب فاعل بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں البتہ اس کے مفعول اول کو نائب فاعل بنانا زیادہ مناسب ہے۔

فصل بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند کَانَ وَصَارَ وَظَلَّ وَبَاتَ وَاَصْبَحَ وَاَضْحٰی وَاَمْسٰی وَعَادَ وَآضَ وَغَدَا وَرَاحَ وَمَازَالَ وَمَاانْفَکَّ وَمَابَرِحَ وَمَافَتِئَ وَمَادَامَ وَلَيْسَ این افعال بفاعل تنہا تمام نشوند ومحتاج باشند بخبرے بدین سبب لہٰذا آنہا را ناقصہ گویند ودر جملہ اسمیہ روند ومسند الیہ را برفع کنند ومسند را بنصب چون کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا مرفوع را اسم کان گویند ومنصوب را خبر کان وباقی را برین قیاس کن بدانکہ بعضے ازین افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چون کَانَ مَطَرٌ شد باران بمعنے حصل واورا کان تامہ گویند وکان زائدہ نیز باشد

فصل: جان تو کہ افعال ناقصہ سترہ ہیں کان، صار، ظل، بات، اصبح، اضحی، امسی، عاد، آض، غدا، راح، مازال، ماانفک مابرح مافتی مادام، لیس یہ افعال تنہا فاعل کے ساتھ پورے نہیں ہوتے اور خبر کے محتاج ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کو افعال ناقصہ کہتے ہیں یہ جملہ اسمیہ میں داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ کو رفع اور مسند کو نصب دیتے ہیں جیسے کان زید قائما مرفوع کو اسم کان اور منصوب کو خبر کان کہتے ہیں باقی کو تو اسی پر قیاس کر لے جان تو کہ ان میں سے بعض افعال بعض صورتوں میں تنہا اپنے فاعل پر پورے ہو جاتے ہیں۔ جیسے کان مطر بارش ہوئی یہ بمعنی حصل کے ہے اور اسکو کان تامہ کہتے ہیں اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے۔

﴿افعال ناقصہ کا بیان﴾

افعال ناقصہ کا تعلق کلمات نواسخ سے ہے کیونکہ یہ افعال اپنے معمول ودخول کے سابق حکم کو منسوخ کر دیتے ہیں اگرچہ ان افعال کی تعداد زیادہ ہے لیکن مصنف نے فقط سترہ افعال کا ذکر کیا ہے جن کی تفصیل وتوضیح ذیل میں بیان کی جائے گی۔

افعال ناقصہ، تعریف وحکم:

افعال ناقصہ سے مراد وہ افعال ہیں جو فاعل کو زمانہ ماضی میں کسی صفت پر ثابت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں یہ افعال مبتدا اور خبر یعنی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب دیتے ہیں علاوہ ازیں افعال ناقصہ کے بعد مبتدا ان افعال کا اسم اور خبر مبتدا ان افعال کی خبر کہلاتے ہیں۔ مثال: جیسے کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا، مذکورہ مثال میں کان فعل ناقص، زید اسم کان اور قائما خبر کان ہے۔

افعال ناقصہ کو ناقصہ کہنے کی وجہ:

افعال ناقصہ فعل متعدی کی طرح ہیں بایں طور کہ فعل متعدی کا مفہوم فقط فاعل کے ذکر سے پورا نہیں ہوتا بلکہ مفعول بہ کا ذکر بھی اس کے بعد ضروری ہوتا ہے بالکل اسی طرح افعال ناقصہ کا مفہوم و مقصود بھی فقط فاعل کے ذکر سے مکمل نہیں ہوتا بلکہ کلام میں ان کی خبر کا ذکر بھی لازمی ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے افعال ناقصہ کا اسم مجازاً ان کا فاعل اور ان کی خبر مجازاً ان کا مفعول بہ کہلاتا ہے۔

جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا۔ صار فعل ناقص ہے زید حقیقتاً اسم صار اور مجازاً فاعل صار ہے جبکہ غنیا حقیقتاً خبر صار اور مجازاً صار کا مفعول بہ ہے۔

اسم کان کی تعریف:

وہ مبتدا جس پر کان یا دوسرا کوئی فعل ناقص داخل ہو۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا میں زیدٌ

خبر کان کی تعریف:

ہر وہ خبر مبتدا جس پر کان داخل ہو لیکن کان کے دخول کے بعد وہ منصوب ہو جائے۔

جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا میں قائما

افعال ناقصہ کی اقسام:

عمل کرنے کے اعتبار سے افعال ناقصہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

نمبر۱: وہ افعال ناقصہ جو بغیر کسی شرط کے عمل کرتے ہوئے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں اُن کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے۔

☆ **كَانَ**: یاد رہے کہ کان ناقصہ کئی معانی پر دلالت کرتا ہے۔

ا) كَانَ کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے بطور استمرار و دوام کے ہوتا ہے۔

جیسے: وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی اس کی رحمت کا سلسلہ جاری رہتا ہے منقطع نہیں ہوتا۔

ب) كَانَ کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے بطور انقطاع کے ہے۔

جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا، ظاہر ہے زید ہمیشہ کھڑا نہیں رہے گا بلکہ کچھ وقت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

☆ **صَارَ** :صَـارَاپنے اسم کے ایک وصف سے دوسرے وصف یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔
جیسے: صَارَ زَیْدٌ فَقِیْہًا (زید فقیہ ہوا یعنی زید جہالت سے فقاہت کی طرف منتقل ہوگیا) اور صَارَ الطِّیْنُ حَجَرًا (کیچڑ پتھر ہوا)

☆ **عَادَ** صَارَ کا معنی دیتا ہے۔جیسے عَادَ عَمْرٌو غَانِمًا (عمرو غانم ہوا)

☆ **آضَ** صَارَ کا معنی دیتا ہے۔جیسے آضَ زَیْدٌ سَالِمًا (زید سلامتی والا ہوا)

☆ **غَدَا** صَارَ کا معنی دیتا ہے۔جیسے غَدَا بَکْرٌ مُسَافِرًا (بکر سفر کرنے والا ہوا)

☆ **رَاحَ** صَارَ کا معنی دیتا ہے۔جیسے رَاحَ زَیْدٌ عَاجِلاً (زید جلدی کرنے والا ہوا)

☆ **اَمْسٰی** : یہ فعل ناقص دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے وقت مساء (زوال سے نصف لیل) میں ہوا۔جیسے اَمْسٰی زَیْدٌ مَسْرُوْرًا زید شام کے وقت خوش ہوگیا۔

☆ **اَصْبَحَ** : یہ فعل ناقص دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے وقت صباح (نصف لیل سے زوال تک) میں ہوا۔جیسے:اَصْبَحَ زَیْدٌ صَائِمًا ،زید صبح کے وقت روزے والا ہوگیا۔

☆ **ظَلَّ**: یہ فعل ناقص اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے دن (طلوع شمس سے غروب تک) کے وقت ہوا۔
جیسے: ظَلَّ زَیْدٌ مُتَفَکِّرًا (زید دن کے وقت فکر مند ہوا)

☆ **بَاتَ**: یہ فعل ناقص دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا ثبوت اس کے اسم کے واسطے رات کے وقت ہوا۔ جیسے: بَاتَ زَیْدٌ نَائِمًا

اصبح ، امسٰی ، اضحی ، ظل اور بات بعد والے جملہ کے مضمون کو ان اوقات کے ساتھ ملانے کا فائدہ دیتے ہیں کہ جن اوقات پر یہ افعال دلالت کرتے ہیں،لیکن کبھی یہ صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں یعنی اسم کے خبر کے ساتھ متصف ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور وقت کی قید سے خالی ہوتے ہیں۔جیسے اَصْبَحَ خَالِدٌ غَنِیًّا (خالد غنی ہوگیا)

☆ لَیْسَ (اصل لَیِسَ) یہ فعل ناقص زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی کے لئے آتا ہے یعنی اسم سے خبر کے ثبوت کی نفی زمانہ حال میں کرتا ہے۔ جیسے لَیْسَ النَّجَاحُ سَہْلاً (کامیابی آسان نہیں ہے)

علاوہ ازیں بعض علمائے نحو کے نزدیک لیس فقط مضمون جملہ کی نفی کے لئے آتا ہے وہ نفی زمانہ حال میں ہو زمانہ استقبال میں ہو یا زمانہ ماضی میں۔ جیسے لَیْسَ النَّجَاحُ سَہْلاً

۲) وہ افعال ناقصہ جو اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں شرط یہ ہے کہ افعال ناقصہ سے پہلے کلمہ نفی، نہی یا کلمہ دعا ہو۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☆ مَازَالَ جیسے: مَازَالَ الْمَطَرُ غَزِیْرًا (بارش برستی رہی)

☆ مَا بَرِحَ جیسے: مَا بَرِحَ الْمَرِیْضُ مُتَوَجِّعًا (مریض درد محسوس کرتا رہا)

☆ مَا فَتِئَ جیسے: مَافَتِئَ الطَّالِبُ حَاضِرًا (طالب علم حاضر ہوتا رہا)

☆ مَاانْفَکَّ جیسے: مَاانْفَکَّ زَیْدٌ جَالِسًا (زید بیٹھا رہا)

فائدہ: ما زال ، ما برح ، مافتئ اور ما انفک یہ چاروں افعال ناقصہ استمرار و دوام کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ چاروں افعال ما نافیہ کے بغیر نفی کے معنی پر دلالت کرتے ہیں جب ان پر حرف نفی ما داخل کیا گیا تو نفی کی نفی سے ثبوت کے معنی پیدا ہو گئے۔ مثال کے طور پر زال کا مفہوم ہے کسی شی ء کا زائل ہونا یعنی منفی ہو جانا اور جب "ما" داخل ہوا تو معنی ہو گئے کسی شی ء کا زائل نہ ہونا یعنی منفی نہ ہونا بلکہ اس کا مسلسل ثابت رہنا۔

۳) وہ افعال ناقصہ جو اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں شرط یہ ہے کہ ان افعال سے پہلے ما مصدریہ ہو یہ ایک ہی فعل ہے۔ مَادَامَ جیسے: لَاتَعْبُرِ الشَّارِعَ مَا دَامَتِ الْاِشَارَۃُ حَمْرَاءَ (سرخ اشارہ باقی رہنے تک تو سڑک عبور نہ کر)۔

یاد رہے کہ مادام کسی امر کی توقیت (وقت کی تعیین) کو اس مدت کے ساتھ ثابت کرنے کے لئے آتا ہے جس میں اس کی خبر اس کے فاعل کے لئے ثابت ہو۔

فائدہ: مادام کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے کوئی جملہ واقع ہو۔

ان کی اقسام:

ان کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

کان ناقصہ : اس صورت میں کان اسم اور خبر دونوں کا محتاج ہوتا ہے۔

جیسے: کَانَ زَیْدٌ عَالِمًا

) **کان تامہ** : اس صورت میں کان اپنے مرفوع کے ساتھ تام ہو جاتا ہے اور خبر کا
اج نہیں ہوتا۔ جیسے: کَانَ مَطَرٌ (بارش برسی) (کُنْ ، فَیَکُوْنُ)

وٹ : کَانَ تامہ حَصَلَ کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے اسی طرح وَجَدَ ، حَضَرَ اور ثَبَتَ کے
نی بھی لئے جا سکتے ہیں۔

۱) **کان زائدہ** : کان زائدہ لفظی اور معنوی طور پر کوئی عمل نہیں کرتا بلکہ یہ تحسین کلام
کے لئے آتا ہے اور اگر اسے کلام سے حذف کر دیا جائے تب بھی کلام کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں
پڑتا جیسے: لَایُوْجَدُ کَانَ مِثْلُکَ (تیری مثل کوئی موجود نہیں)
ر لایوجد مثلک کہا جائے تب بھی کوئی معنوی تبدیلی نہیں ہوگی، یاد رہے کہ کان زائدہ ہمیشہ
کلام کے وسط میں آتا ہے شروع کلام میں نہیں آتا۔

کان ناقصہ کی ایک اور تقسیم

کان ناقصہ کو درج اقسام پر بھی تقسیم کیا جاتا ہے:

۱) **کان انقطاعیہ**: وہ کان ناقصہ جو ایسے امر پر دلالت کرے جو زمانہ ماضی میں وقوع
پذیر ہوا پھر منقطع ہو گیا۔ جیسے کَانَ زَیْدٌ مَرِیْضًا (زید مریض تھا) یعنی اب صحت مند ہے۔

۲) **کان استمراریہ** : وہ کان ناقصہ جو ایسے امر پر دلالت کرے جس میں استمرار و دوام
پایا جائے۔ جیسے وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

۳) **کان بمعنی صار یا کان انتقالیہ** : وہ کان ناقصہ جو کسی امر کے ایک حال
سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے وَسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ
سَرَابًا، وَبُسَّتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ هَبَاءً مُّنْثُوْرًا

۴) **کان شانیہ** : وہ کان ناقصہ جس کا اسم ضمیر شان کی صورت میں محذوف ہو اور خبر جملہ

ہو جو اس کا مفسر ہو۔جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمٌ اصل میں ہے كَانَ هُوَزَيْدٌ قَائِمٌ

فائدہ(۱): مصنف نے لفظ کان کے بارے میں کچھ وضاحت کی ہے درحقیقت زَالَ ، فَتِئَ اور لَيْسَ کے علاوہ بقیہ تمام افعال ناقصہ کبھی خلاف اصل تامہ بھی استعمال ہوتے ہیں ایسی صورت میں یہ افعال فعل لازم کی طرح ہوتے ہیں ان کو خبر کی محتاجی نہیں رہتی بلکہ فاعل کے ساتھ ہی ان کا مفہوم مکمل ہو جاتا ہے۔جیسے: فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ، اور وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ لَااَبْرَحُ

فائدہ(۲): وہ افعال ناقصہ جو وقت کے مفہوم پر مشتمل ہوتے ہیں تام ہونے کی صورت میں ان کے مفہوم میں دخول کے معنی کا اضافہ ہو جائے گا۔جیسے اَصْبَحَ زَيْدٌ (زید صبح کے وقت داخل ہوا) اَضْحٰى خَالِدٌ (خالد چاشت کے وقت داخل ہوا)۔

افعال ناقصہ کے اسم وخبر کے بارے میں ضروری بات:

نمبر۱: افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

جیسے كَانَ عَالِمًا زَيْدٌ اور وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

نمبر۲: لیس اور مادام کے علاوہ بقیہ افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم اور خود ان افعال پر بھی مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے عَالِمًا كَانَ زَيْدٌ

افعال ناقصہ کی تصریف وعدم تصریف کے اعتبار سے اقسام:

۱) وہ افعال ناقصہ جن سے مضارع اور امر کے صیغے بھی آتے ہیں لیکن عمل ماضی جیسا ہوتا ہے۔

جیسے۔ اصبح ، اضحی ، کان ، ظل ، بات ، امسٰی ، بات ، صار ، عدا، راح ، آض ، عاد ،

۲) وہ افعال ناقصہ جن سے مضارع کے صیغے آتے ہیں لیکن امر کے صیغے نہیں آتے۔

جیسے: مازال ، ما فتئ ، ما برح ، ما انفک۔

۳) وہ افعال ناقصہ جو جامد ہیں یعنی ان سے مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے۔

جیسے: مادام اور لیس

نوٹ: کبھی کان کے فعل مضارع مجزوم بلم کے آخر سے نون یعنی لام کلمہ کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے

جیسے: لم یکن سے لم یک

فصل بدانکہ افعال مقاربہ چارست عَسٰی وَکَادَ وَکَرُبَ وَاَوْشَکَ واین افعال در جملہ اسمیہ روند چون کَانَ اسم رابرفع کنند وخبر رابنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد باان چون عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ یا بےان چون عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجَ وشاید کہ فعل مضارع باان فاعل عسی باشد واحتیاج بخبر نیفتد چون عَسٰی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ در محل رفع بمعنے مصدر

فصل: جان تو کہ افعال مقاربہ چار ہیں عسی، کاد، کرب اور اوشک یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوں گے۔ جیسے کان ہے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مگر اس جگہ ان کی خبر فعل مضارع ان کے ساتھ ہوگی۔ جیسے: عسی زید ان یخرج یا بغیر ان کے۔ جیسے: عسی زید یخرج اور ممکن ہے کہ فعل مضارع ان کے ساتھ مل کر عسی کا فاعل واقع ہو اور خبر کا محتاج نہ ہو۔ جیسے: عسی ان یخرج زید محل رفع میں بمعنی مصدر کے ہے۔

﴿افعال مقاربہ﴾

افعال مقاربہ سے مراد وہ افعال ہیں جو خبر کے متکلم کے لئے قریب الحصول ہونے کی امید، وثوق یا خبر کے شروع ہو جانے پر دلالت کرتے ہیں مصنف نے چار افعال کا ذکر کیا ہے۔

۱) **عسٰی:** فعل عسٰی خبر کے قریب الحصول ہونے کی امید پر دلالت کرتا ہے۔
جیسے: عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ

۲) **کَادَ:** فعل کَادَ خبر کے قریب الحصول ہونے کے وثوق پر دلالت کرتا ہے۔
جیسے: کَادَ خَالِدٌ یَجِیْءُ

۳) **کَرُبَ** جیسے: فعل کَرُبَ کَادَ کی طرح ہے جیسے کَرُبَ الشِّتَاءُ یَنْقَضِیْ

۴) **اَوْشَکَ**: جیسے: فعل اَوْشَکَ کَادَ کی طرح ہے جیسے اَوْشَکَ زَیْدٌ اَنْ یَّاتِیَ

افعال مقاربہ کا عمل:

افعال مقاربہ عمل کے اعتبار سے کان ناقصہ کی طرح ہیں اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں لیکن مذکورہ عمل کرنے کے لئے ان کی خبر کا فعل مضارع ہونا ضروری ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں:

ا) ان افعال کی خبر محض فعل مضارع کی صورت میں ہوگی۔

جیسے: عَسٰی زَیْدٌ یَقُوْمُ، کَادَ خَالِدٌ یَجِیْءُ،

کَرُبَ الشِّتَاءُ یَنْقَضِیْ، اَوْشَکَ زَیْدٌ یَخْرُجُ

ب) ان افعال کی خبر فعل مضارع مع اَنْ مصدریہ کی صورت میں ہوگی۔

جیسے: عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ، کَادَ خَالِدٌ اَنْ یَجِیْءَ،

کَرُبَ الشِّتَاءُ اَنْ یَنْقَضِیَ، اَوْشَکَ زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ

عسٰی تامہ: یاد رہے کہ بعض اوقات فعل عسٰی تام بھی ہوتا ہے اس صورت میں فعل مضارع مع ان عسیٰ کا فاعل واقع ہوتا ہے جیسے عَسٰی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ اس مثال میں ان یخرج زید بتاویل مفرد عسیٰ کا فاعل ہے۔

فائدہ: افعال مقاربہ کے بارے میں مصنف نے اختصار سے کام لیا ہے درحقیقت افعال مقاربہ کی تعداد زیادہ ہے جن کو علماء نحو نے تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

نمبر۱: افعال مقاربہ: وہ افعال جو (فاعل کے لئے) خبر کے قریب الحصول ہونے کے وثوق پر دلالت کرتے ہیں۔

جیسے کاد: یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ

(قریب ہے کہ وہ ان کی آنکھیں اچک لے)

کرب: کَرُبَ الشِّتَاءُ یَنْقَضِیْ

(قریب ہے کہ موسم گرما گزر جائے)

اوشک: اَوْشَکَ زَیْدٌ اَنْ یَّاْتِیَ (قریب ہے کہ زید آ جائے)

نمبر۲: افعال رجاء: وہ افعال جو خبر کے قریب الحصول ہونے کی امید پر دلالت کرتے ہیں:

جیسے: عسی: عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ، امید ہے زید جلدی نکلے گا۔

حری: حَرَی الْغَائِبُ اَنْ یَّحْضُرَ امید ہے غائب کا حاضر ہونا قریب ہے۔

اخلولق: اِخْلَوْلَقَ الْهَوَاءُ اَنْ یَّعْتَدِلَ امید ہے ہوا جلدی معتدل ہو جائے گی۔

نمبر ۳: افعال شروع: وہ افعال جو اسم کے لئے خبر کے شروع ہو جانے پر دلالت کرتے ہیں

جیسے جعل: جَعَلَ الرَّعْدُ يَقْصِفُ بجلی کڑکنے لگی

طَفِقَ يَاطَفَقَ: طَفِقَ الْجَيْشُ يَتَحَرَّكُ لشکر حرکت کرنے لگا۔

اخذ: اَخَذَ الْمَطَرُ يَنْزِلُ بارش برسنے لگی۔

نوٹ: شرع، بَدَءَ، هَبَّ، أنشاء، علق وغیرہ کا تعلق بھی افعال شروع کے ساتھ ہے۔

افعال مقاربہ کے حوالے سے چند اہم باتیں:

۱) افعال مقاربہ اگر مابعد اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیں تو اس صورت میں افعال مقاربہ ناقصہ کہلاتے ہیں اور اگر ان کے بعد فقط ان کا مرفوع (فاعل) ہی مذکور ہو تو یہ تامہ کہلاتے ہیں۔

۲) اگر افعال مقاربہ کے بعد فعل مضارع مع اَن اور فعل مضارع کے بعد کوئی اسم ظاہر مرفوع ہو تو اس صورت میں افعال مقاربہ کو ناقصہ اور تامہ دونوں بنانا جائز ہے۔

جیسے: اَوْشَكَ اَنْ يَّفُوْزَ الْقَوِيُّ ناقصہ ہونے کی صورت میں اَنْ يَّفُوْزَ خبر اَوْشَكَ اور اَلْقَوِيُّ اسم اوشک ہوگا جبکہ تامہ ہونے کی صورت میں اَنْ يَّفُوْزَ الْقَوِيُّ مصدر مؤول اَوْشَكَ کا فاعل ہوگا۔

۳) افعال مقاربہ کی خبر کے ساتھ اَنْ کے مقترن ہونے اور نہ ہونے کی تین صورتیں ہیں:

☆ افعال رجاء کی خبر کا اَنْ کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

☆ افعال شروع کا اَنْ سے خالی ہونا ضروری ہے۔

☆ افعال مقاربہ کی خبر کو دونوں طرح لانا جائز ہے۔

۴) افعال مقاربہ کی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

۵) افعال مقاربہ جامد ہوتے ہیں البتہ اوشک، کاد، طفق اور جعل کے ماضی اور مضارع دونوں آتے ہیں۔

فصل بدانکہ افعال مدح وذم چہار ست نَعَمَ وحَبَّذَا برائے مدح وبِئْسَ وَسَاءَ برائے ذم وہر چہ مابعد فاعل باشد آن رامخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند وشرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چون نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا مضاف بسوی معرف بلام باشد چون نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ چون نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ فاعل نِعْمَ هُوَ است مستتر درنِعْمَ وَرَجُلًا منصوب ست برتمیز زیرا کہ هو مبہم ست وحَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فعل مدح ست وذَا فاعل اووزَيْدٌ مخصوص بالمدح وہمچنین بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَسَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو

فصل: جان تو کہ افعال مدح وذم چار ہیں نعم اور حبذا مدح کیواسطے، بئس اور ساء ذم کیواسطےاور جو بھی فاعل کا مابعد ہوتو اسکو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں اور شرط یہ فاعل معرف بلام ہوتا ہے۔ جیسے نعم الرجل زید یا مضاف ہو معرف بلام کی طرف جیسے نعم صاحب القوم زید یا ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو۔ جیسے نعم رجلا زید، نعم کا فاعل ھو ہے جو نعم میں مستتر ہےاور رجلا منصوب ہے۔ تمیز ہونے کی بنا پر اسلئے کہ ھو مبہم ہے۔ حبذا زید حب فعل مدح ہے اور ذا فاعل ہے اور زید مخصوص بالمدح اور اسی طرح بئس الرجل زید اور ساء الرجل عمرو ہے

﴿افعال مدح وذم کا بیان﴾

افعال مدح وذم سے مراد وہ افعال عاملہ ہیں جو کسی شی کی تعریف یا مذمت کے لئے آتے ہیں یعنی یہ افعال انشاء مدح وذم کے لئے وضع کئے گئے ہیں، یہ چار فعل ہیں جن میں سے دو نِعْمَ اور حَبَّذَا کا تعلق افعال مدح سے ہے جبکہ دو بِئْسَ اور سَاءَ کا تعلق افعال ذم کے ساتھ ہے۔ افعال مدح وذم اپنے فاعل کو رفع دیتے ہیں ذیل میں ان کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جارہا ہے۔

افعال مدح : وہ افعال جو کسی شی کی مدح (تعریف) کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ ۔ زید اچھا مرد ہے۔ نعم فعل مدح ہے۔

جیسے حَبَّذَا زَيْدٌ زید اچھا ہے حب فعل مدح ہے۔

مخصوص بالمدح : وہ ذات جس کی مدح کی جائے۔

جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ زید مخصوص بالمدح ہے۔

افعال ذم : وہ افعال جو کسی شی کی مذمت کے لئے آتے ہیں۔
جیسے بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ ، زید برا آدمی ہے۔بئس فعل ذم ہے۔
سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ زید برامرد ہے۔ ساء فعل ذم ہے۔
مخصوص بالذم : وہ ذات یاشی جس کی مذمت کی جائے۔
جیسے بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ زید مخصوص بالذم ہے۔

افعال مدح وذم اور اس کے ارکان:

افعال مدح وذم جب کلام میں استعمال کئے جاتے ہیں تو ایسا کلام تین ارکان پر مشتمل ہوتا ہے:
۱) فعل مدح یا فعل ذم ۲) فعل مدح یا فعل ذم کا فاعل
۳) مخصوص بالمدح اگر وہ فعل مدح کے بعد واقع ہو اور مخصوص بالذم اگر وہ فعل ذم کے بعد واقع ہو
مثلاً: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ
مذکورہ مثالوں میں نعم فعل مدح اور بئس فعل ذم ہے۔الرجل دونوں مثالوں میں فاعل ہے جبکہ زید مثال اول میں فعل مدح کے بعد واقع ہونے کی بنا پر مخصوص بالمدح اور مثال ثانی میں فعل ذم کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے مخصوص بالذم ہے۔

افعال مدح وذم کی صورتیں (حبذا کے علاوہ)

۱) افعال مدح وذم کا فاعل معرف باللام ہوتا ہے۔
جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ
۲) افعال مدح وذم کا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے۔
جیسے: نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ ، بِئْسَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ ۔
۳) فعل مدح وذم کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے جس کا ابہام دور کرنے کے لئے نکرہ منصوبہ کی صورت میں اس کی تمیز لائی جاتی ہے۔جیسے نِعْمَ رَجُلاً زَيْدٌ ، بِئْسَ رَجُلاً زَيْدٌ
مذکورہ مثالوں میں نعم اور بئس میں ھو ضمیر مستتر فاعل ہے جس کے ابہام کو دور کرنے کے لئے رجلا تمیز لائی گئی ہے۔

افعال مدح وذم کے بارے میں چند ضروری باتیں:

۱) مصنف نے افعال مدح وذم کے فاعل کی تین صورتیں بیان کی ہیں لیکن کتب نحو میں اس کے فاعل کی مندرجہ ذیل دو صورتیں مزید بیان کی جاتی ہیں:

ا) افعال مدح وذم کا فاعل الذی ،مَا موصولہ یا مَن موصولہ ہوتا ہے۔

جیسے۔ نِعْمَ مَا تَفْعَلُ الْخَيْرَ ، بِئْسَ مَا تَفْعَلُ السَّرِقَةَ

ب) افعال مدح وذم کا فاعل ایسے اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے جو اپنے بعد والے معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے:نِعْمَ قَائِدُ جَيْشِ الْمُسْلِمِيْنَ خَالِدٌ ، بِئْسَ قَائِدُ جَيْشِ الْمَجُوْسِيِّيْنَ رُسْتَمُ

۲) مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم اکثر فاعل کے بعد اور مرفوع ہوتا ہے یاد رہے کہ اس کے مرفوع ہونے کی دو صورتیں ہیں:

ا) مخصوص بالمدح وذم مبتدا مؤخر ہوتا ہے اور فعل فاعل جملہ انشائیہ خبر مقدم۔

جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ ، زَيْدٌ مبتدا مؤخر ہے جبکہ نِعْمَ الرَّجُلُ خبر مقدم ہے۔

ب) مخصوص بالمدح وذم: خبر ہوتی ہے جبکہ مبتدا محذوف ہوتا ہے۔

جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (نِعْمَ الرَّجُلُ هُوَ زَيْدٌ) زید ھو محذوف کی خبر ہے۔

۳) مخصوص بالمدح وذم عموماً فعل اور فاعل سے مؤخر ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہے البتہ کبھی مخصوص بالمدح وذم کو فعل سے مقدم بھی لایا جاسکتا ہے۔ جیسے اَلْكِتَابُ نِعْمَ الصَّدِيْقُ (الکتاب مخصوص بالمدح ہے)

۴) حبذا دیگر افعال مدح وذم سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس کا فاعل غالباً ذا اسم اشارہ کی صورت میں آتا ہے۔جیسے: حَبَّذَا زَيْدٌ میں حب فعل مدح ذا اسم اشارہ فاعل اور زید مخصوص بالمدح ہے۔البتہ کبھی حب کا فاعل اسم اشارہ کے علاوہ کوئی دوسرا اسم ہوتا ہے۔جیسے:حَبَّ الصَّادِقُ خَالِدٌ

۵) اگر فعل حبــذا کے شروع میں لا نافیہ موجود ہو تو اس صورت میں یہ فعل ذم کے لئے ہوگا۔

جیسے لَا حَبَّذَا النِّفَاقُ

۶) بعض اوقات فاعل ضمیر مستتر کی تمیز ما اسم نکرہ کی صورت میں لائی جاتی ہے جیسے نِعْمَ مَا تَفْعَلُ الْخَيْرَ، مثال مذکورہ میں ما اسم نکرہ تمیز ہے اور ممیز نعم میں ھو ضمیر مستتر ہے۔

۷) افعال مدح وذم افعال جامدہ ہیں لیکن کبھی ان کے ساتھ تائے تانیث لاحق ہوتی ہے۔

جیسے: نِعْمَتِ الْفَتَاةُ عَائِشَةُ اور بِئْسَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ

فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول مَا اَفْعَلَہٗ چون مَا اَحْسَنَ زَیْدًا چہ نیکو است زید تقدیرش اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا مَا بمعنے ای شیء است در محل رفع بابتدا و احسن در محل رفع خبر مبتدا و فاعل احسن ھو ست درو مستتر و زیدا مفعول بہ دوم افعل بہ چون اَحْسِنْ بِزَیْدٍ احسن صیغہ امر ست بمعنے خبر تقدیرش اَحسن زیدای صار ذا حسن و با زائدہ است

فصل: جان تو فعل تعجب دو صیغے ہیں جو ہر ثلاثی مجرد سے آتے ہیں اول ما افعلہ جیسے ما احسن زیدا زید کتنا اچھا ہے اس کی اصل ای شیء احسن زیدا ہے ما ای شیء کے معنی میں ہے جو محل رفع میں ہے ابتداء کی بناء پر احسن محل رفع میں خبر مبتدا ہے احسن کا فاعل ھُـــوَ ہے جو اس میں پوشیدہ ہے اور زَیْدًا مفعول بہ ہے دوم افعل بہ ہے جیسے احسن بزید ہے احسن امر کا صیغہ خبر (فعل ماضی) کے معنی میں ہے اس کی اصل احسن زید یعنی صار ذا حسن (زید حسن والا ہوا) ہے جبکہ با زائدہ ہے۔

﴿فعل تعجب کا بیان﴾

فعل تعجب سے مراد وہ خاص ہیئت کے صیغے ہیں جو انشائے تعجب کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ اگر چہ تعجب کے لئے دیگر کلمات بھی کلام عرب میں استعمال ہوئے ہیں لیکن زیادہ معروف دو ہی صیغے ہیں جن کو کتب نحو میں بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

فعل تعجب کی تعریف: وہ فعل جو اس کیفیت پر دلالت کرتا ہے جو کسی مخفی سبب والی شی کے ظاہر ہونے پر عظمت و دہشت کی بناء پر نفس میں پیدا ہوتی ہے۔ جیسے مَا اَعْلَمَہٗ وہ کتنا علم والا ہے

<u>فعل تعجب کے صیغے:</u>

۱) ما افعلہ : جیسے مَا اَحْسَنَہٗ اور مَا اَحْسَنَ زَیْدًا

مذکورہ صیغہ چار چیزوں سے مرکب ہے۔ ۱) ما ۲) فعل ماضی

۳) ھو ضمیر فعل میں وجوبا مستتر فاعل ۴) متعجب منہ یعنی مفعول بہ

<u>ما تعجبیہ کی وضاحت:</u>

ما تعجبیہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

۱) ما استفہامیہ ہے جس کا معنی اَیّ شیءٍ ہے۔ لہٰذا مَا اَحْسَنَ زَیْدًا اصل مفہوم کے اعتبار

سے اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا (کون سی شی ہے جس نے زید کو حسین بنایا) ہے اَیُّ شَیْءٍ مبتدا اور اَحْسَنَ زَیْدًا جملہ خبر مبتدا (فراء کا مذہب ہے)

۲) ما موصولہ ہے۔ لہٰذا مَا اَحْسَنَ زَیْدًا اصل مفہوم کے اعتبار سے اَلَّذِیْ اَحْسَنَ زَیْدً شَیْءٌ عَظِیْمٌ (جس نے زید کو حسین بنایا وہ عظیم شئ ہے)...... ما موصولہ اَحْسَنَ زَیْدًا صلہ کے ساتھ مل کر مبتدا ہے شَیْءٌ عَظِیْمٌ خبر محذوف ہے۔ (اخفش کا مذہب ہے)

۳) ما موصوفہ ہے جس کا معنی شَیْءٌ عَظِیْمٌ ہے۔ لہٰذا مَا اَحْسَنَ زَیْدًا اصل مفہوم کے اعتبار سے شیئ عظیم احسن زیدا ہے۔ (عظیم شے نے زید کو حسین بنایا، شَیْءٌ عَظِیْمٌ مبتدا اور اَحْسَنَ زَیْدًا خبر ہے۔ (سیبویہ کا مذہب ہے)

یاد رہے کہ مصنف کے نزدیک ما استفہامیہ بمعنی اَیُّ شَیْءٍ ہے جیسا کہ نحو میر کی عبارت سے واضح ہے۔

نوٹ: بعض نحوی ما افعلہ کو فعل نہیں مانتے بلکہ اسم کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ عرب عام طور پر مَا اُحَیْسِنَہٗ اور مَا اُمَیْلِحَہٗ صیغہ تصغیر کی صورت میں بھی ان کو استعمال کرتے ہیں اور تصغیر اسم کے خصائص میں سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ شاذ ہے، یہی وجہ ہے کہ احسن اور املح کے علاوہ کسی اور صیغہ کی تصغیر کلام عرب میں موجود نہیں۔

۲) اَفْعِلْ بِہٖ جیسے اَحْسِنْ بِہٖ اور اَحْسِنْ بِزَیْدٍ

مذکورہ صیغہ چند چیزوں سے مرکب ہے

☆ فعل امر جو فعل ماضی کے معنی میں ہے گویا اَحْسِنْ بمعنی اَحْسَنَ ہے۔

☆ با زائدہ ہے۔

☆ با کے ساتھ متصل ضمیر اور کلمہ زید محل رفع میں واقع ہونے کی وجہ سے فاعل اور متعجب منہ ہے۔ اَحْسِنْ بِزَیْدٍ، اَحْسَنَ زَیْدٌ کے معنی میں ہے اور اس کا مفہوم ہے صَارَ ذَا حُسْنٍ یا صَارَ زَیْدٌ ذَا حُسْنٍ (زید حسن والا ہو گیا) تعجب کے وقت اس کا معنی "کیا ہی حسین ہے زید" ہوگا۔ بعض علماء نحو کہتے ہیں کہ افعل بہ امر ہے ہی نہیں بلکہ یہ فعل ماضی ہے پھر انشاء تعجب کے لئے اس صیغہ کو امر کی طرف پھیر دیا گیا۔

فائدہ: ایک موقف یہ ہے کہ با زائدہ نہیں بلکہ تعدیہ کی ہے اور فعل میں ھو ضمیر وجوبا مستتر فاعل ہے۔ لیکن معتبر بات وہی ہے جو پہلے ذکر ہوئی ہے۔

فائدہ: فعل تعجب کا ایک اور صیغہ بھی معروف ہے اور وہ فَعُلَ ہے۔ جیسے: عَلُمَ زَیْدٌ بمعنی مَا اَعْلَمَ زَیْدًا اور جَهُلَ عَمْرٌو بمعنی مَا اَجْهَلَ عَمْرًا

چند اہم باتیں : ۱) فعل تعجب کے لئے چند شرائط ہیں۔

☆ فعل ثلاثی ہو غیر ثلاثی سے فعل تعجب کا صیغہ نہیں آتا۔

☆ فعل تام ہو ناقص سے فعل تعجب نہیں آتا۔ ☆ فعل مثبت ہو منفی سے تعجب کا صیغہ نہیں آتا

☆ فعل متصرف ہو فعل جامد سے تعجب کا صیغہ نہیں آتا۔

☆ فعل مبنی للمعلوم ہو مبنی للمجہول سے تعجب کا صیغہ نہیں آتا۔

☆ اس سے وصف علی وزن افعل نہ آتا ہو۔

۲) ما افعله اور افعل به در حقیقت جملے ہیں ان کو مجازاً فعل تعجب کہا جاتا ہے حالانکہ یہ جملہ تعجبیہ ہیں۔

۳) فعل تعجب کے معمول کو مقدم کرنا جائز نہیں مثلاً ما زیداً احسن ، زیداً ما احسن اور بزید احسن کہنا جائز نہیں۔

۴) تعجب میں عامل اور معمول کے درمیان فصل لانا بھی جائز نہیں لیکن بعض صورتوں میں اسے جائز کہا گیا ہے، جو فصل کے قائل ہیں ان کے نزدیک جار مجرور اور ظرف کے ساتھ فصل لایا جاسکتا ہے جیسے عمرو بن معدی کرب کا قول مَا اَرْوَعَ لَيْلَةَ تَمَامِ الْبَدْرِ اور مَا اَجْمَلَ بِالْمَرْأَةِ اَنْ تَحْتَشِمَ علامہ جرمی اور علامہ ہشام نے حال کی صورت میں فصل جائز قرار دیا ہے۔ جیسے: مَا اَحْسَنَ مُقْبِلًا زَيْـدًا بعض علماء نحاة ندا کی صورت میں بھی فصل جائز مانتے ہیں: جیسے حضرت عمار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اَعْزِزْ عَلَيَّ اَبَا الْيَقْظَانِ اَنْ اَرَاكَ صَرِيْعًا مُجَدَّلًا

۵) اظہار تعجب کے لئے دیگر کلمات بھی کلام عرب میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: فَعُلَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ ان الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ حَيًّا وَمَيْتًا اور لِلّٰهِ دَرُّهٗ فارسا

۶) اگر مخصوص شرائط مفقود ہوں تو حصول تعجب کے لئے کلمہ اشـد یا اشـدد کے بعد مصدر منصوب لایا جاتا ہے۔

جیسے مَا اَشَدَّ دَحْرَجَتَهٗ ، مَا اَشَدَّ حُمْرَتَهٗ اور اَشْدِدْ بِحُمْرَتِهٖ ۔

۷) متعجب منہ کو دلیل کے وقت حذف کیا جاسکتا ہے اور متعجب منہ سے مراد پہلے صیغہ میں افعل کے بعد کلمہ منصوب اور دوسرے صیغہ میں باء زائدہ کے بعد کلمہ مجرور ہے۔

۸) اگر سبب مخفی ظاہر ہو جائے تو تعجب ختم ہو جاتا ہے۔

<u>فعل تعجب کی چند مزید مثالیں:</u>

مَا اَعْلَمَ زَيْدًا زید کتنا علم والا ہے۔ مَا اَكْرَمَ خَالِدًا خالد کتنی عزت والا ہے۔

مَا اَفْضَلَ بَكْرًا اَوْرَقِ الشَّجَرَ اَىْ صَارَ ذَا وَرَقٍ ، اَغْدِ الْبَعِيْرَ اَىْ صَارَ ذَا غُدَّةٍ

يَا زَيْدُ

قائم مقام أنَادِیْ

فعل + فاعل

مفعول بہ (منادیٰ)
مبنی علی الضم منصوب محلاً

جملہ فعلیہ انشائیہ

نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ

فعل جامد
مبنی علی الفتح

فاعل
مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ

خبر مقدم

مبتدا موخر
مرفوع بالضمۃ الظاہرۃ

جملہ اسمیہ خبریہ

باب سوم در عمل اسماء عاملہ وآن یازدہ قسم ست: اول اسماء شرطیہ بمعنے إنْ وآن نہ است مَنْ وَمَا وَاَینَ وَمَتٰی وَاَیُّ وَاَنّٰی وَاِذْ وَحَیْثُمَا وَمَهْمَا فعل مضارع را بجزم کنند چون مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ وَمَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ وَاَینَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ وَمَتٰی تَقُمْ اَقُمْ وَاَیُّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ وَاَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ وَاِذْ مَاتُسَافِرْ اُسَافِرْ وَحَیْثُمَا تَقْصُدْ اَقْصُدْ وَمَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ

باب سوم اسمائے عاملہ کے بیان میں اور اس کی گیارہ قسمیں ہیں۔ اول اسمائے شرطیہ جو اِنْ کے معنی میں ہوں اور وہ نو ہیں۔ مَن، ما، این، متی، ای، انی، اذما، حیثما اور مہما فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ، مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ، اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ، مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ، اَیُّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ، اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ، اِذْ مَاتُسَافِرْ اُسَافِرْ، حَیْثُمَا تَقْصُدْ اَقْصُدْ، مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ

اسمائے عاملہ کا بیان

عوامل لفظیہ کا تیسرا اور آخری باب ہے اس میں اسماء عاملہ کے احکام اور ان کے عمل کی تفصیلات بیان کی جائیں گی نیز ان کے معمولات کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔ اسماء عاملہ کی کل تعداد اُنتیس ہے جو گیارہ اقسام پر مشتمل ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

اسماء شرطیہ: ۹	اسماء افعال: ۹	اسم فاعل: ۱
اسم مفعول: ۱	صفت مشبہ: ۱	اسم تفضیل: ۱
مصدر: ۱	اسم مضاف: ۱	اسم تام: ۱
اسماء کنایہ: ۴	یہ کل تعداد اُنتیس ہے اب بالترتیب ان کی وضاحت دیکھیں۔	

اسماء شرطیہ: اسماء عاملہ کی پہلی قسم اسماء شرطیہ کے بیان میں ہے اسماء شرطیہ کو کلمات شرط، ادوات شرط اور کلمات مجازاۃ بھی کہا جاتا ہے۔

مصنف کے نزدیک اسماء شرطیہ کی تعداد نو ہے اگرچہ بعض نحاۃ کے نزدیک یہ تعداد اس سے زیادہ ہے جن کو بعد میں ذکر کیا جائے گا۔

اسماء شرطیہ کا عمل :

اسماءِ شرطیہ عمل اور معمولات کی تعداد کے اعتبار سے اِنْ شرطیہ کی طرح ہیں جیسے اِنْ شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوکر دونوں کو جزم دیتا ہے بالکل ایسے ہی اسماءِ شرطیہ بھی دو جملوں پر داخل ہوتے اور دونوں جملوں کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے: مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ ، مَنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ ۔

اسماءِ شرطیہ کے معمولات:

اسماءِ شرطیہ کے معمولات وہ دو فعل ہوتے ہیں، جن پر یہ اسماء داخل ہوتے ہیں، کبھی وہ دونوں فعل مضارع ہوتے ہیں کبھی فعل ماضی اور کبھی ایک فعل مضارع اور دوسرا فعل ماضی ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

۱) اسماءِ شرطیہ کے بعد دونوں فعل مضارع ہوتے ہیں اور دونوں لفظاً مجزوم ہوتے ہیں۔

جیسے۔ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَبِه مَنْ يُّذَاكِرْ يَنْجَحْ

۲) اسماءِ شرطیہ کے بعد دونوں فعل ماضی ہوتے ہیں اور دونوں محلاً مجزوم ہوتے ہیں۔

جیسے: مَنْ صَبَرَ ظَفَرَ ۔

۳) اسماءِ شرطیہ کے بعد دونوں فعل ماضی معنوی ہوتے ہیں اور لفظاً مجزوم ہوتے ہیں۔

جیسے: مَنْ لَّمْ يَجْتَهِدْ لَمْ يَنَلِ الْعِلْمَ

۴) اسماءِ شرطیہ کے بعد پہلا فعل مضارع لفظاً مجزوم اور دوسرا فعل ماضی محلاً مجزوم ہوتا ہے۔

جیسے: مَنْ يَّقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ

۵) اسماءِ شرطیہ کے بعد پہلا فعل ماضی محلاً مجزوم اور دوسرا فعل مضارع لفظاً مجزوم ہوتا ہے۔

جیسے: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِه

جملہ شرطیہ جزائیہ :

اسماءِ شرطیہ کے معمول دو فعل ہوتے ہیں ان میں سے پہلا فعل شرط جبکہ دوسرا فعل جزا اور جواب شرط کہلاتا ہے یہ دونوں فعل درحقیقت دو جملے ہوتے ہیں لیکن اسم شرط کے داخل ہونے کے بعد یہ دونوں جملے ایک جملے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور ان کو جملہ شرطیہ جزائیہ کہا جاتا ہے۔

اسمائے شرطیہ کی معنوی و اعرابی تفصیل

اسماءِ شرطیہ کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو یہ عامل ہوتے ہیں جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ اور دوسری حیثیت میں یہ معمول ہوتے ہیں اور ان کا عامل فعل شرط ہوتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☆ مَــنْ : ذوی العقول کے لئے وضع کیا گیا ہے اور معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں اس کی

مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱) مَنْ مبتدا ہوتا ہے اور محلا مرفوع ہوتا ہے۔ فعل شرط لازم ہو یا متعدی ہو اور کہا گیا ہے متعدی ہونے کی صورت میں اس کا مفعول بہ کلام میں موجود ہو۔ جیسے: مَنْ يَّعْمَلْ سوْءً يُّجْزَبِه ، مَنْ اسم شرط مبتدا محلا مرفوع ہے۔

۲) مَنْ مفعول بہ ہوتا ہے اور محلا منصوب ہوتا ہے جب فعل شرط متعدی کا مفعول بہ کلام میں اس کے بعد موجود نہ ہو ۔ جیسے: مَنْ تُكْرِمْ اُكْرِمْ بِه ،مَن فعل شرط کا مفعول بہ ہے اور محلا منصوب ہے

۳) من مجرور ہوتا ہے اور جار مجرور فعل شرط کے متعلق ہوتے ہیں۔

جیسے: بِمَنْ تَثِقْ اَثِقْ بِه ،بمن فعل شرط کے متعلق ہے۔

☆ **مَـــا** غیر ذوی العقول کے لئے وضع کیا گیا ہے اور معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں اس کی درج صورتیں ہوتی ہیں:

۱) مَا کلام میں مبتدا واقع ہوتا ہے اور محلا مرفوع ہوتا ہے۔

جیسے: وَمَاتَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰه ،مَا اسم شرط مبتدا ہے اور محلا مرفوع ہے۔

۲) مَا کلام میں مفعول بہ واقع ہوتا ہے اور محلا منصوب ہوتا ہے۔

جیسے: مَا تَشْتَرِىْ اَشْتَرِىْ ـ مَا اسم شرط مفعول بہ ہے۔

۳) مَا کلام میں مفعول فیہ واقع ہوتا ہے۔

جیسے: فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْلَهُمْ ،مااسم شرط مفعول فیہ ہے۔

☆ **مَتٰی** :ظرف مکاں کے لئے وضع کیا گیا ہے اور معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں مفعول فیہ اور محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔ جیسے: متى تاتِ أكرمك ، متى مفعول فیہ ہے۔

☆ **أيْنَ ، اِذمَا ، انّٰى ، حَيثُمَا** : ظرف مکاں کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور معنی شرط کو متضمن ہوتے ہیں کلام میں مفعول فیہ واقع ہوتے ہیں اور محلا منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے: (أَيْــنَ تَكُوْنُوْا يُدْرِكُّمُ الْمَوْتُ) أَيْنَ يَذْهَبْ يَحْتَرِمْهُ النَّاس، این اسم شرط مفعول فیہ ہے۔

حَيْثُمَا تَقْصُدْ أَقْصُدْ ، حیثما اسم شرط مفعول فیہ ہے۔......أَنّٰى تَقْرَأْ أَقْرَأْ، أنى اسم شرط مفعول فیہ ہے۔......إِذْمَا تَقُمْ أَقُمْ،إذْمَا اسم شرط مفعول فیہ ہے۔

☆ **مَهْمَا** : غیر ذوالعقول کے لئے وضع کیا گیا اسم بسیط ہے اور معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں اس کی درج ذیل صورتیں دی گئی ہیں:

۱) مَهْمَا مبتدا واقع ہوتا ہے اور محلا مرفوع ہوتا ہے۔

جیسے: اِنَّكَ مَهْمَا تَامُرِى الْقَلْبَ يَفْعَلْ ،مهما مبتدا ہے۔

۲) مَهْمَا مفعول بہ واقع ہوتا ہے اور محلاً منصوب ہوتا ہے۔
جیسے: مَهْمَا تَعْمَلْ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ، مَهْمَا مفعول بہ ہے۔
۳) مفعول مطلق واقع ہوتا اور محلاً منصوب ہوتا ہے۔
جیسے: مَهْمَا تُكْرِمْ زَيْدًا ، أُكْرِمْهُ ، مَهْمَا مفعول مطلق ہے۔
☆ اَیٌّ: استفہام کے لئے وضع کیا گیا ہے معنی شرط کو متضمن ہے کلام میں "ای"
درج ذیل صورتیں ہیں:
۱) اَیٌّ جب اسم جنس، ذات وغیرہ کی طرف مضاف ہو تو مبتدا واقع ہوتا ہے۔ اور لفظاً مرفوع
ہوتا ہے۔ جیسے: اَیُّ رَجُلٍ يَعْمَلْ خَيْرًا يَجِدْ جَزَاءَهُ ۔ اَیٌّ مبتدا ہے۔
۲) مفعول بہ واقع ہوتا ہے اور لفظاً منصوب ہوتا ہے۔
جیسے: اَیَّ عَمَلٍ تَعْمَلْ تُحَاسَبْ عَلَيْهِ ، اَیٌّ مفعول بہ واقع ہے۔
۳) مفعول فیہ کی طرف مضاف ہو تو مفعول فیہ واقع ہوتا ہے۔ اور لفظاً منصوب ہوتا ہے۔
جیسے اَیَّ مَكَانٍ تَجْلِسْ اَجْلِسْ، اَیَّ شَهْرٍ تَصُمْ اَصُمْ. ای مفعول فیہ واقع ہو رہا ہے
۴) مصدر کی طرف مضاف ہو تو مفعول مطلق واقع ہوتا ہے اور لفظاً منصوب ہوتا ہے۔
جیسے: اَیَّ نَفْعٍ تَنْفَعِ النَّاسَ يَشْكُرُوْكَ عَلَيْهِ ، اَیَّ مفعول مطلق ہے۔
۵) حال کی طرف مضاف ہو تو حال واقع ہوتا ہے۔
فائدہ: تمام اسماء شرطیہ مبنی ہیں سوائے اَیٌّ کے، اَیٌّ معرب ہے اور ہمیشہ مضاف
صورت میں استعمال ہوتا ہے۔

<u>شرط و جزا پر جزم کی صورتیں</u>

شرط و جزا دونوں کے آخر میں جزم ہوتی ہے اس جزم کی مختلف صورتیں ہیں اُن کی مثالیں درج ذیل ہیں
۱) شرط اور جزا پر لفظاً جزم ہوتی ہے۔
جیسے: مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ ، دونوں فعلوں پر جزم لفظی ہے۔
۲) شرط اور جزاء پر محلاً جزم ہوتی ہے۔
جیسے: مَنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ دونوں فعلوں پر جزم تقدیری ہے۔
۳) شرط اور جزا پر جزم حرف علت کے حذف کی صورت میں ہوتی ہے۔
جیسے: مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَ بِهٖ
۴) شرط اور جزاء پر جزم نون اعرابی کے حذف کی صورت میں ہوتا ہے۔
جیسے: اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ ۔

جزاء پر دخول فا کے مقامات:

جزا کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں اس پر فا کا لانا واجب ہوتا ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) جزا جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے: اَیًّامَا تَدْعُوْ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

(۲) جزا جملہ فعلیہ ہو اور اس پر قد داخل ہو ۔
جیسے: وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيْنًا

(۳) جزا جملہ فعلیہ ہو اور اس پر سین داخل ہو۔
جیسے: وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْه' فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا

(۴) جزا جملہ فعلیہ ہو اور اس پر سوف داخل ہو۔ جیسے: مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْيَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

(۵) جزا جملہ فعلیہ ہو اور اس پر ما نافیہ داخل ہو۔
جیسے: حَيْثُمَا يُخْلِصِ الْمَرْءُ فَمَا يَجِدُ اِلَّا خَيْرًا

(۶) جزا جملہ فعلیہ ہو اور اس پر لا نافیہ داخل ہو۔
جیسے: مَنْ وَفّٰى عَمَلَكَ حَقَّه' فَلَايَخَفْ

(۷) جزا جملہ فعلیہ ہو اور اس پر لن نافیہ داخل ہو۔
جیسے: وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا

(۸) جزا جملہ طلبیہ یا دعائیہ ہو۔ جیسے: مَنْ سَاَلَكَ فَاَجِبْهُ

(۹) جزا فعل جامد ہو۔ جیسے: مَنْ يَّزُرْنِيْ فَلَسْتُ اُقَصِّرُ فِيْ اِكْرَامِهٖ

فائدہ ۱: کیفما اور ایان بھی اسمائے شرطیہ شمار کئے جاتے ہیں۔

مثالیں كَيْفَمَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ اَيَّانَ تَمْضِ اَمْضِ

فائدہ ۲: اسماء شرطیہ دخول ما کے اعتبار سے تین قسم پر ہے:

☆ وہ اسماء جن کے ساتھ ما کا لاحق ہونا ضروری ہے اور یہ تین اسم ہیں۔ اذ ، حیث ، کیف۔

☆ وہ اسماء جن کے ساتھ ما کا لاحق ہونا ممنوع ہے اور یہ چار اسم ہیں، من ، ما ، مهما ، انی ۔

☆ وہ اسماء جن کے ساتھ ما کا لاحق ہونا جائز ہے۔ یہ چار اسم ہیں۔ ای ، متی ، أین ، أیان ۔

فائدہ ۳: اسماء شرطیہ کا ابتداء کلام میں آنا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ انکے معمول کو ان اسماء پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

فائدہ ۴: تمام اسماء شرطیہ بالاتفاق اسم ہیں ماسوا اذ مـا کے علمائے نحاۃ میں بعض نحاۃ اذ مـا کو حرف کہتے ہیں اور بعض اس کو اسم شمار کرتے ہیں۔

دوم اسمائے افعال بمعنے ماضی چون هَيْهَاتَ وَشَتَّانَ وَسَرْعَانَ اسم رابنابر فاعلیت برفع کنند چون هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدَاَىْ بَعُدَ سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چون رُوَيْدَ وَبَلْهَ وَحَيَّهَلَ وَعَلَيْكَ وَدُوْنَكَ وَهَا اسم رابنصب کنند بنابر مفعولیت چون رُوَيْدَ زَيْدًا اَىْ اَمْهِلْهُ

دوسری: اسمائے افعال جوفعل ماضی کے معنی میں ہوں جیسے هيهات ،شتان اور سرعان اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع کرتے ہیں جیسے هيهات يوم العيد یعنی بعد ۔ تیسری: اسمائے افعال جوامر حاضر کے معنی میں ہوں جیسے رويد، بله ،حيهل ،عليك ،دونك اور ها۔ یہ اسم کو مفعول ہونے کی بنا پر نصب کرتے ہیں۔ جیسے رويد زيد یعنی امهله۔

اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی

اسماء افعال کا ذکر اسم غیر متمکن کی بحث میں ہو چکا ہے یہاں اختصار کے ساتھ اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی سے مراد وہ اسمائے افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہوں۔ جیسے: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ هيهات اسم فعل ہے جو کہ فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہے۔ دیگر مثالیں: هَيْهَاتَ الْاَمَلُ فِى النَّجَاحِ اَىْ بَعُدَ الْاَمَلُ فِى النَّجَاحِ، سَرْعَانَ زَيْدٌ بمعنی سَرُعَ زَيْدٌ،شَتَّانَ صِفَتَا الْعِلْمِ وَ الْجَهْلِ اَىْ افْتَرَقَ صِفَتَا الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ

عمل : اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی بعد والے اسم ظاہر کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں۔
کتب نحو میں کچھ دیگر اسماء افعال بمعنی فعل ماضی کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جیسے: بُطْآنَ بمعنی اَبْطَأَ وُشْكَانَ بمعنی اَسْرَعَ

اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف

اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف سے مراد وہ اسمائے افعال ہیں جو امر حاضر معروف کے معنی پر مشتمل ہوں یہ اسماء افعال بعد والے اسم ظاہر کو نصب دیتے ہیں کیونکہ کلام میں وہ اسم ان کا مفعول بہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے رُوَيْدَ اَخَاكَ الْاَصْغَرَ وَلَاتَعْجَلْ عَلَيْهِ : رُوَيْدَ اسم فعل بمعنی فعل امر حاضر معروف ہے۔

مثالیں: رُوَيْدَ اَخَاكَ الْاَصْغَرَ وَلَاتَعْجَلْ عَلَيْهِ اَىْ اَمْهِلْ اَخَاكَ الْاَصْغَرَ وَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِ ...... بَلْهَ زَيْدًا اَىْ اُتْرُكْ زَيْدًا...... حَيَّهَلِ الصَّلٰوةَ اَىْ اَقْبِلْ اَوْ

عَجِّلِ الصَّلٰوةَ ...... عَلَيْكَ نَفْسَكَ اِقَامَةَ الصَّلٰوةِ اَیْ اَلْزِمْ نَفْسَکَ اِقَامَةَ الصَّلٰوةِ ...... دُوْنَکَ الْوَرَقَ وَالْقَلَمَ وَاُكْتُبِ الدَّرْسَ اَیْ خُذِ الْوَرَقَ وَالْقَلَمَ وَاُكْتُبِ الدَّرْسَ ...... هَا الْكِتَابَ اَیْ خُذِ الْكِتَابَ ......هَيَّا اِلَى الْمُذَاكَرَةِ اَیْ اَقْبِلْ اِلَى الْمُذَاكَرَةِ......صَهْ اِذَا خَطَبَ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَیْ اُسْكُتْ اِذَا خَطَبَ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ......حَذَارِ تَاخِيْرَ الْوَاجِبِ اَیْ اِحْذَرْ تَاخِيْرَ الْوَاجِبِ

علاوہ ازیں درج ذیل اسمائے افعال بھی فعل امر حاضر معروف شمار کئے گئے ہیں۔

وَرَاءَكَ اَیْ تَاَخَّرْ اِيْهِ اَیْ زِدْ مَهٖ اَیْ اُكْفُفْ اِيْهًا اَیْ اِنْكَفِفْ

آمِيْن اَیْ اِسْتَجِبْ نَزَالِ اَیْ اِنْزِلْ، دَفَاعِ اَیْ اِدْفَعْ ، سَمَاعِ اَیْ اِسْمَعْ

اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف کی اقسام:

۱) **مرتجل**: وہ اسمائے افعال جن کی وضع ہی اسم فعل بمعنی فعل امر کے لئے ہو۔ جیسے بَلْهَ

۲) **منقول**: وہ اسمائے افعال جو وضع کے اعتبار سے مصدر، جار مجرور یا ظرف ہوں بعد میں ان کو اسم فعل تسلیم کیا گیا ہو۔ جیسے رُوَيْدَ مصدر ہے عَلَيْكَ جار مجرور ہے جبکہ دُوْنَکَ ظرف ہے

عمل: اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف اسم ظاہر کو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں جب کہ ان میں انت ضمیر مستتر ہوتی ہے جس کو یہ اسمائے افعال رفع دیتے ہیں۔

اسمائے افعال سے متعلق چند ضروری باتیں

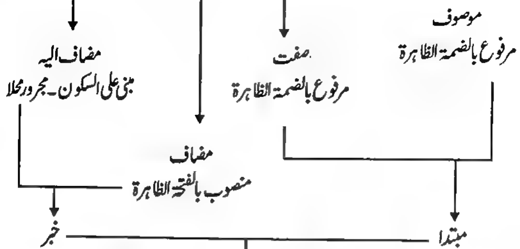
☆ اسمائے افعال فعل جیسا عمل کرتے ہیں اور فعل کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں لیکن یہ جامد ہوتے ہیں

☆ اسمائے افعال اگرچہ فعل کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں لیکن یہ فعل کی علامات کو قبول نہیں کرتے۔

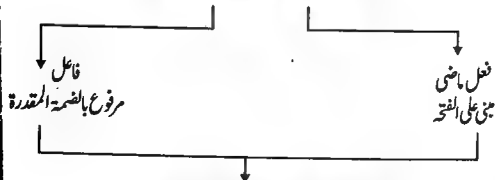
☆ تمام اسمائے افعال مبنی اور سماعی ہیں البتہ فَعَالِ کے وزن پر آنے والا اسم فعل قیاسی ہے۔

☆ اسمائے افعال کا صیغہ ہمیشہ مفرد اور مذکر ہوتا ہے، اسماء افعال نہ تانیث اور نہ ہی تثنیہ وجمع کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ وہ اسمائے افعال جن کے ساتھ حرف خطاب لاحق ہوتا ہے وہ اسمائے افعال مدلول کے مطابق استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ، عَلَيْكَ الصِّدْقَ، عَلَيْكُمَا الصِّدْقَ، عَلَيْكُنَّ الصِّدْقَ،

☆ بعض کے نزدیک آمین سریانی زبان کا لفظ ہے جو اسم فعل کے طور پر استعمال ہوتا ہے کیونکہ عربی لغت میں یہ وزن مستعمل نہیں جیسے هابيل اور قابيل سریانی لفظ ہیں۔



جملہ اسمیہ خبریہ



جملہ فعلیہ خبریہ

چہارم اسم فاعل بمعنے حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش از وباشد وآن لفظ مبتدا باشد در لازم چون زَیْدٌ قَـائِمٌ اَبُوْهُ ودر متعدی چون زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًوا یا موصوف چون مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُـوْهُ بَکْرًا یا موصول چون جَاءَ نِی الْـقَائِمُ اَبُوْهُ وَجَاءَ نِیَ الضَّارِبُ اَبُـوْهُ عَمْرًوا یا ذوالحال چون جَاءَ نِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا یا ہمزہ استفہام چون اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا یا حرف نفی چون ماقائم زید ہمان عمل کہ قام و ضرب میکرد قائم وضارب میکند

چوتھی: اسم فاعل جو حال یا استقبال کے معنی میں ہو یہ فعل معروف والا عمل کرتا ہے شرط اس کے لئے یہ ہے کہ اس کا اعتماد اس لفظ پر ہو جو اس سے پہلے ہو اور وہ لفظ مبتدا ہو۔ جیسے زید قائم ابوہ، فعل لازم میں اور فعل متعدی میں زید ضارب ابوہ عمروا یا موصوف ہو جیسے مررت برجُل ضارب ابوہ بکرا یا موصول ہو جیسے جاء نی القائم ابوہ وجاء نی الضارب ابوہ عمروا یا ذوالحال ہو جیسے جاء نی زیدراکبا غلامہ فرسا یا ہمزہ استفہام ہو۔ جیسے اضارب زیدعمروا یا حرف نفی ہو جیسے ماقائم زید جس طرح قام وضرب عمل کرتا ہے اسی طرح قائم اور ضارب بھی کرتے ہیں۔

﴿اسم فاعل کا بیان﴾

اسماء عاملہ کی یہ چوتھی قسم ہے اسم فاعل سے مراد وہ صیغہ صفت ہے جو بطور حدوث وتجدد اس ذات پر دلالت کرے جس ذات کے ساتھ فعل قائم ہوتا ہے اس تعریف سے اسم فاعل اور فاعل کے درمیان فرق کو بھی سمجھ لینا چاہئے یعنی فاعل سے مراد ذات ہے اور اسم فاعل اس ذات کا اسم ہے۔

اسم فاعل کا عمل: اسم فاعل چونکہ فعل معروف سے مشتق ہوتا ہے اس لئے فعل معروف جیسا ہی عمل کرتا ہے۔ اگر اسم فاعل لازم ہو تو اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔ اگر اسم فاعل متعدی ہو تو یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔

اسم فاعل لازم: جیسے :جَاءَ نِیْ رَجُلٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ ، قائمٌ اسم فاعل نے اَبُوْهُ فاعل کو رفع دیا

اسم فاعل متعدی: جیسے جَاءَ نِیْ رَجُلٌ ضَارِبٌ عَمْرًوا ضارب اسم فاعل نے اپنے فاعل ضمیر مستتر کو رفع اور مفعول بہ عمروًا کو نصب دیا۔

فائدہ :مصنف نے اسم فاعل لازم ومتعدی کے عمل کی وضاحت کرتے ہوئے بڑا آسان فہم انداز اپنایا ہے کہ فعل لازم قَامَ جو عمل کرتا ہے بالکل وہی عمل قَائِمٌ اسم فاعل کرتا ہے اور جو عمل فعل متعدی ضَرَبَ کرتا ہے بالکل ویسا ہی عمل ضَارِبٌ اسم فاعل کرتا ہے۔

اسم فاعل کے عمل کی شرائط :

اسم فاعل دو شرائط کے پائے جانے کی صورت میں مذکورہ عمل کرتا ہے:

نمبرا: اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی پر مشتمل ہو۔

نمبر۲: اسم فاعل درج ذیل اشیاء میں سے کسی شی پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔

اعتماد سے مراد یہ ہے کہ اسم فاعل درج ذیل میں سے کسی ایک کے بعد متصل واقع ہو۔

☆ اسم فاعل مبتدا کے بعد واقع ہو اور خبر بن رہا ہو۔

جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ زید مبتدا قائم اسم فاعل خبر ہے۔

زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا زید مبتدا ہے ضارب اسم فاعل خبر ہے۔

☆ اسم فاعل موصوف کے بعد واقع ہو اور صفت بن رہا ہو۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ قَائِمٍ أَبُوْهُ۔ رجل موصوف اور قائم اسم فاعل صفت ہے۔

مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ عَمْرًوا، رجل موصوف اور ضارب اسم فاعل صفت ہے

☆ اسم فاعل موصول کے بعد واقع ہو اور صلہ بن رہا ہو۔

جیسے: جَاءَ نِيَ الْقَائِمُ أَبُوْهُ اَلْ موصول اور قائم اسم فاعل صلہ ہے۔

جَاءَ نِيَ الضَّارِبُ أَبُوْهُ بَكْرًا اَلْ موصول اور ضارب اسم فاعل صلہ ہے

☆ اسم فاعل ذوالحال کے بعد واقع ہو اور حال بن رہا ہو۔

جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ ضَاحِكًا أَخُوْهُ زید ذوالحال اور ضاحکا اسم فاعل حال ہے

☆ اسم فاعل ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہو۔

جیسے أَقَائِمٌ أَبُوْهُ ہمزہ استفہام اور قائم اسم فاعل ہے۔ أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًوا، ضَارِبٌ اسم فاعل ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہے۔

☆ اسم فاعل حرف نفی کے بعد واقع ہو۔

جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ ما حرف نفی اور قائم اسم فاعل ہے۔

مَا ضَارِبٌ زيدٌ عَمْرًوا ما حرف نفی اور ضارب اسم فاعل ہے۔

فائدہ: یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسم فاعل کے اپنے مفعول بہ میں عمل کرنے (نصب دینے) کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اسم فاعل خود (کسی اور عامل کا) مفعول نہ ہو۔ جیسے: لقیت ضارب عمرو ، اسم فاعل غیر عامل ہے۔

اسم فاعل سے متعلق چند اہم باتیں:

☆ اسم فاعل اگر فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہو تو وہ فعل ماضی جیسا عمل نہیں کرتا بلکہ اس صورت میں وہ مضاف ہوتا ہے اور اس کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔
جیسے: زَیْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو.

☆ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر اسم فاعل پر الف لام موصول داخل ہو تو وہ مطلقاً فعل والا عمل کرتا ہے چاہے وہ فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہو حال کے معنی پر مشتمل ہو یا استقبال کے معنی پر مشتمل ہو

☆ جس طرح اسم فاعل مفرد ہو تو وہ فعل جیسا عمل کرتا ہے ایسے ہی تثنیہ اور جمع ہونے کی صورت میں بھی عمل کرتا ہے۔ جیسے: هٰذَانِ ضَارِبَانِ زَیْدًا هٰؤُلَاءِ ضَارِبُوْنَ زَیْدًا

☆ بعض اوقات اسم فاعل سے پہلے ہمزہ استفہام مقدر ہوتا ہے۔
جیسے: مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ ، اصل عبارت اَمُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ ہے۔

☆ اسم فاعل عموماً حدوث پر دلالت کرتا ہے لیکن اسم فاعل اگر اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو پھر وہ ثبوت ودوام کا معنی دیتا ہے۔ جیسے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ. خالق اسم فاعل ثبوت پر دال ہے۔

☆ اسم فاعل کے ساتھ اس کا مفعول بہ ملا ہوا ہو تو اس صورت میں مفعول پر دو اعراب جائز ہیں، ایک مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور اور دوسرا منصوب جیسے هٰذَا ضَارِبُ زَیْدٍ ، جَاءَ الْمُعْطِی الْمَسَاكِیْنَ ان مثالوں میں زید ، الْمَسَاكِیْنَ مفعول بہ لفظاً مجرور ہے۔ اگرچہ محلاً منصوب ہوگا۔ هٰذَا ضَارِبٌ زَیْدًا، جَاءَ الْمُعْطِی الْمَسَاكِیْنَ ان مثالوں میں زیداً اور الْمَسَاكِیْنَ مفعول بہ لفظاً منصوب ہیں۔

☆ اگر اسم فاعل کے دو مفعول بہ ہوں اور وہ ایک کی طرف مضاف ہو تو پہلا لفظاً مجرور ہوگا جبکہ دوسرا وجوباً منصوب ہوگا۔ جیسے هٰذَا مُعْطِیْ زَیْدٍ دِرْهَمًا ، اور هٰذَا مُعْطِیْ دِرْهَمٍ زَیْدًا

☆ اسم فاعل مضاف الی المفعول کی صورت میں اگر کلام میں مفعول بہ کا تابع موجود ہو تو لفظ کی رعایت کرتے ہوئے تابع پر جر اور محل کی رعایت کرتے ہوئے اس پر نصب پڑھنا جائز ہے
جیسے: هٰذَا ضَارِبُ زَیْدٍ وَعَمْرٍو هٰذَا ضَارِبُ زَیْدٍ وَعَمْرًا

☆ اگر اسم فاعل کے بعد اس کا فاعل لفظاً مذکور نہ ہو تو اس صورت میں ضمیر مرفوع مستتر اس کا فاعل ہوگی۔ جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ۔ عَالِمٌ میں ھو ضمیر مستتر فاعل ہے۔

تتمه: اسم فاعل کی تین صورتیں ہیں اور ان تینوں صورتوں میں وہ عمل کرتا ہے:

۱) معروف باَل۔ جیسے: اَنَا الشَّاكِرُ نِعْمَتَكُمْ

۲) مجرد عن الاَل۔ جیسے: اَلْحَقُّ دَاحِضٌ الْبَاطِلَ

۳) مضاف۔ جیسے: خَالِدٌ فَاتِحُ الرُّوْمِ

اسم مبالغه:

اسم فاعل کے کچھ صیغے اسم مبالغہ کہلاتے ہیں، اسم فاعل کے معنی میں اگر کثرت اور زیادتی کے معنی پائے جائیں تو ایسے اسم فاعل کو اسم مبالغہ کا نام دیا جاتا ہے اس کی آسان تعریف یوں کی جاسکتی ہے: ''وہ اسم فاعل جو کثرت اور زیادتی کے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: عَلَّامَةٌ بمعنی بہت زیادہ علم والا۔

اسم مبالغہ کا عمل:

اسم مبالغہ فعل متعدی جیسا عمل کرتے ہیں یعنی اپنے فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتے ہیں۔

جیسے: اُحِبُّ الْمَرْءَ الشُّكُوْرَ فَضْلَ وَالِدَيْهِ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ ذَنْبَ الْمُسِيْئِ، الشکور اور غفور اسم مبالغہ ہیں ان میں ضمیر مستتر فاعل ہے جبکہ فضل اور ذنب ان کے مفعول بہ ہیں

اسم مبالغہ کے اوزان:

اسم مبالغہ کے درج ذیل اوزان معروف ہیں:

۱) فَعَّالٌ جیسے: فَتَّاحٌ ۲) فَعِيْلٌ جیسے: عَلِيْمٌ

۳) فَعُوْلٌ جیسے: غَفُوْرٌ ۴) فَاعُوْلٌ جیسے: فَارُوْقٌ

۵) مِفْعَالٌ جیسے: مِقْدَامٌ ۶) فَعِلٌ جیسے: يَقِظٌ

۷) فَيْعُوْلٌ جیسے: قَيُّوْمٌ (قَيْيُوْمٌ) ۸) فُعُّوْلٌ جیسے: قُدُّوْسٌ

۹) مِفْعِيْلٌ جیسے: مِسْكِيْنٌ ۱۰) فُعَّالٌ جیسے: كُبَّارٌ

۱۱) فَعَّالَةٌ جیسے: فَهَّامَةٌ ۱۲) فِعِّيْلٌ جیسے: صِدِّيْقٌ

فائده: اسم مبالغہ کے تمام اوزان سماعی ہیں قیاس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔

زَيْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًوا، زَيْدٌ مبتدا مرفوع لفظاً، ضَارِبٌ: اسم فاعل، ھو ضمیر مستتر فاعل مرفوع محلاً عَمْرًوا: مفعول بہ، منصوب لفظاً۔ اسم فاعل فاعل ومفعول بہ: خبر مبتدا، خبر: جملہ اسمیہ خبریہ

پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چون زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْهُ وَعَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا وَبَكْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا وَخَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًوا فَاضِلًا ہمان عمل کہ ضَرَبَ وَاُعْطِيَ وَعُلِمَ وَاُخْبِرَ میکردن مَضْرُوْبٌ وَمُعْطًى وَمَعْلُوْمٌ وَمُخْبَرٌ میکند

پانچویں: اسم مفعول جو حال یا استقبال کے معنی میں ہو فعل مجہول والا عمل کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اعتماد مذکورہ چیزوں پر ہو۔ جیسے زید مضروب ابوہ و عمرو معطی غلامہ درھما و بکر معلوم ابنہ فاضلا و خالد مخبر ابنہ عمروا فاضلا جس طرح ضرب، اعطی، علم اور اخبر عمل کرتے ہیں اسی طرح مضروب، معطی، معلوم اور مخبر بھی کرتے ہیں۔

﴿اسم مفعول کا بیان﴾

اسم مفعول اس ذات کے اسم کو کہتے ہیں جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، اس تعریف سے اسم مفعول اور مفعول کے فرق کو بھی سمجھ لینا چاہیے یعنی مفعول وہ ذات ہے، جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جبکہ اسم مفعول اس اسم کو کہتے ہیں جو مفعول پر دلالت کرے جیسے۔ مَضْرُوْبٌ، مُكْرَمٌ۔

اسم مفعول کا عمل

اسم مفعول فعل مجہول سے مشتق ہوتا ہے، اس لئے یہ فعل مجہول کی طرح نائب فاعل کو رفع دیتا ہے اور ایک سے زیادہ مفعول ہوں تو پہلا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع جبکہ بعد والے منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ اَخُوْهُ (زَيْدٌ ضُرِبَ اَخُوْهُ): مَضْرُوْبٌ اسم مفعول ہے جبکہ اَخُوْهُ نائب فاعل مرفوع ہے۔...... يُعْجِبُنِي الْمَحْمُوْدُ خُلُقُهٗ (يُعْجِبُنِي مَنْ حُمِدَ خُلُقُهٗ) اَلْمَحْمُوْدُ اسم مفعول ہے جبکہ خُلُقُهٗ اس کا نائب فاعل مرفوع ہے۔

اسم مفعول کے عمل کرنے کی شرائط

اسم مفعول کے عمل کرنے کی دو شرطیں ہیں:

نمبر۱: اسم مفعول حال یا استقبال کے معنی پر مشتمل ہو۔

نمبر۲: اسم مفعول درج ذیل میں سے کسی ایک پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔

مبتداء: جیسے: زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ :زَیْدٌ مبتدا اور مَضْرُوْبٌ اسم مفعول ہے۔

موصوف: جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَضْرُوْبٍ اِبْنُہٗ ،رَجل موصوف اور مَضْرُوْبٌ اسم مفعول ہے۔

موصول: جیسے: جَاءَ الْمَضْرُوْبُ صدیقُہٗ ، اَلْ موصول اور مَضْرُوْبٌ اسم مفعول ہے

نفی: جیسے: مَا مَضْرُوْبٌ الْعِمْرَانِ، مَا حرف نفی اور مَضْرُوْبٌ اسم مفعول ہے

استفہام: جیسے: اَمَضْرُوْبٌ غُلَامُہٗ ، ہمزہ استفہام اور مَضْرُوْبٌ اسم مفعول ہے

اسم مفعول کے مفعولات:

☆ اسم مفعول اگر ایک مفعول کا تقاضا کرتا ہے تو وہ ایک مفعول نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ جیسے: زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ ، اَلْمَظْلُوْمُ مُسْتَجَابُ الدُّعَاءِ

☆ اگر اسم مفعول دو مفعول کا تقاضا کرتا ہے تو پہلا مفعول نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع اور دوسرا منصوب ہوگا۔ جیسے: عَمْرٌو مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْھَمًا ، بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا

☆ اگر اسم مفعول تین مفعول کا تقاضا کرتا ہے تو پہلا مفعول نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع اور بقیہ دو منصوب ہونگے۔ جیسے: خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا

فائدہ ۱: مصنف نے بہت سے آسان انداز میں اسم مفعول کے عمل کرنے کو واضح کیا ہے کہ ضُرِبَ ، اُعْطِیَ ، عُلِمَ اور اُخْبِرَ جو عمل کرتے ہیں وہی عمل مَضْرُوْبٌ ، مُعْطًی ، مَعْلُوْمٌ اور مُخْبَرٌ کرتے ہیں۔

فائدہ ۲: بعض علماء نحاۃ کہتے ہیں کہ اسم مفعول اگر مصغر یا موصوف ہو تو وہ فعل مجہول جیسا عمل نہیں کرتا

فائدہ ۳: اسم مفعول کبھی اپنے معمول کی طرف مضاف بھی ہوتا ہے اور اس کا نائب فاعل لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے اَلْغُرْفَةُ مَفْتُوحَةُ النَّوَافِذِ

فائدہ ۴: اگر اسم مفعول میں مذکورہ شرائط نہ ہوں تو وہ فعل مجہول جیسا عمل نہیں کرے گا بلکہ مابعد کی طرف مضاف ہوگا۔

تنبیہ: کلام عرب میں بہت سے ایسے اسماء بھی ہیں جو اسم مفعول کے معنی پر مشتمل ہیں لیکن وہ فَعِيْلٌ کے وزن پر آتے ہیں۔

مثالیں: قَتِيْلٌ بمعنی مَقْتُوْلٌ،

ذَبِيْحٌ بمعنی مَذْبُوْحٌ،

كَحِيْلٌ بمعنی مَكْحُوْلٌ،

حَبِيْبٌ بمعنی مَحْبُوْبٌ،

أَسِيْر بمعنی مَاسُوْرٌ،

طَرِيْحٌ بمعنی مَطْرُوْحٌ،

یاد رہے کہ اسم مفعول اگر فَعِيْلٌ کے وزن پر ہو تو اس میں عام طور پر مذکر ومونث یکساں ہوتے ہیں۔

جیسے: زَيْدٌ جَرِيْحٌ اور هِنْدٌ جَرِيْحَةٌ

تنبیہ: فَعُوْلٌ اور فَعِيْلٌ ایسے وزن ہیں جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے درمیان مشترک ہیں۔ جیسے صَبُوْرٌ، مَرِيْضٌ اسم فاعل ہیں جبکہ رَسُوْلٌ اور جَرِيْحٌ اسم مفعول ہیں۔

ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چون زَيْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ
ہمان عمل کہ حَسُنَ می کرد حَسَنٌ میکند

چھٹی: صفت مشبہ جب اعتماد مذکورہ چیزوں پر ہو تو عمل اپنے فعل والا کرتی ہے۔
جیسے زید حسن غلامہ جس طرح حسن عمل کرتا ہے اسی طرح حسن بھی کرتا ہے۔

﴿صفت مشبہ کا بیان﴾

صفت مشبہ کا صیغہ فعل لازم اور ثلاثی سے مشتق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ صفت مشبہ فعل لازم جیسا ہی عمل کرتا ہے یعنی صفتہ مشبہ فقط اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے جبکہ فعل لازم کی طرح اس کا بھی مفعول بہ نہیں آتا اگر چہ صفت مشبہ کے معمول منصوب اور مجرور بھی ہوتے ہیں نیز صفت مشبہ صفت ثابتہ پر دلالت کرتا ہے یعنی ایسی صفت جو موصوف سے کبھی جدا نہ ہو بلکہ تمام زمانوں میں یکساں طور پر وہ صفت موصوف میں موجودر ہے۔ علاوہ ازیں اسم فاعل اور صفت مشبہ ایک جیسا معنی دیتے ہیں لیکن ایک اہم فرق جو صفت مشبہ کو اسم فاعل سے جدا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ صفت مشبہ کا صیغہ ثبوت ودوام کے معنی پر دلالت کرتا ہے جبکہ اسم فاعل کا تعلق چونکہ صفات عارضہ سے ہے۔ لہذا وہ حدوث اور تجدد کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ صفت مشبہ کی تعریف اس کے عمل اور معمولات کی تفصیل درج ذیل ہے:

تعریف: وہ اسم مشتق جو اس معنی (وصف) پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور ثبوت قائم ہو۔

جیسے: حَسَنٌ، كَرِيْمٌ، صَعِبٌ، اَسْوَدُ

صفت مشبہ کا عمل: صفت مشبہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: زَيْدٌ حَسَنٌ خُلُقُهٗ اس مثال میں حَسَنٌ صفت مشبہ اور خُلُقُهٗ اس کا فاعل ہے۔

<u>صفت مشبہ کے عمل کی شرائط:</u>

صفت مشبہ کے عمل کرنے کی درج ذیل شرائط ہیں:

☆ صفت مشبہ مبتدا پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے: زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ
☆ صفت مشبہ موصوف پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنِ الْوَجْهِ
☆ صفت مشبہ ذوالحال پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے جَاءَنِیْ زَيْدٌ حَسَنًا وَجْهُهٗ
☆ صفت مشبہ نفی پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے مَا حَسَنٌ وَجْهُ عَمْرٍو

☆ صفت مشبہ استفہام پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ جیسے هَلْ حَسَنٌ وَجْهُ عَمْرٍو

صفت مشبہ کے معمول کی اعرابی صورتیں:

صفت مشبہ کے معمول کے مندرجہ ذیل احوال ہیں:

نمبر۱: صفت مشبہ کا معمول فاعلیت کی بنا پر مرفوع ہوتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ وَجْهُهُ

نمبر۲: صفت مشبہ کا معمول مشابہ مفعول ہونے کی بنا پر منصوب ہوتا ہے بشرطیکہ معرفہ ہو۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ الْوَجْهَ

نمبر۳: صفت مشبہ کا معمول تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نکرہ ہو۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ وَجْهًا

نمبر۴: صفت مشبہ کا معمول مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔

جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنِ الْوَجْهِ

صفت مشبہ کے اوزان:

صفت مشبہ کے مختلف اوزان ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر۱: اگر فعل فرحت یا غم کے معنی پر دال ہو تو اس سے صفت مشبہ فَعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

جیسے: فَرِحٌ اور حَزِنٌ

نمبر۲: اگر فعل باب کَرُمَ یَكْرُمُ سے ہو تو اس سے مختلف اوزان آتے ہیں۔

☆ فَعِيْلٌ: جیسے شَرِيْفٌ اور كَرِيْمٌ

☆ فَعَلٌ: جیسے حَسَنٌ اور بَطَلٌ

☆ فَعْلٌ جیسے شَهْمٌ اور صَعْبٌ

☆ فَعَالٌ جیسے جَبَانٌ اور رَزَانٌ

☆ فُعَالٌ جیسے شُجَاعٌ اور فُرَاتٌ

☆ فُعْلٌ جیسے صُلْبٌ اور حُلْوٌ

☆ فِعْلٌ جیسے مِلْحٌ

نمبر۳: اگر فعل ماضی مفتوح العین ہو تو اس سے صفت مشبہ فَيْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے

جیسے: مَيِّتٌ (مَيْوِتٌ) اور سَيِّدٌ (سَيْوِدٌ)

نمبر۴: اگر فعل کسی شی کے بُریا خالی ہونے پر دلالت کرے تو اس سے صفت مشبہ فَعْلانٌ کے وزن پر آتا ہے بشرطیکہ اس کی مؤنث فَعْلیٰ کے وزن پر آتی ہو۔

جیسے: عَطْشَانٌ (عطشیٰ) اور رَیَّانٌ ریّیٰ

نمبر۵: اگر فعل کسی فطری اور طبعی معنی پر دال ہو تو اس سے صفت مشبہ اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی مؤنث فَعْلَاءُ آتی ہو۔ جیسے: اَحْمَرُ (حَمْرَاءُ) اَعْوَرُ عَوْرَاءُ

صفت مشبہ سے متعلق چند اہم باتیں:

نمبر۱: صفت مشبہ کے معمول کو صفت مشبہ پر مقدم کرنا جائز نہیں۔

نمبر۲: صفت مشبہ چونکہ ثبوت کے معنی پر دال ہوتا ہے اس لئے صفت مشبہ کے عمل کرنے کے لئے حال واستقبال کی شرط نہیں ہے۔

نمبر۳: صفت مشبہ کے معمول کے منصوب یا مجرور ہونے کی صورت میں اس کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے

نمبر۴: صفت مشبہ صرف ثلاثی مجرد اور فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے۔ اگر کبھی غیر ثلاثی مجرد سے صفت مشبہ آئے تو پھر وہ اسم فاعل غیر ثلاثی کے وزن پر آئے گا۔ جیسے هُوَ مُعْتَدِلُ الْقَامَةِ

نمبر۵: صفت مشبہ کے عمل کرنے کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ وہ مصغر نہ ہو۔

نمبر۶: صفت مشبہ کے عمل کرنے کی ایک شرط یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ صفت مشبہ اور اس کے معمول کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو۔

نمبر۷: صفت مشبہ پر الف لام موصول داخل نہیں ہوتا کیونکہ صفت مشبہ ثبوت ودوام پر دلالت کرتی ہے۔ جبکہ الف لام موصول اس اسم مشتق پر داخل ہوتا ہے جو حدوث پر دلالت کرتا ہے۔

نمبر۸: صفت مشبہ اگر حدوث وتجدد کے معنی پر دلالت کرے تو وہ فاعل کے وزن پر آئے گا۔

جیسے: ضَائِقٌ (ضَیِّقٌ)

نمبر۹: کبھی اسم فاعل اور اسم مفعول ثبوت کے معنی پر دلالت کرتے ہیں اس صورت میں ان کو صفت مشبہ والا حکم دیا جائے گا۔ جیسے: هٰذَا طَاهِرُ الْقَلْبِ، هٰذَا مَحْمُوْدُ الْمَقَاصِدِ

نمبر۱۰: صفت مشبہ فعل لازم کی طرح ہوتا ہے اس کا مفعول بہ نہیں ہوتا اگر اس کے بعد کوئی منصوب معرفہ ہو تو اسے مشابہ مفعول کہا جائے گا۔

نمبر۱۱: صفت مشبہ کے بعد لازماً ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصوف کی طرف لوٹتی ہے۔

جیسے: حَسَنٌ وَجْهُهٗ، حَسَنُ الْوَجْهِ

ہفتم اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ است بہ مِن چون زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرو یا بالف ولام چون جَاءَ نِیْ زَیْدُ الْاَفْضَلُ یا باضافت چون زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وعمل او در فاعل باشد وآن ھو است فاعل اَفْضَل کہ درو مستتر است۔

ساتویں: اسم تفضیل اور اس کا استعمال تین طریقے پر ہے مِن کے ساتھ جیسے زید افضل من عمرو یا الف لام کیساتھ جیسے جاء نی زید الافضل یا اضافت کے ساتھ۔ جیسے زید افضل القوم اور اس کا عمل فاعل میں ہوتا ہے اور اسکا فاعل ھو ہے جو کہ افضل میں مستتر ہے۔

﴿اسم تفضیل﴾

اسم تفضیل اسماء عاملہ میں سے ہے اور اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے اس سے مراد وہ اسم مشتق ہے جس میں وصفیت (مصدریت) کے معنی میں دوسرے شریک معنی کی نسبت زیادتی پائی جائے۔ جیسے: یُوْسُفُ اَجْمَلُ مِنَ الْقَمَرِ (یوسف چاند سے زیادہ خوبصورت ہے) یعنی یوسف بھی حسین ہیں اور قمر بھی حسن میں ان کا شریک ہے لیکن یہ معنی قمر کی نسبت یوسف میں زیادہ پایا جاتا ہے اور جیسے اَبُوْبَکْرٍ اَصْدَقُ النَّاس

فائدہ: اسم تفضیل کے موصوف جس میں دوسرے کی نسبت معنی وصفیت کی زیادتی پائی جاتی ہے اسے مُفَضَّل اور جس پر زیادتی ہو اس کو مُفَضَّل عَلَیْہِ کہا جاتا ہے مذکورہ مثال میں اجمل اسم تفضیل یوسف مُفَضَّلْ اور قمر مُفَضَّل عَلَیْہِ ہے۔

اسم تفضیل ثلاثی مجرد سے مشتق ہوتا ہے غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل نہیں آتا اگر غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل کے معنی مقصود ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اَشَدُّ یا اَکْثَرُ کے بعد غیر ثلاثی مجرد کے مصدر منصوب کو ذکر کر دیا جائے۔ جیسے: اَلدَّمُ اَشَدُّ حُمْرَةً مِّنَ الْوَرْدِ

صیغہ اسم تفضیل کی شرائط:

صیغہ اسم تفضیل کی بنا کے لئے چند شرائط ہیں اسم تفضیل کے لئے ان تمام شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱) باب ثلاثی مجرد ہو غیر ثلاثی مجرد نہ ہو۔ ۲) فعل تام سے مشتق ہو غیر تام سے نہ ہو۔

۳) فعل مثبت سے مشتق ہو۔ ۴) فعل مبنی للمعلوم سے مشتق ہو۔
۵) فعل متصرف ہو غیر متصرف نہ ہو۔
۶) وہ فعل رنگ، عیب اور زیب و زینت کے معنی پر مشتمل نہ ہو۔
۷) وہ فعل زیادہ، تفضیل و تفاوت کے معنی کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اسم تفضیل کے استعمال کے طریقے:

اسم تفضیل کے استعمال کے تین مختلف طریقے ہیں کیونکہ مقصود غیر پر زیادتی کو بیان کرنا ہے اور یہ ان تین میں سے کسی ایک طریقے سے ہی حاصل ہوتا ہے:

۱) اسم تفضیل مِنْ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔
جیسے: زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ بَكْرٍ
۲) اسم تفضیل الف لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔
جیسے: جَائَنِیْ زَيْدُ اْلاَفْضَلُ
۳) اسم تفضیل بصورت مضاف استعمال ہوتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:
☆ اسم تفضیل نکرہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔
جیسے : زَيْدٌ اَفْضَلُ رَجُلٍ
☆ اسم تفضیل معرفہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔
جیسے : زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ

اسم تفضیل کا عمل :

اسم تفضیل اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور اس کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے۔
جیسے: زَيْدٌ اَكْرَمُ مِنْ خَالِدٍ اَیْ زَيْدٌ اَكْرَمُ هُوَ مِنْ خَالِدٍ
اَكْرَمُ اسم تفضیل ہے اور اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل ہے جو اسم تفضیل کی وجہ سے مرفوع ہے

علاوہ ازیں: اسم تفضیل تمیز کو نصب دیتا ہے۔
جیسے: اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً ۔ مُحَمَّدٌ اَبْلَغُ بَيَانًا ۔
مَالاً اور بَيَانًا دونوں تمیز ہیں جن کو اسم تفضیل نے نصب دیا ہے۔

فائدہ: اسم تفضیل کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے اسم ظاہر کو یہ رفع نہیں دیتا لیکن بعض نحویوں کے نزدیک کبھی کبھی اس کا فاعل اسم ظاہر بھی ہوتا ہے جس کو اسم تفضیل رفع دیتا ہے۔ جیسے: مُحَمَّدٌ هُوَ اَلْاَفْضَلُ عَمَلُهٗ، عَمَلُهٗ اسم ظاہر ہے جو اسم تفضیل کا فاعل ہے اور اس کی وجہ سے مرفوع ہے، هٰذَا اَشْرَفُ مِنْهُ اَخُوْهُ اس مثال میں اَخُوْهُ اسم ظاہر ہے جو کہ اسم تفضیل کا فاعل ہے۔

فائدہ: مسئلہ کحل میں بھی اسم تفضیل اسم ظاہر (فاعل) کو رفع دیتا ہے مسئلہ کحل سے مراد یہ ہے کہ کلام میں حرف نفی یا حرف استفہام ہو اور اس کے بعد کوئی اسم جنس موصوف ہو اور اسم تفضیل اس سے صفت واقع ہو رہا ہو۔ جیسے: مَارَأَيْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ مَا نافیہ کے بعد رجلاً اسم جنس موصوف ہے احسن اسم تفضیل اس کی صفت ہے اور الکحل اسم تفضیل کا فاعل ہے جو اسم ظاہر ہے اور جیسے: هَلْ رَجُلٌ اَحْسَنَ بِهِ الْجَمِيْلُ مِنْ زُهَيْرٍ

چند ضروری مسائل:

☆ اگر اسم تفضیل اضافت اور الف لام کے بغیر استعمال ہو رہا ہو یعنی مِنْ کے ساتھ تو اس صورت میں اسم تفضیل کو مذکر اور مفرد ہی لایا جائے گا اگرچہ اس کا ماقبل مؤنث، تثنیہ یا جمع ہو۔

جیسے: زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو　　هِنْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو　　اَلزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

☆ اسم تفضیل اگر الف لام کے ساتھ استعمال ہو تو اس صورت میں اس کی افراد، تثنیہ، جمع اور تانیث و تذکیر میں اپنے ماقبل موصوف سے مطابقت ضروری ہے۔

جیسے: زَيْدٌ الْاَفْضَلُ　　هِنْدٌ الْفُضْلٰى،

اَلزَّيْدَانِ الْاَفْضَلَانِ　　اَلْهِنْدَانِ الْفُضْلَيَانِ

اَلزَّيْدُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ　　اَلْهِنْدَاتُ الْفُضْلَيَاتُ

☆ اسم تفضیل اگر نکرہ کی طرف مضاف ہو تو اسم تفضیل کو مفرد اور مذکر لانا ضروری ہے۔

جیسے: زَيْدٌ اَفْضَلُ رَجُلٍ　　هِنْدٌ اَفْضَلُ اِمْرَاَةٍ

اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلُ رَجُلَيْنِ　　اَلزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُ رِجَالٍ

☆ اسم تفضیل اگر معرفہ کی طرف مضاف ہو تو افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت

اور عدم مطابقت، دونوں جائز ہیں:

جیسے: زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ — اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلُ الْقَوْمِ،
اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلَا الْقَوْمِ — هِنْدٌ فُضْلَى الْقَوْمِ
هِنْدٌ اَفْضَلُ النِّسَاءِ — اَلْهِنْدَانِ فُضْلَيَا النِّسَاءِ
اَلْهِنْدَانِ اَفْضَلُ النِّسَاءِ — اَلزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُ الْقَوْمِ،
اَلزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُوا الْقَوْمِ — اَلْهِنْدَاتُ اَفْضَلُ النِّسَاءِ،
اَلْهِنْدَاتُ فُضْلَيَاتُ النِّسَاءِ

☆ کبھی اسم تفضیل کثرت استعمال کی وجہ سے بغیر ہمزہ کے فَعْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔
جیسے: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ اور شَرُّ النَّاسِ الْمُفْسِدُ
ان مثالوں میں خَيْرٌ اور شَرٌّ دونوں اسم تفضیل ہیں ان کی اصل أَخْيَرُ اور أَشْرَرُ ہے۔

☆ کبھی اسم تفضیل کا صیغہ زیادتی کے معنی سے خالی ہوتا ہے اور محض اسم فاعل یا صفت مشبہ کا معنی دیتا ہے۔ جیسے: رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اور وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ۔ ان مثالوں میں أَعْلَمُ عَالِمٌ اور أَهْوَنُ هَيِّنٌ کے معنی پر مشتمل ہیں۔

☆ کبھی اسم تفضیل کے بعد مِن مقدر ہوتا ہے جیسے: اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا، اصل میں وَاَعَزُّ مِنْكَ نَفَرًا ہے۔

☆ اسم تفضیل مفعول کو نصب نہیں دیتا بالاتفاق۔ اگر اس کے بعد مفعول بہ آئے گا تو وہ کسی حرف جر کی وجہ سے مجرور اور محلاً منصوب ہوگا۔ جیسے: اَلصِّدْقُ اَنْفَعُ لِلْمَرْءِ، اَنَا اَعْرَفُ بِالْحَقِّ مِنْكَ، اَنْتَ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ غَيْرِكَ

☆ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسم تفضیل حال کو بھی نصب دیتا ہے۔
جیسے: زَيْدٌ اَحْسَنُ النَّاسِ مُتَبَسِّمًا اس مثال میں مُتَبَسِّمًا حال ہے۔

☆ اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جبکہ وہ عیب، رنگ کے معنی پر مشتمل نہ ہو اور عیب سے مراد عیب ظاہری ہے اگر کوئی لفظ عیب باطنی کے معنی پر مشتمل ہو مثلاً جاہلٌ ہے تو اس سے اسم تفضیل افعل کے وزن پر ہی آتا ہے۔ جیسے اَجْهَلُ

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند
چون اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا

آٹھویں مصدر بشرطیکہ وہ مفعول مطلق نہ ہو اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔
جیسے: اعجبنی ضرب زید عمروا۔

﴿مصدر کا بیان﴾

مصدر اس اعتبار سے امتیازی حیثیت کا حامل ہے کہ وہ اصل اور ماخذ ہے جبکہ دیگر بہت سے اسماء عاملہ (اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ) مصدر سے مشتق ہوتے ہیں۔

مصدر سے مراد وہ اسم ہے جو اپنے فعل کے معنی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ فعل کے تمام حروف اصلیہ وزائدہ پر مشتمل ہو اور زمانہ سے خالی ہو۔ جیسے: ضَرْبٌ ، اِکْرَامٌ

مصدر کا عمل:

مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے اگر مصدر لازم ہے تو فقط فاعل کو رفع دیتا ہے۔ اور اگر مصدر متعدی ہے تو مصدر فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔

مصدر لازم: جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ قیام مصدر لازم ہے زید اس کا فاعل محلاً مرفوع ہے۔

مصدر متعدی : جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا ، ضَرْبٌ مصدر متعدی ہے زید اس کا فاعل محلاً مرفوع جبکہ عمروا اس کا مفعول بہ لفظاً منصوب ہے۔

مصدر کے عمل کرنے کی شرائط:

مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مصدر کلام میں مفعول مطلق نہ ہو کیونکہ اس صورت میں مصدر عمل نہیں کرتا۔ مفعول مطلق ہونے کی صورت میں مصدر کے عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں کلام میں دو عامل اکٹھے ہو جاتے ہیں ایک فعل جو مصدر کی نسبت قوی عامل ہے اور دوسرا مصدر جو فعل کی نسبت کمزور عامل ہے قاعدہ یہ ہے کہ جب دو عامل اکٹھے ہو جائیں تو معمول میں قوی عامل ہی عمل کرتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ ضَرْبًا عَمْرًوا اس مثال میں عمروا فعل کی وجہ سے منصوب ہے نہ کہ مصدر کی وجہ سے۔

دیگر شرائط :

☆ مصدر کی جگہ اَن مع فعل یا ما مصدریہ مع فعل کو لانا ممکن ہو۔

جیسے: يُعْجِبُنِيْ ضَرْبُكَ زَيْدًا يُعْجِبُنِيْ أَنْ تَضْرِبَ زَيْدًا

يُعْجِبُنِيْ ضَرْبُكَ زَيْدًا يُعْجِبُنِيْ مَا تَضْرِبُ زَيْدًا

☆ مصدر فعل کا قائم مقام ہو یعنی فعل محذوف ہو اور اس کی جگہ مصدر کو رکھ دیا گیا ہو۔

جیسے: سَقْيًا زَيْدًا (اِسْقِ سَقْيًا زَيْدًا)

إِطْعَامًا الْفُقَرَاءَ (أَطْعِمْ إِطْعَامًا الْفُقَرَاءَ)

ان مثالوں میں چونکہ فعل حذف ہے لہذا ما بعد اسم میں مصدر عامل ہے۔

☆ مصدر ضمیر نہ ہو۔ جیسے: ضربی زیداً حسن و ھو عمروا قبیح کہنا جائز نہیں ہے

☆ مصدر تصغیر نہ ہو۔

☆ مصدر عمل کرنے سے پہلے موصوف واقع نہ ہو۔

☆ مصدر کا معمول اس سے مقدم نہ ہو، جیسے اعجبنی زیداً ضربک کہنا جائز نہیں ہے

☆ مصدر تثنیہ یا جمع نہ ہو۔

مصدر کے احوال:

استعمال کے اعتبار سے مصدر کی درج ذیل تین حالتیں ہیں:

۱) مصدر بعد والے کلمہ کی طرف مضاف کی صورت میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی مزید تین صورتیں ہیں۔

☆ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

☆ مصدر اپنے مفعول بہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

جیسے: عَجِبْتُ مِنْ شُرْبِ الْعَسَلِ خَالِدٌ

☆ مصدر اپنے مفعول فیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

جیسے: عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِ يَوْمِ السَّبْتِ خَالِدٌ بَكْرًا

۲) مصدر تنوین کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔
جیسے: اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ یَتِیْمًا
۳) مصدر معرف بلام استعمال ہوتا ہے۔ جیسے : ضَعِیْفُ النِّکَایَۃِ اَعْدَائَہٗ

مصدر سے متعلق دیگر چند باتیں:

۱) مصدر کے معمول کو اس پر مقدم کرنا جائز نہیں سوائے اس جار مجرور کے جو مصدر سے متعلق ہو
جیسے : اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا۔ اس مثال میں للناس مصدر سے مقدم ہے۔
۲) مصدر اور اس کے معمول کے درمیان کسی اجنبی کلمہ کو حائل کرنا جائز نہیں حتی کہ مصدر موصوف کی صفت کو بھی اس کے معمول کے بعد ذکر کیا جائے گا کیونکہ مصدر اپنے معمول کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے موصول صلہ کے ساتھ اس لئے ان کے درمیان کسی فاصل کو نہیں لایا جاسکتا۔
۳) مصدر اگر فاعل کی طرف مضاف ہو تو فاعل لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہوگا جبکہ مفعول بہ منصوب ہوگا
۴) مصدر اگر مفعول بہ کی طرف مضاف ہو تو مفعول بہ لفظاً مجرور اور محلاً منصوب ہوگا۔
اس صورت میں فاعل عموماً محذوف ہوتا ہے یا مفعول بہ کے بعد ہوتا ہے۔

مصدر کی اقسام اور ان کی تعریفات:

ذیل میں مصدر سے متعلق مختلف اصطلاحات کی وضاحت کی جارہی ہے جن سے آگاہ ہونا ضروری ہے:
۱) **مصدر صریحی :** اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔
۲) **مصدر میمی :** وہ مصدر جس کے شروع میں میم زائدہ لاحق ہو اور وہ حدثی معنی پر دلالت کرے۔ مصدر میمی بھی مصدر ہی ہوتا ہے اور مصدر کی طرح عمل کرتا ہے۔ جیسے اِنَّمَا مُعْتَمِدِیْ عَلَی اللّٰہِ
مصدر میمی کی مثالیں: مَطْلَبٌ، مَوْجِلٌ، مَقْتَلٌ، مَوْرِدٌ، مُعْتَقِدٌ، مَغْفِرَۃٌ، مَعْصِیَۃٌ، مَعِیْشَۃٌ
فائدہ: ثلاثی مجرد کا مصدر میمی اسی باب کے اسم ظرف جبکہ غیر ثلاثی مجرد اسی باب کے اسم ظرف اور اسم مفعول کا ہم وزن ہوتا ہے۔
۳) **مصدر صناعی :** وہ اسم جس کے آخر میں یاء مشددہ اور تاء مربوطہ لاحق ہو۔
جیسے: اَلْاِنْسَانِیَّۃُ، اَلْوَطَنِیَّۃُ الْوَحْشِیَّۃُ الْحُرِیَّۃُ

فائدہ: مصدر صناعی یا مشددہ اور تاء مربوطہ کے درج ذیل اسماء کے ساتھ لاحق ہونے سے تشکیل پاتا ہے

☆ **اسم فاعل:** جیسے: عَالِمِيَّةٌ،

☆ **اسم مفعول:** جیسے: مَعْذُوْرِيَّةٌ

☆ **اسم تفضیل:** جیسے: اَسْبَقِيَّةٌ

☆ **اسم جامد:** جیسے: اَلْاِنْسَانِيَّةُ، اَلْوَطَنِيَّةُ، كَيْفِيَّةٌ، كَمِيَّةٌ

☆ **اسم علم:** جیسے: عُثْمَانِيَّةٌ، عَبَّاسِيَّةٌ

☆ **مصدر:** جیسے: اِسْتَادِيَّةٌ

☆ **مصدر میمی:** جیسے: مَصْدَرِيَّةٌ، مَقْصَدِيَّةٌ

۴) **مصدر موول:** وہ مصدر جو اَنْ مصدریہ مع فعل یا ما مصدریہ مع فعل کی صورت میں ہو

جیسے: اَنْ تَشْرِبَ مَا تَشْرِبُ

۵) **اسم مصدر:** وہ اسم جو مصدر کے معنی پر دلالت کرے لیکن اس میں فعل کے تمام حروف (اصلیہ وزائدہ) موجود نہ ہوں بلکہ کوئی حرف کم ہو۔

جیسے: وُضُوْءٌ، عَطَاءٌ، كَلَامٌ، صَلٰوةٌ

فائدہ: مذکورہ چاروں مثالیں اسم مصدر کی ہیں، ان کے مصادر بالترتیب تَوَضُّأ، اِعْطَاءٌ تَكْلِيْمًا اور تَصْلِيَةً آتے ہیں۔

اسم مصدر کا عمل: اسم مصدر بھی بالکل مصدر جیسا عمل کرتا ہے۔

جیسے: اَنْتَ كَثِيْرُ الْعَطَاءِ النَّاسَ

نہم اسم مضاف: مضاف الیہ را جر کند چون جَاءَ نِیْ غُلَامُ زَیْدٍ بدانکہ اینجا لام حقیقت مقدر ست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ

نویں اسم مضاف مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے جاء نی غلامه زید۔ جان تو کہ اس جگہ لام حقیقت میں مقدر ہے اس وجہ سے کہ تقدیر اس کی غلام لزید ہے۔

﴿مضاف کا بیان﴾

اسمائے عاملہ میں سے ایک مضاف ہے مضاف کے معنی ہیں اضافت کیا ہوا۔ جبکہ اصطلاح نحو میں مضاف اس اسم کو کہتے ہیں جس کی نسبت کسی دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے غُلَامُ زَیدٍ میں غلام مضاف ہے۔

مضاف کی بحث میں تین چیزوں کا ذکر ہوتا ہے۔ مضاف، مضاف الیہ اور اضافت ذیل میں مضاف الیہ اور اضافت کی تعریف بھی کی جا رہی ہے۔

مضاف الیه: وہ اسم جس کی طرف ماقبل اسم کی اضافت کی جائے۔

جیسے غلام زید میں زید مضاف الیہ ہے۔

اضافت: وہ نسبت جو مضاف کی مضاف الیہ کی طرف کی جاتی ہے۔

فائدہ: یاد رہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں لفظی چیزیں ہیں جبکہ اضافت معنوی شی کا نام ہے۔ یعنی اسے تحریر میں نہیں لایا جا سکتا بلکہ وہ عقل کے ذریعے سمجھی جاتی ہے۔

مضاف کا عمل: مضاف اپنے مابعد اسم یعنی مضاف الیہ کو جر دیتا ہے اور اس جر کی مختلف صورتیں ہیں

۱)	کسرہ لفظی، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ	زَیْد کے آخر میں کسرہ لفظی ہے۔
۲)	کسرہ تقدیری جیسے: ذِی الْقُرْبٰی	اَلْقُرْبٰی کے آخر میں کسرہ تقدیری ہے۔
۳)	جر محلی جیسے: هٰذَا کِتَابِیْ۔	کِتَابِیْ کے آخر میں ی محلاً مجرور ہے۔

<u>مضاف اور مضاف الیہ کا حکم:</u>

مضاف پر الف لام اور تنوین نہیں آتے اور اضافت کے وقت اگر مضاف پر الف لام یا تنوین ہو تو اُن کو حذف کر دیا جاتا ہے اسی طرح اضافت کے وقت تثنیہ اور جمع کے نون کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: ضَارِبَا زَیْدٍ اور ضَارِبُوْ زَیْدٍ

اضافت کی اقسام: اضافت کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

۱) اضافت لفظیہ ۲) اضافت معنویہ یا حقیقیہ

اضافت لفظیہ کی تعریف: صیغہ صفت کی مابعد اسم کی طرف اضافت کرنا۔

جیسے هٰذَا ضَارِبُ زَيْدٍ، هٰذَا مَضْرُوْبُ الْعَبْدِ، زَيْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ۔

اضافت لفظیہ کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں:

۱) مضاف صیغہ صفت ہو۔

۲) مضاف الیہ اس صیغہ صفت کا معمول ہو۔

فائدہ: صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل اسم مفعول اور صفت مشبہ ہیں۔

اضافت معنویہ کی تعریف: غیر صیغہ صفت (اسم جامد، مصدر) کی مابعد اسم کی طرف اضافت کرنا یا صیغہ صفت کی ایسے اسم کی طرف اضافت کرنا جو اس کا معمول نہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَيْدٍ

اضافت کا فائدہ:

اضافت لفظیہ فقط مضاف کی تخفیف کا فائدہ دیتی ہے یعنی تنوین اور نون تثنیہ وجمع کی تخفیف جبکہ اضافت معنویہ میں دو صورتیں ہیں:

۱) اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو اضافت معنویہ مضاف کی تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔
جیسے: غُلَامُ رَجُلٍ یعنی غُلَامُ رَجُلٍ لَا امْرَأَةٍ

ب) اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو اضافت معنویہ مضاف کی تعریف کا فائدہ دیتی ہے۔ یعنی مضاف بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔
جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ یعنی غُلَامُ زَيْدٍ لَا عَمْرٍو۔

<u>اضافت معنویہ کی اقسام:</u>

اضافت معنویہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام، من یا فی مقدر ہوتا ہے، اس اعتبار سے اضافت معنویہ کی درج ذیل تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

۱) **اضافت بمعنی لام:** یعنی وہ اضافت جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام کو مقدر مانا گیا ہو۔ جیسے: هٰذَا كِتَابُ زَيْدٍ هٰذَا كِتَابٌ لِزَيْدٍ
هٰذَا قَلَمُ عَمْرٍو هٰذَا قَلَمٌ لِعَمْرٍو

۲) **اضافت بمعنی من:** یعنی وہ اضافت جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر مِنْ

کو مقدر مانا گیا ہو۔ جیسے: هٰذَا بَابُ سَاجٍ هٰذَا بَابٌ مِّنْ سَاجٍ
هٰذَا خَاتَمُ حَدِيْدٍ هٰذَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ

۳) **اضافت بمعنی فی:** یعنی وہ اضافت جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جرفی کو مقدر مانا گیا ہو۔ جیسے:
هٰذِهٖ نِدَاءُ السَّحَرِ هٰذِهٖ نِدَاءٌ فِي السَّحَرِ
هٰذِهٖ دُعَاءُ الْفَجْرِ هٰذِهٖ دُعَاءٌ فِي الْفَجْرِ
يَاصَاحِبَيِ السِّجْنِ يَاصَاحِبَيَّ فِي السِّجْنِ۔

اضافت کی وجہ سے درج ذیل چیزیں حذف ہوتی ہیں:

۱) مضاف کے آخر سے نون تنوین حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: كِتَابُ عَلِيٍّ، كِتَابٌ عَلِيٍّ پڑھنا درست نہیں

۲) مضاف کے آخر سے نون تثنیہ حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: جَائَنِيْ رَاغِبَا تَوْبَةٍ۔ رَاغِبَانِ تَوْبَةٍ نہیں پڑھا جائے گا

۳) مضاف کے آخر سے نون جمع مذکر سالم حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: جَائَنِيْ عَامِلُوْ حَقْلٍ۔ عَامِلُوْنَ حَقْلٍ نہیں پڑھا جائے گا۔

۴) مضاف کے شروع سے الف لام حذف ہو جاتا ہے۔
جیسے: كِتَابُ سَعِيْدٍ ... اَلْكِتَابُ سَعِيْدٍ نہیں کہا جائے گا۔

قابل توجہ باتیں:

کبھی کبھی اضافت لفظیہ کی صورت میں مضاف پر الف لام آ جاتا ہے۔
جیسے: خَالِدُ الصَّالِحُ الْعَمَلِ اس مثال میں الصالح مضاف ہے۔

☆ مضاف ہمیشہ مفرد ہوتا ہے جبکہ مضاف الیہ کبھی مفرد ہوتا ہے اور کبھی مرکب یعنی جملہ ہوتا ہے البتہ جملہ ہو تو وہ مفرد کی تاویل میں ہوتا ہے۔ جیسے: يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ، يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ جملہ بتاویل مفرد مضاف ہے۔

☆ کبھی مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فاصل بھی آ جاتا ہے لیکن اس کے باوجود مضاف کے عمل کرنے کی صلاحیت برقرار رہتی ہے۔ جیسے: يَاتَيْمُ تَيْمَ عَدِيٍّ

لازم الاضافۃ اسماء:

کلام عرب میں جن اسماء کی اضافت لازم ہے ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ اسماء جو مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں دوسرے وہ جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں:

۱) وہ اسماء جو مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتے ان کی دو صورتیں ہیں ایک جن کو اضافت سے منقطع نہیں کیا جا سکتا اور دوسرے وہ جن کو اضافت سے منقطع کیا جا سکتا ہے۔

(ا) عِنْدَ، لَدٰی، لَدُنْ، وسط، بَیْنَ، دُوْنَ، مِثْلَ، نَظِیْرٌ، کِلَا، کِلْتَا، قَابَ، سِوٰی، غَیْرَ، ذُوْ، ذَاتُ اور ان کی جمع، اُولُوْ، اُولَاتُ، قُصَارٰی، سُبْحَانَ، مَعَاذَ، وَحْدَ، لَبَّیْکَ، سَعْدَیْکَ (وغیرہ)

(ب) فَوْقَ، تَحْتَ، یَمِیْنٌ، شِمَالٌ، اَمَامٌ، قُدَّامٌ، خَلْفَ اور ان کے ہم معنی قَبْلُ، بَعْدُ، کُلُّ، بَعْضُ، جَمِیْعُ، حَسْبُ، اَیٌّ، مَعَ (وغیرہ)۔

(۲) وہ اسماء جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

اِذْ جیسے: جِئْتُ اِذْ جَاءَ سَلِیْمٌ

حَیْثُ جیسے: جَلَسْتُ حَیْثُ جَلَسَ زَیْدٌ

مُذْ جیسے: مَارَاَیْتُہٗ مُذْ سَافَرَ الْقَوْمُ،

مُنْذُ جیسے: وَمَااجْتَمَعْنَا مُنْذُ غَابَ رُفَقَائُنَا

نوٹ: مُذْ اور مُنْذُ کو حروف جارہ میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔

چند فوائد:

☆ مضمرات، اسماء موصولات، اسماء اشارات، اسماء شرطیہ اور اسماء استفہام (اَیٌّ کے علاوہ) کو مضاف کرنا ممتنع ہے۔

☆ معرفہ اعلیٰ ہے اور نکرہ ادنیٰ ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کی طرف مضاف کرنا چاہئے اس کا برعکس جائز نہیں ہے یعنی معرفہ کو نکرہ کی طرف مضاف کرنا اعلیٰ کو ادنیٰ کی طرف مضاف کرنا ہے جو جائز نہیں ہے۔

☆ بعض اوقات علم کو بعد والے اسم کی طرف مضاف کیا جاتا ہے اس صورت میں علم کو نکرہ بنا لیا جاتا ہے جیسے ھٰذَا زَیْدُنَا (یہ ہمارا زید ہے)

☆ بعض اوقات علم کو بعد والے اسم کی طرف مضاف کیا جاتا ہے اس صورت میں علم کو نکرہ بنالیا جاتا ہے جیسے هٰذَا زَيْدُنَا (یہ ہمارا زید ہے)

☆ کسی اسم کو اس کے مترادف اسم کی طرف مضاف کرنا جائز نہیں اسی لئے لَيْث کی اَسَدْ کی طرف اضافت ممکن نہیں کیونکہ دونوں مترادف ہیں۔

☆ موصوف کو اس کی صفت اور صفت کو اس کے موصوف کی طرف مضاف کرنا جائز نہیں اسی لئے رَجُلٌ عَالِمٌ کی ایک دوسرے کی طرف اضافت ممکن نہیں کیونکہ یہ موصوف صفت ہیں۔ البتہ ایک صورت میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف جائز ہے اور وہ یہ کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مِنْ مقدر ہو۔ جیسے: کرام الناس، عظائم الامور تقدیر عبارت الکرام من الناس اور العظائم من الامور ہے۔

☆ اضافت معنویہ کو معنویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اضافت معنی کی طرف لوٹتی ہے یعنی اگر نکرہ کی نکرہ کی طرف اضافت ہو تو مضاف میں تخصیص اور اگر نکرہ کی معرفہ کی طرف اضافت ہو تو مضاف میں تعریف پیدا ہو جاتی ہے جبکہ اضافت لفظیہ کو لفظیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لفظ کی طرف راجع ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اضافت لفظیہ کی وجہ سے لفظ میں تخفیف ہوتی ہے یعنی مضاف سے تنوین، نون تثنیہ، نون جمع اور الف لام حذف ہو جاتے ہیں۔

☆ کچھ اسماء ظروف ایسے آتے ہیں جن کا مضاف الیہ حذف ہوتا ہے۔

جیسے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اَىْ بَعْضِهِمْ

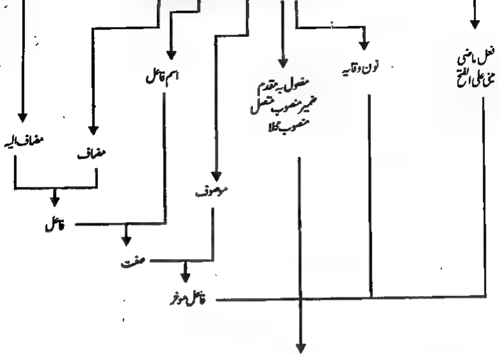
☆ کبھی مضاف حذف ہوتا ہے ایسی صورت میں مضاف الیہ کو مضاف کے مقام پر رکھ دیا جاتا ہے یعنی مضاف الیہ مجرور نہیں ہوتا بلکہ اس پر مضاف کا اعراب لے آتے ہیں۔

جیسے: وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ اَىْ وَاسْئَلْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ

اَلْقَرْيَة درحقیقت مضاف مقدر کا مضاف الیہ ہے۔

☆ مضاف الیہ کا اسم ظاہر، اسم ضمیر، مفرد اور جملہ آنا جائز ہے جبکہ سَعْدَيْكَ اور لَبَّيْكَ وغیرہ میں مضاف الیہ کا ضمیر ہونا ضروری ہے۔

جَاءَ نِیْ رَجُلٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ



جمله فعلیه خبریه

اِیَّاکَ نَعْبُدُ



جمله فعلیه خبریه

دہم اسم تام تمیز را نصب کند و تمامی اسم یا بتوین باشد چون مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین چون عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَزَیْدٌ اَکْثَرُ مَالًا یا بنون تثنیہ چون عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا بنون جمع چون هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یا بمشابہ نون جمع چون عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یا باضافت چون عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا

دسویں اسم تام جو تمیز کو نصب دیتا ہے اور اسم تام ہوتا ہے یا تنوین کے ساتھ جیسے مافی السماء قدرراحة سحابا یا تنوین تقدیری کے ساتھ جیسے عندی احدعشر رجلا وزید اکثرمنک مالا یا تثنیہ کے نون سے جیسے عندی قفیزان برا یا نون جمع سے جیسے هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا یا نون مشابہ جمع کے ساتھ جیسے عندی عشرون درهما سے تسعون تک یا اضافت کے ساتھ جیسے عندی ملؤه عسلا۔

﴿اسم تام کا بیان﴾

اسمائے عاملہ کی دسویں قسم اسم تام ہے۔

تام کا معنی ہے کسی شی کا مکمل ہو جانا جبکہ اصطلاح نحو میں اسم تام سے مراد وہ اسم ہے جو اپنی موجودہ صورت میں مکمل ہو اور اس کو اس کی موجودہ حالت میں مضاف نہ کیا جا سکتا ہو۔

جیسے: عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا۔ ملوہ' اسم تام ہے اور اب یہ کسی اسم کی طرف مضاف نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ تام ہونے کی وجہ سے اضافت سے مستغنی ہو چکا ہے۔

__اسم کے تام ہونے کی صورتیں__

اسم چند چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے تام ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر۱: اسم تنوین ظاہر (ملفوظ) کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا۔ عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا۔

راحةٍ اور رِطْلٌ اسم تام ہے اور وجہ تام تنوین ظاہری ہے۔

نمبر۲: اسم تنوین مقدرہ کے ساتھ تام ہوتا ہے جیسے: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً ،

احد عشر اسم تام ہے اور وجہ تام تنوین مقدرہ ہے۔

زَیْدٌ اَکْثَرُ مَالًا اکثر اسم تام ہے اور وجہ تام تنوین مقدرہ ہے۔

نمبر۳: اسم نون تثنیہ کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا ، قفیزان اسم تام ہے اور وجہ تام نون تثنیہ ہے۔

نمبر۴: اسم نون جمع کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً .

اخسرین اسم تام ہے اور وجہ تام نون جمع ہے۔

نمبر۶: اسم مشابہ نون جمع کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا

عشرون اسم تام ہے اور وجہ تام مشابہ نون جمع ہے۔

نمبر۷: اسم اضافت کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

جیسے: عِنْدِیْ مِلْؤُہٗ عَسَلاً ، ملؤہ اسم تام ہے اور وجہ تام اضافت ہے۔

فائدہ: عشرون سے تسعون تک تمام دہائیاں مشابہ جمع ہیں اس لئے ان کے نون کو نون مشابہ جمع کہا جاتا ہے۔

اسم تام کا عمل:

اسم تام فعل کے ساتھ مشابہ ہے جس طرح فعل فاعل پر تام ہو جاتا اور اس کے بعد وہ مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اسی طرح اسم تام بھی مذکورہ چیزوں پر تام ہو جانے کے بعد اپنے بعد والے اسم کو تمیز ہونے کی وجہ سے نصب دیتا ہے کیونکہ یہ تمیز مفعول بہٖ سے مشابہ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا مثالوں میں سَخَانًا ، رَجُلاً ، مَالاً ، بُرًّا ، اَعْمَالاً ، دِرْهَمًا ، عَسَلاً تمیز ہونے کی بنا پر منصوب ہیں جبکہ ان میں عامل اسم تام ہے۔

فائدہ: اسم تام انقطاع کو چاہتا ہے جبکہ اضافت اتصال کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں تضاد ہے اسی وجہ سے جو اسم تام ہے، وہ مضاف نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی اسم فی الوقت مضاف ہو سکتا ہو تو وہ تام نہیں ہوگا

یازدہم اسمائے کنایہ از عدد و آں دو لفظ است کَمْ وَکَذَا کَمْ بر دو قسم است استفہامیہ و خبریہ استفہامیہ تمیز را نصب کند و کذا نیز چوں کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ وَعِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا و کم خبریہ تمیز را بجر کند چوں کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ وَکَمْ دَارٍ بَنَیْتُ و گاہی مِن جار بر تمیز کم خبریہ آید چوں قَوْلُهٗ تَعَالٰی کَمْ مِنْ مَلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ

گیارہویں قسم: اسمائے کنایہ عدد سے اور اس کے دو لفظ آتے ہیں کم اور کذا کم دو قسم پر ہے استفہامیہ اور خبریہ کم استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے اور کذا بھی اسی طرح جیسے کم رجلا عندك وعندی كذا درهما اور کم خبریہ اپنی تمیز کو جر دیتا ہے جیسے کم مال انفقت اور کم دار بنیت اور کبھی من جار کم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کم من

﴿اسماء کنایات﴾

کنایات جمع ہے جس کا واحد کنایہ آتا ہے اس سے مراد ایسے کلمات ہیں جن کی دلالت غیر واضح اور مبہم ہو۔ اسم کنایہ تین کلمات ہیں۔

نمبر۱: کَمْ نمبر۲: کَذَا نمبر۳: کَاَیِّنْ

اسم کنایہ کی تعریف: وہ مبہم کلمہ جس کے ساتھ عدد مبہم یا حدیث مبہم یا فعل مبہم سے کنایہ کیا جائے جیسے کَمْ کِتَابًا عِنْدَكَ (تیرے پاس کتنی کتابیں ہیں)، کَمْ کُتُبٍ قَرَأْتُ (میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں) بہت اور کتنے سے اگرچہ عدد مراد ہیں لیکن یہ عدد واضح نہیں ہیں بلکہ ان میں ابہام پایا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ کم استفہامیہ و کم خبریہ میں دو طرح ابہام ہے ایک ابہام اس کے ممیز ہونے کے اعتبار سے جو تمیز آنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے جبکہ دوسرا ابہام جو اس کے معنی کا لازمی حصہ ہے باقی رہتا ہے۔

کم کی بحث: کم کی دو قسمیں ہیں: کم استفہامیہ کم خبریہ

کم استفہامیہ: وہ اسم جس کے ذریعے عدد، (مجہول الجنس یا مجہول الکمیہ) کے تعین کے بارے میں سوال کیا جائے۔ جیسے: کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ

<u>کم استفہامیہ کا عمل:</u>

کم استفہامیہ مابعد تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسا کہ مثال مذکور سے واضح ہے۔

کم استفہامیہ کی معنوی واعرابی حیثیت:

کلام میں کم استفہامیہ مختلف حیثیتوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

☆ کم استفہامیہ: مبتدا اور محلا مرفوع واقع ہوتا ہے۔

جیسے: كَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ، کم مبتدا اور محلا مرفوع ہے

☆ کم استفہامیہ مفعول بہ اور محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔

جیسے: كَمْ طَالِبًا رَأَيْتَ الْيَوْمَ، کم مفعول بہ اور محلا منصوب ہے۔

☆ کم استفہامیہ مفعول فیہ ظرف زماں محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔

جیسے: كَمْ سَاعَةً عَمِلْتَ الْيَوْمَ۔ کم مفعول فیہ محلا منصوب ہے۔

☆ کم استفہامیہ مفعول فیہ ظرف مکاں محلا منصوب واقع ہوتا ہے۔

جیسے: كَمْ مِيلًا سَافَرْتَ کم مفعول فیہ محلا منصوب ہے۔

☆ کم استفہامیہ مجرور واقع ہوتا ہے۔

جیسے: بِكَمْ رُوبِيَّةً اِشْتَرَيْتَ ثَوْبَكَ میں کم مجرور واقع ہو رہا ہے

کم استفهامیه کی تمییز:

کم استفہامیہ ہمیشہ ممیز استعمال ہوتا ہے اس کے بعد ایک تمیز ہوتی ہے جو کبھی مفرد منصوب ہوتی ہے۔اور کبھی مفرد مجرور ہوتی ہے تفصیل درج ذیل ہے:

☆ کم استفہامیہ کی تمیز عموماً منصوب ہوتی ہے جیسے: كَمْ طَالِبًا غَابَ، طالبا تمیز ہے

☆ کم اور اس کے معمول کے درمیان اگر کوئی فاصل آ جائے تو اس صورت میں تمیز لازماً منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: كَمْ عِنْدَكَ قَلَمًا

☆ کم پر حرف جار داخل ہو تو دو صورتیں ہیں:

ا) تمیز منصوب ہوتی ہے۔

جیسے: بِكَمْ دِرْهَمًا اِشْتَرَيْتَ ثَوْبَكَ: درهما تمیز ہے

ب) تمیز من مقدرہ کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: بِكَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَيْتَ ثَوْبَكَ درهم تمیز ہے اور اس سے پہلے مِنْ مقدر ہے۔

کم خبریه : وہ اسم جس کے ذریعہ کسی عدد کا کثیر ہونا بتایا جائے۔

جیسے: كَمْ ثَوْبٍ قَدْ لَبِسْتُ

معنوی واعرابی حیثیت:

☆ کم خبریہ کلام میں مبتدا واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کَمْ مُؤْمِنٍ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، کم خبریہ مبتدا ہے۔

☆ کم خبریہ کلام میں مفعول بہ واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کَمْ کِتَابٍ قَرَأْتُ، کم خبریہ مفعول بہ ہے۔

☆ کم خبریہ کلام میں مفعول فیہ ظرف زماں واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کَمْ سَاعَةٍ قَرَأْتُ، کم خبریہ مفعول فیہ ہے

☆ کم خبریہ کلام میں مفعول فیہ ظرف مکاں واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کَمْ مِیْلٍ مَشَیْتُ، کم خبریہ مفعول فیہ ہے

☆ کم خبریہ کلام میں مفعول مطلق واقع ہوتا ہے۔

جیسے: کَمْ قِرَاءَةٍ قَرَأْتُ، کم خبریہ مفعول مطلق ہے۔

کم خبریہ کی تمیز: کم خبریہ کی تمیز کی دو صورتیں ہیں:

نمبر۱: کم خبریہ کی تمیز اکثر مجرور ہوتی ہے۔

جیسے: کَمْ ثَوْبٍ قَدْ لَبِسْتُ. ثوب تمیز مجرور ہے۔

نمبر۲: کم خبریہ اور تمیز کے درمیان اگر کوئی فاصل آ جائے تو اس صورت میں تمیز منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: کَمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ غُلَامًا قَدْ مَلَکْتُ۔ غُلَامًا تمیز منصوب ہے۔

کم استفہامیہ وخبریہ سے متعلق دیگر چند اہم باتیں:

☆ کم خبریہ ہو یا استفہامیہ ہمیشہ کلام کے آغاز میں ہوتا ہے کیونکہ صدارت کلام یعنی کلام کے شروع میں آنا ہی اس کی اصل ہے۔

☆ کم استفہامیہ ہمزۂ استفہام سے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے جبکہ کم خبریہ کم استفہامیہ کی مثل ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔

☆ کم استفہامیہ کی تمیز ہمیشہ مفرد ہوتی ہے یہ نہ تو تثنیہ اور نہ ہی جمع کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہوتی ہے

☆ کم خبریہ کی تمیز کبھی مفرد آتی ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے واضح ہے اور کبھی جمع آتی ہے

جیسے: کَمْ رِجَالٍ لَقِیْتُهُمْ۔

☆ کم خبریہ واستفہامیہ کی تمیز سے پہلے کبھی مِن بیانیہ ہوتا ہے اس صورت میں تمیز مِن کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: كَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ ۔ كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتُهٗ ۔

☆ بعض اوقات کم خبریہ واستفہامیہ کی تمیز کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔

جیسے: كَمْ قَرَأْتَ: اس مثال میں تمیز کو حذف کیا گیا ہے اصل عبارت یوں ہوگی كَمْ آيَةً قَرَأْتَ یا كَمْ كِتَابًا قَرَأْتَ

☆ کم استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں ابہام پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان دونوں میں ایک اہم فرق ہے اور وہ یہ کہ کم استفہامیہ کی صورت میں یہ ابہام متکلم کے نزدیک ہوتا ہے جبکہ کم خبریہ کی صورت میں متکلم کے لئے کوئی ابہام نہیں ہوتا بلکہ یہ ابہام مخاطب کے نزدیک ہوتا ہے۔

كَذَا : یہ اسم کنایہ کاف تشبیہ اور ذا اسم اشارہ سے مرکب ہے چونکہ یہ دونوں مبنی ہیں اسی وجہ سے کذا بھی مبنی ہے۔

تعریف : وہ اسم کنایہ جس کے ذریعے عدد مبہم سے کنایہ کیا جائے۔

جیسے: عِنْدِيْ كَذَا دِرْهَمًا (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

فائدہ : کذا عموماً کلام کے بیچ میں یا آخر میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: عِنْدِيْ كَذَا وَ كَذَا رُوْبِيَّةً ۔

کذا کبھی غیر عدد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے خَرَجْتُ يَوْمَ كَذَا (میں فلاں دن نکلا)، کذا ، غیر عدد کے لئے ہے۔

كَأَيِّنْ: یہ اسم کنایہ کاف تشبیہ اور اَیّ سے مرکب ہے اور اسی بنا پر مبنی ہے۔

تعریف : وہ اسم کنایہ جس کے ذریعے عدد کا کثیر ہونا بتایا جائے۔

جیسے وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

فائدہ :(الف) کَأَیِّنْ معنوی اعتبار سے کم خبریہ کی طرح ہے۔

(ب) کَأَیِّنْ کی تمیز مفرد مجرور استعمال ہوتی ہے۔

(ج) کَأَیِّنْ کی تمیز پر عموماً مِن جارہ داخل ہوتا ہے۔

فائدہ :نَيِّفٌ اور بِضْعٌ بھی اسماء کنایہ میں شمار کئے جاتے ہیں، نَيِّفٌ ہائی سے زائد عدد مبہم یا دو دہائیوں کے درمیان والے عدد مبہم پر دلالت کرتا ہے جبکہ بِضْعٌ تین سے نو تک کے عدد مبہم پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے مَكَثْتُ فِي لَاهُوْرَ نَيِّفًا وَّ عِشْرِيْنَ يَوْمًا (میں نے لاہور میں بیس سے کچھ زائد دن قیام کیا) حَضَرَ بِضْعُ رِجَالٍ (کچھ مرد حاضر ہوئے)۔

قسم دوم در عوامل معنوی بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم ست اول ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را رفع کند چون زَیْدٌ قَائِمٌ وانیجا گویند کہ زید مبتداست مرفوع بابتداو قائم خبر مبتدا است مرفوع بابتداو اینجا دو مذہب دیگر است یکی آنکہ ابتدا عامل ست در مبتدا و مبتدا در خبر دیگر آنکہ ہر یکی از مبتدا و خبر عامل ست در دیگر دوم خلو فعل مضارع از ناصب وجازم فعل مضارع را رفع کند چون یضرب زید اینجا یضرب مرفوعست زیرا کہ خالی ست از ناصب وجازم تمام شد عوامل نحو بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَوْنِهٖ

دوسری قسم عوامل معنوی میں: جان تو کہ عوامل معنوی دو قسم پر ہیں پہلی ابتداء یعنی اسم کا عوامل لفظی سے خالی ہونا وہ مبتدا اور خبر کو رفع کرتا ہے جیسے زید قائم اور اس جگہ کہتے ہیں کہ زید مبتدا ہے جو ابتداء کی وجہ سے رفع دیا گیا ہے اور قائم خبر ہے مبتدا کی مرفوع ہے ابتدا کی وجہ سے۔ اور اس جگہ دو مذہب اور ہیں ایک یہ کہ ابتداء عامل ہے مبتداء میں اور مبتداء عامل ہے خبر میں دوسرا یہ کہ ہر ایک مبتداء اور خبر عامل ہیں ایک دوسرے میں۔ دوسری قسم: فعل مضارع جو خالی ہو ناصب اور جوازم سے فعل مضارع کو رفع کرتا ہے جیسے یضرب زید اس جگہ یضرب مرفوع ہے اس لئے کہ خالی ہے عوامل ناصب اور جازم سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی توفیق سے عوامل مکمل ہو گئے ہیں۔

﴿عوامل معنویہ﴾

عوامل معنویہ سے مراد وہ عامل ہیں جو لفظوں میں موجود نہیں ہوتے البتہ انہیں کلام میں معنوی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے یہ دو ہی عامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱) **ابتداء:** اس سے مراد اسم مرفوع کا لفظی عامل کے بغیر ہونا ہے۔

جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ

مذکورہ مثال میں زید اور قائم دونوں مرفوع ہیں ان سے پہلے کوئی لفظی عامل نہیں ہے لہذا یہ کہا جائے گا کہ ان کا عامل معنوی ہے جسے ابتداء کہا جاتا ہے۔

فائدہ: مبتداء اور خبر کے عامل کے بارے میں تین موقف ہیں:

☆ ابتداء مبتداء اور خبر دونوں کا عامل ہے اور یہ دونوں ابتداء کے معمول ہیں۔

☆ ابتداء مبتداء کا عامل ہے اور مبتدا خبر میں عمل کرتا ہے اس اعتبار سے ابتداء کا معمول مبتدا اور مبتدا کا معمول خبر ہے۔

☆ مبتدا خبر کا عامل ہے اور خبر مبتدا میں عمل کرتی ہے اس اعتبار سے مبتدا اور خبر دونوں ایک دوسرے کے عامل بھی ہیں اور معمول بھی۔

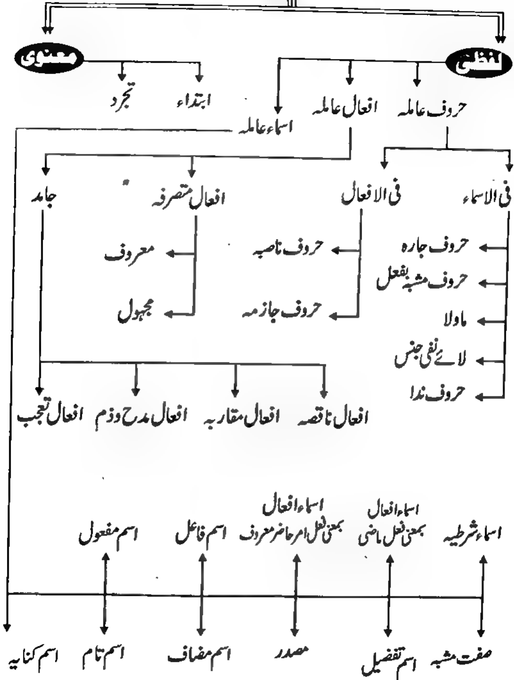
مصنف کا نظریہ:

جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے مصنف کے نزدیک ابتداء مبتداء اور خبر دونوں کا عامل ہے:

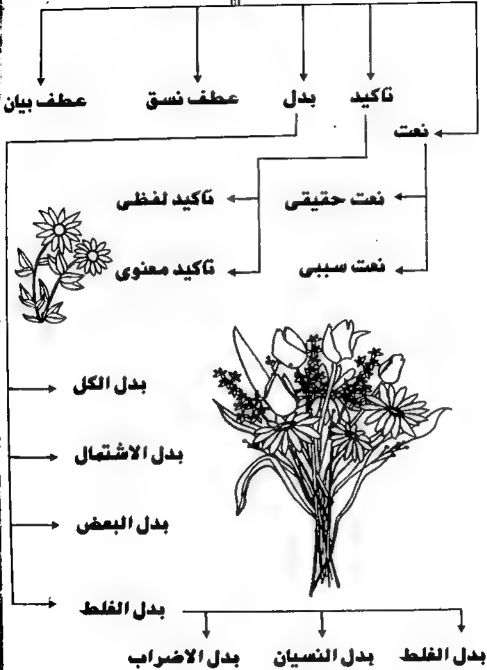
۲) **تَجَرُّدْ یا خُلُوّ:** اس سے مراد وہ فعل مضارع ہے جس کے شروع میں نصب اور جزم دینے والے عوامل (لَنْ ، لَمْ، اِنْ وغیرہ) میں سے کوئی عامل نہ ہو۔

جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ اس مثال میں یَضْرِبُ فعل مضارع سے پہلے نصب اور جزم دینے والا کوئی لفظی عامل موجود نہیں ہے، لہٰذا یہ کہا جائے گا اس فعل کو معنوی عامل نے رفع دیا اور وہ تجرد ہے یاد رہے کہ لفظی عامل کا نہ ہونا ہی معنوی عامل کی علامت ہے۔

زَیْدٌ قَائِمٌ:
زَیْدٌ : مبتدا مرفوع بوجہ عامل معنوی یعنی ابتداء قَائِمٌ: خبر مرفوع بوجہ عامل معنوی یعنی ابتداء
مبتدا+ خبر = جملہ اسمیہ خبریہ



عوامل
معنوی
لفظی
ابتداء
تجرد
حروف عاملہ
افعال عاملہ
اسماء عاملہ
فی الاسماء
فی الافعال
افعال متصرفہ
جامد
حروف جارہ
حروف مشبہ بفعل
ماولا
لائے نفی جنس
حروف ندا
حروف ناصبہ
حروف جازمہ
معروف
مجہول
افعال ناقصہ
افعال مقاربہ
افعال مدح وذم
افعال تعجب
اسماء شرطیہ
اسماء افعال بمعنی فعل ماضی
اسماء افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف
اسم فاعل
اسم مفعول
صفت مشبہ
اسم تفضیل
مصدر
اسم مضاف
اسم تام
اسم کنایہ



توابع
نعت
تاکید
بدل
عطف نسق
عطف بیان
نعت حقیقی
نعت سببی
تاکید لفظی
تاکید معنوی
بدل الکل
بدل الاشتمال
بدل البعض
بدل الغلط
بدل الغلط
بدل النسیان
بدل الاضراب

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آن واجبست وآن سہ فصل ست فصل اول در توابع بدانکہ تابع لفظی است کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جہت ولفظ سابق رامتبوع گویند وحکم تابع آنست کہ ہمیشہ دراعراب موافق متبوع باشد وتابع پنج نوع است

خاتمہ مختلف فوائد کے بیان میں کہ جن کا جاننا ضروری ہے اور اسکی تین فصلیں ہیں۔ فصل اول: توابع کے بیان میں۔ جان تو کہ تابع وہ لفظ ہے جو لفظ سابق سے دوسرا ہو ایک ہی جہت سے اعراب سابق کے مطابق ہو اور لفظ سابق کو متبوع کہتے ہیں اور حکم تابع کا یہ ہے کہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہوتا ہے اور تابع کی پانچ قسمیں ہیں۔

﴿توابع کا بیان﴾

توابع جمع ہے اس کا واحد تابع ہے جس کا معنی ہے اتباع کرنے والا اور پیچھے آنے والا جبکہ اصطلاح نحو میں اس سے مراد وہ دوسرا لفظ ہے جو ایک ہی جہت سے اعراب میں پہلے لفظ کے مطابق ہو یا وہ لفظ جو اعراب میں اپنے ماقبل لفظ کے تابع ہو ماقبل پر اگر رفع آئے تو اس پر بھی رفع آئے ماقبل پر نصب آئے تو اس پر بھی نصب ہو اور ماقبل پر اگر جر آئے تو اس پر بھی جر آئے ماقبل کو متبوع اور اس بعد والے لفظ کو تابع کہا جاتا ہے۔ جیسے: ھُوَ طَالِبٌ مُجْتَہِدٌ۔ مثال مذکور میں طالب متبوع اور مجتہد تابع ہے۔

فائدہ: ایک ہی جہت سے مراد یہ ہے کہ جس عامل کی بناء پر متبوع پر رفع، نصب، جر آیا ہے، اسی عامل کی وجہ سے تابع پر بھی رفع، نصب، جر آئے۔

توابع کی پانچ قسمیں ہیں:

۱)	صفت	۲)	تاکید
۳)	بدل،	۴)	عطف بالحرف (نسق)
۵)	عطف بیان۔		آئندہ صفحات میں ان کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

اول صفت وادو تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چون جَاءَ نِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ یا اَبُوْہُ مثلا قسم اول در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و تثنیہ و جمع ورفع و نصب و جر چوں عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَاِمْرَاَۃٌ عَالِمَۃٌ وَاِمْرَاَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَۃٌ عَالِمَاتٌ اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف و تنکیر و رفع و نصب و جر چوں جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت توان کرد چوں جَاءَ نِیْ رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ و در جملہ ضمیری عائد بنکرہ لازم باشد

پہلی صفت ہے اور صفت وہ تابع ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع میں ہو جیسے مثلا جاء نی رجل عالم یا اس معنی پر جو متبوع کے متعلق میں ہو جیسے جاء نی رجل حسن غلامہ یا ابـــوہ۔ پہلی قسم دس چیزوں میں متبوع کے موافق ہوگی معرفہ نکرہ، مذکر و مؤنث، مفرد تثنیہ، جمع اور رفع نصب اور جر میں جیسے عــنــدی رجــل عــالــم ورجلان عالمان ورجال عــالــمون وامراة عالمة وامرأتان عالمتان ونسوة عالمات۔ بہرحال دوسری قسم پانچ چیزوں میں متبوع کے موافق ہوگی معرفہ، نکرہ، رفع، نصب اور جر میں جیسے جــاء نــی رجل عــالــم ابوہ۔ جان تو کہ نکرہ کو جملہ خبریہ کا موصوف بنایا جاسکتا ہے جیسے جــاء نــی رجل ابوہ عالم، اور جملہ میں ایک ضمیر ہوگی جو لازماً نکرہ کی طرف لوٹے گی۔

﴿صفت کا بیان﴾

موصوف اور صفت کا استعمال کلام عرب میں بہت کثرت سے ہوتا ہے کبھی ان کا پہچاننا بہت آسان ہوتا ہے اور کبھی صفت موصوف کی پہچان مشکل سے ہوتی ہے۔ اس لئے ان سے آگاہی بہت ضروری ہے۔

صفت کی تعریف: وہ لفظ جو موصوف (متبوع) میں موجود معنی یا کلام میں موصوف کے کسی متعلق میں موجود معنی کی وضاحت کرے۔ جیسے جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ، رَجُلٌ موصوف ہے جبکہ عَالِمٌ صفت ہے۔ جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَخُوْہُ، رَجُلٌ موصوف ہے عَالِمٌ صفت ہے جبکہ اَخُوْہُ موصوف کے متعلق ہے۔

بعض علماءِ نحو اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ صفت سے مراد ہر وہ وصف ہے جو موصوف کے ساتھ متعلق ہو چاہے اس میں اچھائی کا پہلو ہو یا برائی کا۔

موصوف کی تعریف: وہ اسم کہ صفت کے ذریعے اس میں موجود کسی وصف کی یا اس کے متعلق میں موجود کسی وصف کی وضاحت کی جائے۔

فائدہ: موصوف متبوع ہوتا ہے جبکہ صفت تابع ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں موصوف کو عام طور پر منعوت اور صفت کو نعت بھی کہا جاتا ہے

صفت کی اقسام:

صفت کی دو قسمیں ہیں:

۱) **صفت حقیقی:** اسے صفت بحالہ بھی کہتے ہیں۔

۲) **صفت سببی:** اسے صفت بحال متعلقہ بھی کہتے ہیں۔

صفت حقیقی: وہ صفت جو موصوف کی ذات میں موجود کسی وصف (معنیٰ) پر دلالت کرے۔ یا وہ صفت جو موصوف کے بعض احوال کی وضاحت کرے۔

جیسے: هُوَ عَبْدٌ صَالِحٌ عَبْدٌ موصوف جبکہ صَالِحٌ صفت حقیقی ہے۔

صفت حقیقی کی موصوف سے مطابقت:

صفت حقیقی کا مجموعی طور پر دس امور میں اور بیک وقت چار امور میں موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے:

(۱) ☆ رفع میں یعنی موصوف مرفوع ہو تو صفت بھی مرفوع ہوگی۔

جیسے: هُوَ عَبْدٌ صَالِحٌ

☆ نصب میں یعنی موصوف منصوب ہو تو صفت بھی منصوب ہوگی۔

جیسے: لَقِيْتُ عَبْدًا صَالِحًا

☆ جر میں یعنی موصوف مجرور ہو تو صفت بھی مجرور ہوگی۔

جیسے: مَرَرْتُ بِعَبْدٍ صَالِحٍ

(۲) ☆ افراد میں یعنی موصوف مفرد ہو تو صفت بھی مفرد ہوگی۔

جیسے: هُوَ عَبْدٌ صَالِحٌ

☆ تثنیہ میں یعنی موصوف تثنیہ ہو تو صفت بھی تثنیہ ہوگی۔

جیسے: هُمَا عَبْدَانِ صَالِحَانِ

☆ جمع میں یعنی موصوف جمع ہو تو صفت بھی جمع ہوگی۔
جیسے: هُمْ عِبَادٌ صَالِحُوْنَ
(۳) ☆ تذکیر میں یعنی موصوف مذکر ہو تو صفت بھی مذکر ہوگی۔
جیسے: هُوَ عَبْدٌ صَالِحٌ
☆ تانیث میں یعنی موصوف مؤنث ہو تو صفت بھی مؤنث ہوگی۔
جیسے: هِيَ امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ
(۴) ☆ تعریف میں یعنی موصوف معرفہ ہو تو صفت بھی معرفہ ہوگی۔
جیسے: هُوَ زَيْدٌ الْعَالِمُ
☆ تنکیر میں یعنی موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی۔ جیسے هُوَ رَجُلٌ عَالِمٌ

صفت سببی: وہ صفت جو موصوف کے متعلق میں موجود کسی وصف (معنی) پر دلالت کرے یا وہ صفت جو موصوف کے متعلق کے بعض احوال کی وضاحت کرے۔

جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ أَخُوْهُ، رَجُلٌ موصوف، عَالِمٌ صفت سببی ہے کیونکہ یہ موصوف کے متعلق یعنی أَخُوْهُ کے احوال بیان کر رہی ہے۔

صفت سببی کی موصوف سے مطابقت:

صفت سببی پانچ امور میں سے دو میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے:
(۱) ☆ رفع میں یعنی موصوف مرفوع ہوا تو صفت بھی مرفوع ہوگی۔
جیسے: هُوَ عَبْدٌ صَالِحٌ أَبُوْهُ
☆ نصب میں یعنی موصوف منصوب ہوا تو صفت بھی منصوب ہوگی۔
جیسے: لَقِيْتُ عَبْدًا صَالِحًا أَبُوْهُ
☆ جر میں یعنی موصوف مجرور ہوا تو صفت بھی مجرور ہوگی۔
جیسے: مَرَرْتُ بِعَبْدٍ صَالِحٍ أَبُوْهُ
(۲) ☆ تعریف میں یعنی موصوف معرفہ ہوا تو صفت بھی معرفہ ہوگی۔
جیسے: هُوَ زَيْدٌ الْعَالِمُ أَبُوْهُ
☆ تنکیر میں یعنی موصوف نکرہ ہوا تو صفت بھی نکرہ ہوگی۔
جیسے: هُوَ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ

لفظ کے اعتبار سے صفت کی تفصیل:

لفظ کے اعتبار سے صفت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اسم مشتق** : یعنی نعت اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم مبالغہ یا اسم تفضیل ہوگی:

جیسے: هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ صالح اسم فاعل صفت ہے۔

هُوَ رَجُلٌ مُكَرَّمٌ مکرم اسم مفعول صفت ہے۔

رَأَيْتُ رَجُلًا حَسَنَ الْوَجْهِ حسن صفت مشبہ صفت ہے۔

مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَعْلَمَ مِنْكَ اعلم اسم تفضیل صفت ہے۔

(۲) **اسم مؤول**: یعنی وہ اسم جامد یا جملہ جو اسم مشتق نہ ہو لیکن مشتق کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے اس کی اسم مشتق کے ساتھ تاویل کی جائے گی اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

☆ **اسم اشارہ** :

جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ هٰذَا یعنی مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْحَاضِرِ

☆ **اسم موصول**

جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الَّذِيْ قَامَ یعنی مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْمَعْلُوْمُ قِيَامُهٗ

☆ **ذو** بمعنی صاحب اور اس کی فروعات یعنی ذات، ذُوَوْ، اُولُوْ

جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ذِيْ مَالٍ یعنی مَرَرْتُ بِزَيْدٍ صَاحِبِ مَالٍ

☆ وہ اسم جو تشبیہ پر دلالت کرے۔

جیسے: رَأَيْتُ رَجُلًا أَسَدًا یعنی رَأَيْتُ رَجُلًا شُجَاعًا

☆ **اسم منسوب** جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ بَاكِسْتَانِيٍّ

یعنی مَرَرْتُ بِرَجُلٍ سَاكِنِ بَاكِسْتَانَ أَوْمَنْسُوْبِ إِلَى بَاكِسْتَانَ

☆ **مصدر** جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَدْلٍ یعنی مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَادِلٍ

☆ **جملہ** بشرطیکہ موصوف نکرہ ہو:

جیسے: وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ

یعنی وَاتَّقُوْا يَوْمًا رَاجِعِيْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ

فائدہ(۱): اسمائے موصول میں سے جو صفت بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ معلوم ومعہود ہو لہٰذا مَن ومَا اور اَیّ صفت نہیں بن سکتے کہ یہ اسمائے موصولہ معلوم ومعہود نہیں ہیں۔ معہود سے مراد یہ ہے کہ اسم موصول عام نہ ہو بلکہ خاص ہو۔ جیسے: اَلَّذِیْ اور اَلَّتِیْ ہیں۔

فائدہ(۲): اسم اشارہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظرف مکانی نہ ہو لہٰذا ھُـنَـا اور ثَمَّ وغیرہ صفت نہیں بن سکتے کیونکہ یہ ظرف مکاں کے لئے آتے ہیں۔

صفت کے فوائد:

صفت درج ذیل فوائد کے لئے استعمال ہوتی ہے:

۱) صفت اگر نکرہ ہو تو موصوف کی تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے: هٰذَا رَجُلٌ صَغِيْرٌ

۲) صفت اگر معرفہ ہو تو موصوف کی توضیح کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدُ الْعَالِمُ

۳) صفت کبھی فقط مدح کے لئے ہوتی ہے کیونکہ موصوف کی تخصیص وتوضیح کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ پہلے ہی ان صفات سے متصف ہوتا ہے:

جیسے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلرَّحْمٰنُ اور اَلرَّحِيْمُ فقط مدح کیلئے ہیں

۴) صفت کبھی فقط مذمت کیلئے ہوتی ہے۔

جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ الرجیم فقط مذمت کیلئے ہے۔

۵) صفت کبھی فقط ترحم کیلئے آتی ہے۔

جیسے: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبْدَكَ الْمِسْكِيْنَ ۔ المسکین فقط ترحم کیلئے ہے۔

۶) صفت کبھی فقط تاکید کے لئے آتی ہے

جیسے: تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۔ کاملۃ تاکید کے لئے ہے۔

۷) صفت کبھی عمومیت کے لئے آتی ہے

جیسے: يَحْشُرُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ....

.... الاولین والآخرین عمومیت کیلئے ہیں

۸) صفت کبھی ابہام کو رفع کرنے کیلئے آتی ہے۔ جیسے: تَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ قَلِيْلَةٍ اَوْ كَثِيْرَةٍ .... قلیلۃ اور کثیرہ رفع ابہام کیلئے ہیں۔

۹) صفت کبھی بیان تفصیل کیلئے آتی ہے۔
جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ عَرَبِیٍّ وَّعَجَمِیٍّ
عربی وعجمی بیان تفصیل کیلئے ہیں۔
۱۰) صفت کبھی تفسیر کے لئے آتی ہے، اس کو صفت کاشفہ بھی کہتے ہیں۔
جیسے: اَللّٰہُ قَدِیْمٌ لَاابْتِدَاءَ لَہٗ لَاابْتِدَاءَ لَہٗ تفسیر کیلئے ہے۔
۱۱) صفت کبھی مخاطب کی معلومات میں اضافہ کیلئے آتی ہے جبکہ متکلم موصوف کے حالات سے پہلے ہی آگاہ ہوتا ہے جیسے: مخاطب سوال کرے: اَرَاَیْتَ فَقِیْہًا تو متکلم جواب میں کہے: رَاَیْتُ فَقِیْہًا بلدکم العالم العامل۔
العالم العامل صفت ہیں فقط مخاطب کے علم میں اضافہ کے لئے لائے گئے ہیں۔

چند قابل توجہ فائدے:

☆ صفت کی اصل یہ ہے کہ وہ موصوف کی تخصیص یا توضیح کے لئے استعمال ہوتی ہے یہی اس کے حقیقی معانی ہیں جبکہ بقیہ معانی کے لئے صفت مجازاً استعمال ہوتی ہے۔
☆ تخصیص سے مراد یہ ہے کہ صفت نکرہ موصوفہ کے اشتراک کو کم کرتی ہے جبکہ توضیح سے مراد یہ ہے کہ صفت معرفہ موصوفہ میں دیگر احتمالات کو رفع کرتی ہے۔
☆ کبھی ایک موصوف کی متعدد صفات بھی آتی ہیں۔
جیسے: هُوَ رَجُلٌ عَالِمٌ عَامِلٌ صَالِحٌ ۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗ
☆ کبھی دو الگ الگ موصوفات کی تثنیہ کی صورت میں ایک ہی صفت لائی جاتی ہے بشرطیکہ دونوں موصوف معنی ولفظ کے اعتبار سے ایک جیسی صفت سے متصف ہوں۔
جیسے: هٰذَا زَیْدٌ وَهٰذَا عَمْرٌو الْعَاقِلَانِ
☆ معنی ولفظ کے اعتبار سے متحد ایک سے زائد موصوفات اگر ایسی صفات سے متصف ہوں جو معنی ولفظ کے اعتبار سے مختلف ہیں تو ان صفات کے درمیان حرف عطف کے ذریعے تفریق کرنا ضروری ہے۔ جیسے: جَاءَنِیْ رِجَالٌ فَقِیْهٌ وَّكَاتِبٌ وَّشَاعِرٌ

☆ اگر موصوف جمع غیر ذی عاقل ہو تو اس کی صفت حقیقی مفرد مونث اور جمع مونث دونوں طرح لانا جائز ہے۔ جیسے: اَلْجِبَالُ الرَّاسِيَةُ اور اَلْجِبَالُ الرَّاسِيَاتُ

☆ موصوف اگر اسم جمع ہو تو اس کی صفت کو موصوف کے لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے مفرد اور معنی کا اعتبار کرتے ہوئے جمع لانا جائز ہے۔ جیسے: عَاشَرْتُ قَوْمًا صَالِحًا، عَاشَرْتُ قَوْمًا صَالِحِيْنَ

☆ موصوف کا اسم ظاہر ہونا ضروری ہے جبکہ صفت اسم مشتق، اسم جامد، جملہ فعلیہ، جملہ اسمیہ، شبہ جملہ میں سے کوئی بھی آ سکتی ہے البتہ جملہ انشائیہ صفت نہیں بن سکتا۔

☆ کبھی موصوف اور صفت کے مابین لا، اما یا کسی اور کلمہ کے ذریعے فصل کرنا جائز ہے۔

جیسے: هٰذَا يَوْمٌ لَاحَارٌّ وَلَابَارِدٌ

وَلِكُلِّ نَفْسٍ أَجَلٌ إِمَّا قَرِيْبٌ وَإِمَّا بَعِيْدٌ

وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْتَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ

☆ کبھی موصوف کو حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ اس کے حذف پر کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے:

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ / یعنی نِسَاءٌ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ

بَعَثْتُ الطُّيُوْرَ وَأَبْقَيْتُ مُغَرِّدًا یعنی أَبْقَيْتُ طَائِرًا مُغَرِّدًا

☆ کبھی صفت کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے:

وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا یعنی سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ

☆ کبھی صفت کو موصوف سے الگ کر لیا جاتا ہے یعنی صفت ہونے کے باوجود وہ اعراب میں ماقبل کے تابع نہیں ہوتی بلکہ وہ هُوَ مبتدا مقدر کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع یا أَعْنِيْ فعل مقدر کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتی ہے۔ جیسے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَظِيْمُ، الْعَظِيْمَ۔ یعنی هُوَ الْعَظِيْمُ۔ یا أَعْنِي الْعَظِيْمَ

☆ صفت اسم مشتق یا جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا لازم ہے جو موصوف کی طرف راجع ہو۔ جیسے: هُوَ رَجُلٌ شَاعِرٌ، شَاعِرٌ میں هو ضمیر مستتر ہے جو موصوف کی طرف راجع ہے، شَاهَدْتُ طَاوُوْسًا رِيْشُهُ جَذَّابٌ، رِيْشُهُ کے ساتھ متصل ضمیر موصوف طَاوُوْسًا کی طرف راجع ہے۔

دوم تاکید واو تابعیت کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند وتاکید بر دو قسم ست لفظی ومعنوی تاکید لفظی تکرار لفظ است چوں زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ وَضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ وَاِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وتاکید معنوی بہشت لفظ است نَفْسٌ وَعَیْنٌ وَکِلَا وَکِلْتَا وَکُلٌّ وَاَجْمَعُ وَاَکْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ چوں جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ وَجَاءَ نِیَ الزَّیْدَانِ اَنْفُسُہُمَا وَجَاءَ نِیَ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُہُمْ وَعَیْنٌ رابریں قیاس کن وَجَاءَنِیَ الزَّیْدَانِ کِلَاھُمَا وَالْھِنْدَانِ کِلْتَاھُمَا وَکِلَا وَکِلْتَا خاصند بمثنی وَجَاءَنِیَ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ وَاَکْتَعُوْنَ وَاَبْتَعُوْنَ وَاَبْصَعُوْنَ بدانکہ اَکْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ اتباع اند بہ اَجْمَعُ پس بدون اَجْمَعُ ومقدم بر اَجْمَعُ نباشد

دوسری: تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کے حال کو نسبت میں یا افراد کے شامل ہونے میں پختہ کرے تاکہ سامع کو شک نہ رہے۔ تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ لفظی اور معنوی لفظی وہ ہے جو تکرار لفظ کیساتھ ہو جیسے زید زید قائم ،ضرب ب ضرب زید اور ان ان زید قائم اور تاکید معنوی کے آٹھ لفظ ہیں: نفس عین کلا کلتا اجمع اکتع ابتع اور ابصع جیسے جاء نی زید نفسه، جاء نی الزیدان انفسهما وجاء نی الزیدون انفسهم اور عین کو اسی پر قیاس کر اور جاء نی الزیدان کلاهما والهندان کلتاهما اور کلا اور کلتا تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں اور جاء نی القوم کلهم اجمعون واکتعون وابتعون وابصعون ۔جان تو کہ اکتع ،ابتع اور ابصع اجمع کے تابع ہوتے ہیں پس بغیر اجمع کے نہیں آتے اور اجمع پر مقدم بھی نہیں ہوتے۔

﴿تاکید کا بیان﴾

توابع کی دوسری قسم تاکید ہے تاکید کا لغوی معنی ہے پختہ کرنا، تقویت دینا اور اصطلاح نحو میں تاکید سے مراد وہ تابع ہے جو متبوع کے مفہوم کو پختہ کرے تاکہ غفلت، مجاز اور سہو کا احتمال نہ رہے۔

جیسے: جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ اور جَاءَ زَیْدٌ نَفْسُہٗ

فائدہ: تاکید کو مؤکِّد بھی کہا جاتا ہے جبکہ تاکید کے متبوع کو مؤکَّد کہا جاتا ہے۔

تاکید کی اقسام :

تاکید کی دو قسمیں ہیں ایک تاکید لفظی اور دوسری تاکید معنوی، دونوں کی تفصیل بالترتیب حسب ذیل ہے:

تاکید لفظی : وہ تاکید جو مؤکد کو دوبارہ ذکر کرنے یا اس کے مترادف کو ذکر کرنے کی صورت میں ہو۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ اور جَاءَ لَيْثٌ أَسَدٌ

پہلی مثال میں زید ثانی تاکید لفظی ہے۔ اور زید اول مؤکد (متبوع) ہے جبکہ دوسری مثال میں اسد تاکید لفظی اور لیث مؤکد ہے۔

فائدہ : تاکید لفظی تمام کلمات میں جاری ہو سکتی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱) کبھی تاکید لفظی اسم ظاہر کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔

جیسے: جَاءَ عَلِيٌّ عَلِيٌّ

۲) کبھی تاکید لفظی اسم ضمیر کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے: جِئْتُ أَنَا

۳) کبھی تاکید لفظی فعل کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے: جَاءَ جَاءَ زَيْدٌ

۴) کبھی تاکید لفظی حرف کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔

جیسے: اِنَّ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

۵) کبھی تاکید لفظی جملہ کے تکرار کی صورت میں ہوتی ہے۔

جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرَبْتُ زَيْدًا

فائدہ : جملہ مؤکدہ عام طور پر حرف عطف کے ساتھ ہوتا ہے۔

جیسے: اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى

تاکید معنوی : وہ تاکید جو معنی کے تکرار کی صورت میں ہو یا وہ تاکید جو مؤکد (متبوع) کے بعد مخصوص کلمات میں کسی کلمہ کے ذکر کی صورت میں ہو۔

جیسے: جَاءَ عُمَرُ نَفْسُهٗ ، جَاءَتْ هِنْدٌ نَفْسُهَا

يُضَيِّعُ الْجَاهِلُ زَمَانَهٗ كُلَّهٗ فِي اللَّعِبِ اور سَافَرَ الْجَيْشُ جَمِيْعُهٗ

فائدہ : تاکید معنوی کے لئے چند کلمات مخصوص ہیں ان کے علاوہ دیگر کسی کلمہ سے تاکید معنوی ممکن نہیں ہے ان مخصوص کلمات میں سے بعض عام ہیں یعنی مفرد تثنیہ جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں بعض مفرد اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں لیکن تثنیہ کی تاکید کے لئے نہیں آتے اور بعض کلمات

لفظ تثنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں تفصیل درج زیل ہے:

۱) **نَفسٌ ، عَینٌ** : یہ دونوں کلمے عام ہیں مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر، مونث سب کی تاکید کے لئے آتے ہیں اگر مفرد کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ ضمیر مفرد کا متصل ہونا ضروری ہے اگر تثنیہ یا جمع کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ تثنیہ و جمع کی ضمیر کا متصل ہونا ضروری ہے ایسے ہی اگر یہ مونث کی تاکید کے لئے ہوں تو تانیث کی ضمیر کا ان کے ساتھ متصل ہونا ضروری ہے علاوہ ازیں نفس اور عین اگر تثنیہ یا جمع کی تاکید کے لئے ہوں تو یہ دونوں ''اَفْعُلٌ'' جمع مکسر کی صورت میں استعمال ہوں گے۔ **مثالیں** :

جَاءَ زَیْدٌ نَفْسُہ‘ جَاءَ تْ ھِنْدٌ نَفْسُھَا، جَاءَ زَیْدٌ عَیْنُہ‘،
جَاءَتْ ھِنْدٌ عَیْنُھَا جَاءَ الزَّیْدَانِ اَنْفُسُھُمَا جَاءَ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُھُمْ
جَاءَ الزَّیْدَانِ اَعْیُنُھُمَا جَاءَ الزَّیْدُوْنَ اَعْیُنُھُمْ جَاءَتِ النِّسَاءُ اَنْفُسُھُنَّ
جَاءَتِ النِّسَاءُ اَعْیُنُھُنَّ

فائدہ : کبھی لفظ عین اور نفس پر باز ائدہ بھی داخل ہوتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْخَلِیْفَۃُ بِنَفْسِہٖ ۔ جَاءَ الْخَلِیْفَۃُ بِعَیْنِہٖ

۲) **کلا، کلتا** : یہ دونوں لفظ تثنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں۔ کلا تثنیہ مذکر اور کلتا تثنیہ مونث کی تاکید کے لئے استعمال ہوتا ہے نیز کلا اور کلتا کے ساتھ ضمیر تثنیہ کا متصل ہونا ضروری ہے۔ اتصال سے مراد یہ ہے کہ کلا اور کلتا ضمیر کی طرف مضاف ہو۔

جیسے: جَاءَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا ، جَاءَ تِ الْبِنْتَانِ کِلْتَاھُمَا ، بِرَّ وَالِدَیْکَ کِلَاھُمَا، صُنْ یَدَیْکَ کِلْتَیْھِمَا عَنِ الْاَذٰی

۳) **کُلٌّ ، اَجْمَعُ یا جَمِیْعٌ** : یہ دونوں لفظ مفرد اور جمع کی تاکید کے لئے استعمال ہوتے ہیں اگر یہ مفرد کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ مفرد کی ضمیر کا متصل ہونا ضروری ہے اگر جمع کی تاکید کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ جمع کی ضمیر کا متصل ہونا ضروری ہے۔

جیسے: جَاءَ الْجَیْشُ کُلُّہ‘ جَاءَ تِ الْقَبِیْلَۃُ کُلُّھَا
جَاءَ الْجَیْشُ اَجْمَعُہ‘ یا جَمِیْعُہ‘ جَاءَ تِ الْقَبِیْلَۃُ اَجْمَعُھَا یا جَمِیْعُھَا
جَاءَ الرِّجَالُ کُلُّھُمْ جَاءَ تِ النِّسَاءُ کُلُّھُنَّ
جَاءَ الرِّجَالُ اَجْمَعُھُمْ یا جَمِیْعُھُمْ جَاءَ تِ النِّسَاءُ اَجْمَعُھُنَّ یا جَمِیْعُھُنَّ

فائدہ : لفظ کل، اجمع، جمیع اور عامۃ کے ساتھ جس مفرد کی تاکید لائی جاتی ہے اس مفرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ بہت سے اجزاء پر مشتمل ہو۔ جیسے: جیش اور قبیلۃ

(۴) **اکتع، ابتع، ابصع** : یہ تینوں لفظ تاکید معنوی کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ لفظ اَجْمَعُ کے تابع ہو کر استعمال ہوتے ہیں نہ تو یہ اَجْمَعُ کے بغیر آتے ہیں اور نہ ہی اَجْمَعُ پر مقدم ہوتے ہیں۔ جیسے: جَاءَ النَّاسُ اَجْمَعُ اَكْتَعُ اَبْصَعُ

اہم بات :

(الف) عَامَّۃ کا لفظ بھی کل اور اَجْمَع کی مانند ہے اور تانیث کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ جیسے: جَاءَتِ النِّسَاءُ عَامَّتُهُنَّ

(ب) کبھی کل کی تاکید کو تقویت دینے کے لئے لفظ کل کے بعد جمیع اجمع، جمعاء اور جمع وغیرہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: جَاءَ الْوَفْدُ كُلُّهُ اَجْمَع　　فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ،

مَرِضَتِ الْبَلْدَةُ كُلُّهَا جَمْعَاءُ،　　جَائَتِ الْمُؤْمِنَاتُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ

(ج) تاکید کے کسی کلمہ کو دوسرے کلمہ پر عطف نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تاکید کے تمام کلمات کا معنی ایک ہے جبکہ معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان غیریت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

(د) تاکید کا اعراب مؤکد کے مطابق ہوتا ہے، مؤکد مرفوع ہو تو تاکید مرفوع، مؤکد منصوب ہو تو تاکید منصوب اور مؤکد مجرور ہو تو تاکید بھی مجرور ہوگی۔

(ر) اگر ضمیر مستتر یا متصل کی تاکید نفس اور عین کے ساتھ لانا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کی ضمیر منفصل کی صورت میں تاکید لائی جائے گی اس کے بعد نفس یا عین کا ذکر کیا جائے گا۔ جیسے: جِئْتُ اَنَا نَفْسِيْ، دَعَوْتُ صَدِيْقًا فَجَاءَ هُوَ نَفْسُهُ

(س) نکرہ کی تاکید معنوی لانے کی ضرورت ہو تو اس کی تاکید ایسے لفظ کے ساتھ لائی جائے گی جو شمول پر دلالت کرے جبکہ نکرہ محدود ہو یہ عام طور پر ظرف زماں ہوتا ہے۔

جیسے: صُمْتُ اُسْبُوْعًا كُلَّهُ

جاء زید نفسه: جاء: فعل ماضی مبنی علی الفتح، زید ہو مؤکد مرفوع بالضمۃ اللفظیۃ
نفسه: مضاف + مضاف الیہ = تاکید معنوی، مؤکد + تاکید = فاعل، فعل + فاعل = جملہ فعلیہ خبریہ

سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر چہار قسم است بدل الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض۔ بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چوں جَاءَ نِی زَیْدٌ اَخُوْكَ وبدل البعض آنست کہ مدلولش جزو مبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَیْدٌ رَاْسُہٗ وبدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چوں سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ وبدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظے دیگر یاد کنند چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ

سوم بدل وہ تابع ہے جو مقصود بنسبت ہو اور بدل چار قسم پر ہے بدل الکل، بدل الاشتمال، بدل الغلط اور بدل البعض۔ بدل الکل وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو۔ جیسے جاء نی زید اخوك اور بدل البعض وہ بدل ہے کہ اسکا مدلول مبدل منہ کے مدلول کی جز ہو۔ جیسے ضرب زید راسہ اور بدل الاشتمال وہ بدل ہیکہ اسکا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا متعلق ہو جیسے سلب زید ثوبہ اور بدل الغلط وہ ہے کہ غلط لفظ کے بعد اس دوسرے کو یاد کرتے ہیں۔ جیسے مررت برجل حمار

﴿بدل کا بیان﴾

بدل کا لغوی معنی عوض ہے اور اصطلاح نحو میں بدل سے مراد وہ تابع ہے جو اکیلا بغیر کسی واسطہ کے مقصود بالحکم ہو اور مبدل منہ کو تمہیداً ذکر کیا گیا ہو، جبکہ بدل کا حکم یہ ہے کہ اس کا اعراب مبدل منہ کے مطابق ہوتا ہے یاد رہے کہ بدل کے متبوع کو مبدل منہ کہا جاتا ہے جبکہ بدل کو مُبدل بھی کہا جاتا ہے بدل کی صورت یہ ہے کہ متکلم پہلے مبدل منہ کا ذکر کرے پھر اس کے متبادل کے طور پر دوسرے کلمہ کا ذکر کرے۔

بدل کی اقسام :

بدل کی چار قسمیں ہیں: بدل الکل، بدل البعض، بدل الاشتمال، بدل الغلط

بدل الکل : وہ بدل جو مبدل منہ کا عین ہو اور معنی میں وہ مبدل منہ کے مساوی ہو

جیسے: جَاءَ زَیْدٌ اَخُوْكَ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

پہلی مثال میں اخوک بدل الکل اور زید مبدل منہ ہے جبکہ دوسری مثال میں صراط ثانی بدل الکل ہے اور صراط اول مبدل منہ ہے۔

بدل البعض : وہ بدل جو مبدل منہ کا حقیقی جز ہو۔

جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ رَاْسُہٗ ، اَکَلْتُ الرَّغِیْفَ ثُلُثَہٗ

پہلی مثال میں راسہ بدل البعض اور زید مبدل منہ جبکہ دوسری مثال میں ثلثہ بدل البعض اور الرغیف مبدل منہ ہے۔

فائدہ : بدل البعض کے ساتھ ایک ضمیر بارز یا مقدر کا متصل ہونا ضروری ہے جو مبدل منہ کی طرف راجع ہو:

ضمیر بارز کی مثال: جیسے: اَعْجَبَنِیْ زَیْدٌ وَجْہُہٗ ، ذَاکَرْتُ الْکِتَابَ نِصْفَہٗ

ضمیر مقدر کی مثال : جیسے: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ اصل میں مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْہُمْ ہے۔

بدل الاشتمال : وہ بدل جو مبدل منہ سے متعلق ہو لیکن اس کا حقیقی جز نہ ہو۔

جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ ثوبہ بدل الاشتمال ہے جبکہ زید مبدل منہ ہے۔

فائدہ : بدل الاشتمال کے ساتھ بھی ایک ضمیر بارز یا مقدر کا متصل ہونا ضروری ہے۔

ضمیر بارز کی مثال : جیسے: اَعْجَبَنِیْ زَیْدٌ عِلْمُہٗ ، اَطْرَبَنِی الْبُلْبُلُ صَوْتُہٗ

ضمیر مقدر کی مثال : قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ اَیْ فِیْہِ

بدل الغلط:

بدل الغلط کی تین قسمیں ہیں:

☆ **بدل الغلط** : وہ بدل کہ اس کا مبدل منہ مقصود نہ ہو بلکہ وہ جلدی سے زبان پر جاری ہو گیا ہو۔ جیسے: رَاَیْتُ زَیْدًا الْفَرَسَ ۔ الفرس بدل الغلط ہے زید مبدل منہ ہے۔ اِشْتَرَیْتُ سَیْفًا رُمْحًا. رُمْحًا بدل الغلط ہے۔

☆ **بَدَلُ النِّسْیَان** : وہ بدل کہ اس کے مبدل منہ کو ذکر کرنے کا ارادہ نہ ہو لیکن بھول جانے کی وجہ سے وہ ذکر کردیا گیا ہو۔ جیسے: رَاَیْتُ زَیْدًا الْفَرَسَ ، اَعْطِ السَّائِلَ ثَلَاثَۃً اَرْبَعَۃً

☆ **بَدَلُ الْاِضْرَاب** : وہ بدل کہ ابتداء بدل اور مبدل منہ دونوں کی خبر دینا مقصود ہو لیکن بعد میں مبدل منہ کو ترک کر دیا جائے۔ جیسے: رَاَیْتُ زَیْدًا الْفَرَس، اَعْطِنِي الْقَلَمَ الْوَرَقَةَ

چند اہم باتیں :

☆ مبدل منہ اور بدل میں اعراب کی موافقت ضروری ہے جو اعراب مبدل منہ کا ہوگا وہی اعراب بدل کا ہونا ضروری ہے۔

☆ مبدل منہ اور بدل میں تعریف وتنکیر میں موافقت ضروری نہیں بلکہ دونوں میں ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہوسکتا ہے۔ جیسے: اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ، صراط اللّٰہ مبدل منہ نکرہ جبکہ بدل معرفہ ہے۔

اَلدُّنْیَا بَابَانِ الْمِیلَادُ وَالْمَوْتُ مبدل منہ نکرہ اور بدل معرفہ ہے۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ

مبدل منہ (الشھر الحرام) معرفہ ہے جبکہ بدل (قتال فیه) نکرہ ہے

☆ اسم ظاہر کا بدل اسم ضمیر اور اسم ضمیر کا بدل اسم ظاہر لانا جائز ہے ایسے ہی اسم ضمیر کا بدل اسم ضمیر کی صورت میں لانا جائز بھی ہے۔

جیسے: رَاَیْتُ زَیْدًا اِیَّاهُ زیدا مبدل منہ اور ایاہ ضمیر بدل الکل ہے

رَاَیْتُهٗ زَیْدًا ہ، ضمیر مبدل منہ اور زیدا بدل الکل ہے۔

رَاَیْتُکَ اِیَّاکَ ك ضمیر مبدل منہ اور ایاہ بدل الکل ہے۔

☆ بدل الکل کو بدل المطابق، بدل الاشتمال کو بدل الانتقال اور بدل الغلط کو بدل المباین بھی کہا جاتا ہے۔

☆ جملہ کا بدل جملہ لانا جائز ہے بشرطیکہ جملہ ثانی معنی پر دلالت کرنے میں زیادہ واضح ہو۔

جیسے: اَمَدَّکُمْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَبَنِیْنَ

☆ جملہ کا مفرد اور مفرد کا بدل جملہ لانا جائز ہے۔

جیسے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةُ الْاِخْلَاص

☆ کبھی مبدل منہ حذف بھی ہوتا ہے اور یہ عموماً تب ہوگا جب مبدل منہ کلام میں مستثنیٰ منہ واقع ہو۔ جیسے: لَمْ یَقُمْ اِلَّا عَلِیٌّ اَیْ لَمْ یَقُمْ اَحَدٌ اِلَّا عَلِیٌّ

چہارم عطف بحرف واو تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چوں جَائَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو حروف عطف دہ است در فصل سوم یاد کنیم اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی واو را عطف نسق نیز گویند

چہارم: عطف بحرف وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ نسبت میں مقصود ہو اور حرف عطف کے بعد ہو جیسے جاء نی زید و عمرو اور حرف عطف دس ہیں جن کو ہم تیسری فصل میں یاد کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور اس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔

﴿عطف بحرف کا بیان﴾

توابع کی یہ قسم عطف بحرف کہلاتی ہے جس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ عطف بحرف کہنے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ حروف عاطفہ کے واسطے یہ ماقبل اسم پر معطوف ہوتا ہے جبکہ نسق کسی شیء کے ایک نظم یا نظام کے تحت واقع ہونے کو کہتے ہیں۔ عطف کی اس قسم کو نسق اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے معطوف علیہ کے ساتھ ایک نظم و نسق کے تحت واقع ہوتے ہیں عطف بحرف کو معطوف اور ماقبل اسم کو معطوف علیہ کہتے ہیں نیز ان دونوں کو متعاطفین بھی کہتے ہیں۔

عطف بحرف کی تعریف: وہ تابع جو نسبت میں اپنے متبوع کے ساتھ مقصود ہو اور متبوع و تابع کے درمیان حرف عطف ہو۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو

عطف کی صورتیں:

۱) اسم کا عطف اسم پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو

۲) فعل کا عطف فعل پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: اَنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا

۳) حرف کا عطف حرف پر کیا جاتا ہے۔
جیسے: یَدْخُلُ عَلَی الْفِعْلِ اَنْ وَلَنْ ولم ولمّا

۴) جملہ کا عطف جملہ پر کیا جاتا ہے۔
جیسے: اُوْلٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

۵) جملہ کا عطف مفرد پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: اَخُوْکَ عَالِمٌ وَقَدْرُہٗ رَفِیْعٌ

۶) مفرد کا عطف جملہ پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: اَخُوْکَ قَدْرُہٗ رَفِیْعٌ وَعَالِمٌ

۷) ضمیر کا اسم ظاہر اور اسم ظاہر کا ضمیر پر عطف کیا جاتا ہے۔
جیسے: جَاءَ خَالِدٌ وَاَنَا، مَاقَرَأَ الْكِتَابَ اِلَّا اَنْتَ وَعَلِيٌّ
۸) ضمیر کا عطف ضمیر پر کیا جاتا ہے۔ جیسے: اَنَا وَاَنْتَ صِدِّيْقَانِ
۹) فعل کا اسم پر عطف کیا جاتا ہے۔ جیسے: اَعْرِفُ اَدِيْبًا شَاعِرًا وَيُجِيْدُ النَّثْرَ
۱۰) نکرہ کا معرفہ پر عطف کیا جاتا ہے۔جیسے: دَخَلَ عَلِيٌّ وَرَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ
۱۱) نکرہ کا نکرہ اور معرفہ کا معرفہ پر عطف کیا جاتا ہے۔
جیسے: جَاءَ هَارُوْنُ وَعَقِيْلٌ ، شَاهَدْتُ رَجُلًا وَّامْرَأَةً
۱۲) ضمیر مستتر اور ضمیر متصل بارز پر کسی اسم کا عطف تب جائز ہے جب ان کی ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید لائی گئی ہو۔ جیسے: اَكَلْتُ اَنَا وَسَعِيْدٌ، قُمْ اَنْتَ وَاَيُّوْبُ
۱۳) ضمیر متصل پر اسم ظاہر کا عطف جائز ہے، بشرطیکہ "لا" وغیرہ کی صورت میں کوئی فاصل موجود ہو
جیسے: مَا اَشْرَكْنَا وَلَا اٰبَاؤُنَا

مُتَعاطفَین کا اعراب :

معطوف علیہ اور معطوف کا اعراب ایک جیسا ہی ہوتا ہے یعنی اگر معطوف علیہ مرفوع ہوا تو معطوف مرفوع ہوگا اسی طرح معطوف علیہ منصوب ہونے کی صورت میں معطوف منصوب، مجرور ہونے کی صورت میں معطوف مجرور اور مجزوم ہونے کی صورت میں مجزوم ہوگا۔

مثالیں:

☆ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ متعاطفین مرفوع ہیں۔
☆ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ متعاطفین منصوب ہیں۔
☆ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ متعاطفین مجرور ہیں۔
☆ اَنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا متعاطفین مجزوم ہیں۔

حروف عاطفہ کی تفصیل :

واؤ: مطلق جمع کیلئے آتا ہے یعنی متعاطفین کو معنی و اعراب (حکم) کے اعتبار سے جمع کر دیتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرَاهِيْمَ
فاء : ترتیب و تعقیب کے لئے آتا ہے ترتیب سے مراد یہ ہے کہ معطوف علیہ حکم میں

پہلے اور معطوف حکم کے اعتبار سے اس کے بعد ہے جبکہ تعقیب کا معنی یہ ہے معطوف معطوف علیہ کے فورا بعد بلامہلت واقع ہوا ہے۔ جیسے: اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ

ثم: ترتیب اور تراخی کے لئے آتا ہے تراخی سے مراد یہ ہے کہ ثم کا مابعد اس کے ماقبل سے کچھ تاخیر اور مہلت کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ ثُمَّ عُمَرُ

حتی: غایت کیلئے آتا ہے شرط یہ ہے کہ معطوف اسم ظاہر ہو ایسے ہی معطوف معطوف علیہ کی جز اور غایت ہو۔ غایت کا مفہوم کسی شیء کا آخری حصہ یا جز کے ہیں۔

جیسے: حَضَرَ الْوُزَرَاءُ حَتَّى الرَّئِيْسُ. وَالْمُؤْمِنُ يَجْزِىْ بِالْحَسَنَاتِ حَتّٰى مِثْقَالَ ذَرَّةٍ. اَعْجَبَنِىْ عَلِىٌّ حَتّٰى ثَوْبُهٗ

فائدہ: حتی کے ذریعے عطف کا استعمال قلیل ہے اس کے ذریعے عطف کرنا ہو تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ معطوف اسم ظاہر ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ معطوف معطوف علیہ کا جزء ہو یا اس کے جز کی مانند ہو۔

حتی کی اقسام:

حتی کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱) **حتی عاطفہ**: جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

۲) **حتی جارہ**: یہ اسم پر داخل ہوتا ہے اور اس کو جر دیتا ہے۔

جیسے: سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

۳) **حتی ابتدائیہ**: جملہ مستانفہ کے شروع میں آتا ہے۔

ام: متعاطفین میں سے کسی ایک کی تعیین کے لئے آتا ہے۔

جیسے: اَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عُمَرُ.

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

اَم کی اقسام:

ام کی دو قسمیں ہیں: متصلہ اور منقطعہ

اَم متصلہ: اَمْ متصلہ سے مراد وہ کلمہ اَمْ ہے جو ہمزہ استفہام یا ہمزہ تسویہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے اَعَلِىٌّ فِى الْبَيْتِ اَمْ خَالِدٌ، ام ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہے۔ جیسے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ۔ ام ہمزہ تسویہ کے بعد واقع ہے۔

فائدہ : ہمزہ تسویہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کلام میں کلمہ سواء کے بعد واقع ہو جیسا کہ مثال سے واضح ہے۔

اَمْ منقطعہ : اَمْ منقطعہ سے مراد وہ کلمہ اَمْ ہے جو اپنے سے پہلے کلام کے مابعد کلام سے منقطع ہونے پر دلالت کرے یعنی اس کے بعد جملہ مستانفہ ہوتا ہے۔ جیسے هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ

او: او کی دو صورتیں ہیں:

۱) اگر طلب کے بعد واقع ہو تو اباحۃ وتخییر کے لئے آتا ہے۔

جیسے: جَالِسِ الْعُلَمَاءَ وَالزُّهَادَ ، تَزَوَّجْ هِنْدًا اَوْ اُخْتَهَا

فائدہ : اگر متعاطفین کو جمع کرنے کا کوئی مانع موجود ہو تو یہ تخییر کے لئے آتا ہے جیسا کہ مثال ثانی سے ظاہر ہے اور اگر کوئی مانع نہ ہو تو یہ اباحۃ کیلئے آتا ہے۔

۲) اگر او خبر کے بعد واقع ہو تو شک، ابہام یا تفصیل کیلئے آتا ہے۔

☆ شک کی مثال: لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

☆ ابہام کی مثال: وَاِنَّا اَوْ اِيَّاكُمْ

☆ تفصیل بعد از اجمال کی مثال: كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

تخییر اور اباحت کا فرق:

اباحت میں دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنا اور دوسری کو ترک کرنا بھی جائز ہے اور دونوں چیزوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے جبکہ تخییر کا معنی یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک کو ہی اختیار کیا جاسکتا ہے فقط۔ جیسے جَالِسِ الْعُلَمَاءَ وَالزُّهَادَ یہ اباحت کی مثال ہے، تَزَوَّجْ هِنْدًا اَوْ اُخْتَهَا تخییر کی مثال ہے۔

فائدہ : اَوْ کبھی تقسیم کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے: اَلْكَلِمَةُ اِسْمٌ اَوْ فِعْلٌ اَوْ حَرْفٌ

اِمَّا : خبر کے بعد تفصیل، شک اور ابہام کے لئے آتا ہے جبکہ انشاء کے بعد تخییر واباحت کے لئے آتا ہے۔ اما کی خاص بات یہ ہے کہ کلام میں اما حرف عطف سے پہلے بھی ایک کلمہ اما واقع ہوتا ہے اسی طرح اما حرف عطف کے ساتھ واو بھی مذکور ہوتی ہے۔

جیسے: جَاءَتْ اِمَّا هِنْدٌ وَاِمَّا اُخْتُهَا

شک کی مثال جَاءَ اِمَّا زَيْدٌ وَاِمَّا عَمْرٌو

ابہام قَامَ اِمَّا زَیْدٌ وَاِمَّا عَمْرٌو
تفصیل اِمَّا شَاکِرًا وَاِمَّا کَفُوْرًا
اباحت تَعَلَّمْ اِمَّا فِقْهًا وَاِمَّا نَحْوًا

بل: اضراب کے لئے آتا ہے۔اضراب کا معنی ہے پہلے حکم سے اعراض کرتے ہوئے دوسرے کی طرف عدول کرنا یا ایک شیء سے دوسری شیء کی طرف عدول کرنا۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو

اضراب کی اقسام:

اضراب کی دو قسمیں ہیں: ۱) اضراب ابطالی ۲) اضراب انتقالی

اضراب ابطالی: اس سے مراد یہ ہے کہ بَلْ کے ذریعے پہلے حکم کو باطل کر کے دوسرے کی طرف عدول کرنا۔ جیسے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ

اضراب انتقالی: اس سے مراد یہ ہے کہ بَلْ کے ذریعے پہلے حکم سے اعراض کر کے دوسرے کی طرف عدول کرنا۔ جیسے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

لا: معطوف سے حکم کی نفی کے لئے آتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو

لکن: استدراک کے لئے آتا ہے، اس کے حرف عطف ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یہ نفی یا نہی کے بعد واقع ہو اس کے معطوف کا مفرد ہونا بھی ضروری ہے نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ لکن کے ساتھ واو بھی مقترن نہ ہو۔

جیسے: مَا مَرَرْتُ بِرَجُلٍ صَالِحٍ لٰكِنْ طَالِحٍ۔لَا يَقُمْ زَیْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو

حرف عطف کی حیثیت:

کلام میں حرف عطف کی حیثیت دراصل اس عامل کے نائب کی ہوتی ہو جو معطوف سے پہلے حذف ہوتا ہے۔ جیسے قَرَأْتُ الْجَرِيْدَةَ وَالْمُجَلَّةَ تقدیر عبارت ہے قَرَأْتُ الْجَرِيْدَةَ وَقَرَأْتُ الْمُجَلَّةَ

فائدہ: حروف عطف دس ہیں جن میں واو، فا، ثم، حتی، ام، او اور اما متعاطفین کے معنی واعراب (لفظ) میں شریک ہونے کا تقاضا کرتے ہیں، جبکہ بقیہ تین یعنی بل، لکن اور لا فقط اعراب میں ان کی شرکت کا تقاضا کرتے ہیں۔

پنجم عطف بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ وقتیکہ بعلم مشہور تر باشد وَجَائَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْعَمْرٍو وقتیکہ کنیت مشہور تر باشد

پنجم: عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو لیکن متبوع کو روشن کردے جیسے اقسم باللہ ابو حفص عمر اس وقت جبکہ علم مشہور تر ہو اور جاء نی زید ابو عمرو اس وقت جبکہ کنیت مشہور تر ہو۔

﴿عطف بیان﴾

عطف بیان درحقیقت ماقبل اسم کے مترادف ہوتا ہے، عطف کے لغوی معنی لوٹنا اور مائل ہونا ہے جبکہ بیان کا معنی ہے کسی شیء کی وضاحت کرنا۔ اصطلاح نحو میں عطف بیان کی تعریف بایں الفاظ کی جاتی ہے:

وہ تابع (اسم جامد) جو متبوع کی ذات کو واضح کرے۔

جیسے: اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ، ابوحفص مُبَیَّنْ اور عمر عطف بیان ہے

فائدہ: عطف بیان کے متبوع کو مُبَیَّــنْ کہا جاتا ہے متبوع اگر معرفہ ہو تو عطف بیان اس کی وضاحت کرتا ہے اگر متبوع نکرہ ہو تو عطف بیان اس کی تخصیص کرتا ہے۔

جیسے: جَاءَ صِدِّیْقُکَ عُثْمَانُ، لَبِسْتُ ثَوْبًا جُبَّةً

عطف بیان کی متبوع سے مطابقت:

عطف بیان صفت حقیقی کی طرح دس امور میں سے ایک وقت میں چار امور میں اپنے متبوع کے مطابق ہوتا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

1) رفع، نصب اور جر میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین مرفوع ہوگا تو عطف بیان بھی مرفوع ہوگا اسی طرح مبین منصوب ہوگا تو عطف بیان بھی منصوب اگر مبین مجرور ہوا تو عطف بیان بھی مجرور ہوگا۔

۲) افراد، تثنیہ اور جمع میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین مفرد ہوا تو عطف بیان مفرد ہوگا ایسے ہی مبین کے تثنیہ اور جمع ہونے کی صورت میں عطف بیان اس کے مطابق تثنیہ یا جمع ہوگا۔

۳) تذکیر و تانیث میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین مذکر ہوا تو عطف بیان مذکر ہوگا اور مبین مؤنث ہوا تو عطف بیان بھی مؤنث ہوگا۔

۴) تعریف و تنکیر میں مطابقت ہوگی یعنی اگر مبین معرفہ ہوا تو عطف بیان معرفہ ہوگا اسی طرح مبین کے نکرہ ہونے کی صورت میں عطف بیان بھی نکرہ ہوگا۔

عطف بیان اور صفت کا فرق:

عطف بیان صفت کے مشابہ ہوتا ہے لیکن عطف بیان اور صفت کے درمیان درج ذیل فرق پائے جاتے ہیں۔

☆ صفت اپنے متبوع کے معنی کی توضیح و تخصیص کا فائدہ دیتی ہے جبکہ عطف بیان اپنے متبوع کی باعتبار ذات کے تخصیص کرتا ہے۔

☆ صفت عام طور پر اسم مشتق ہوتی ہے اور کبھی صفت اسم جامد بھی ہوتی ہے لیکن اس صورت میں اس کی اسم مشتق کے ساتھ تاویل کی جاتی ہے جیسا کہ صفت کی بحث میں گذر چکا ہے البتہ عطف بیان بہر صورت اسم جامد غیر مؤول ہوتا ہے

☆ صفت اپنے متبوع سے زیادہ مشہور نہیں ہوتی جبکہ عطف بیان اپنے متبوع سے یا تو زیادہ معروف ہوتا ہے یا پھر اس کے مساوی ہوتا ہے۔

عطف بیان کا فائدہ:

۱) اگر متبوع معرفہ ہو تو عطف بیان ذات متبوع کی توضیح اور ازالہ وہم کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: جَاءَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ زَيْدٌ

۲) اگر متبوع نکرہ ہو تو عطف بیان ذات متبوع کی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔

جیسے: هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدٌ۔

عطف بیان کے مقامات:

۱) عطف بیان کنیت کے بعد آتا ہے۔

جیسے: اَعۡجَبَتۡنِیۡ قِصَّةُ اَبِی الۡحَسَنِ عَلِیٍّ

حَبَّذَا الۡخَلِیۡفَةُ اَبُوۡبَکۡرٍ عَبۡدُاللّٰهِ

۲) عطف بیان لقب کے بعد آتا ہے۔

جیسے: نِعۡمَ الۡفَاتِحُ النَّاصِرُ صَلَاحُ الدِّیۡنِ

نِعۡمَ الۡخَلِیۡفَةُ ذُوالنُّوۡرَیۡنِ عُثۡمَانُ

۳) عطف بیان اسم اشارہ کے بعد آتا ہے۔ جیسے: اَعۡجَبَنِیۡ هٰذَا الۡخَطِیۡبُ

۴) مفسَّر کے بعد عطف بیان تفسیر ہوتا ہے۔ جیسے: اَلنَّقۡدَانِ الذَّهَبُ وَالۡفِضَّةُ

۵) صفت کے بعد عطف بیان موصوف ہوتا ہے۔

جیسے: اَلۡمَسِیۡحُ عِیۡسٰی رَسُوۡلُ اللّٰهِ

فائدہ : اَنۡ اور اَیۡ تفسیریہ کے بعد جو کلمہ آتا ہے وہ عطف بیان کی ہی ایک صورت ہے۔

فائدہ : توابع کی بحث کے آخر میں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ اگر کبھی کلام میں تمام توابع یکجا ہوجائیں تو ان کو درج ذیل ترتیب سے ذکر کیا جائے گا:

صفت...... عطف بیان...... تاکید...... بدل...... عطف نسق

جیسے: جَاءَ ذُوالنُّوۡرَیۡنِ الۡغَنِیُّ عُثۡمَانُ نَفۡسُه' اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَغُلَامُه'

جَاءَ ذُوالنُّوۡرَیۡنِ الۡغَنِیُّ عُثۡمَانُ نَفۡسُه' اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَغُلَامُه'		
جاء: فعل ماضی مبنی علی الفتح	ذوالنورین: متبوع،	الغنی: صفت
عثمان: عطف بیان،	نفسه: تاکید معنوی	امیرالمؤمنین: بدل
غلامه: معطوف،	متبوع تمام توابع سے مل کر فاعل،	فعل+فاعل= جملہ فعلیہ خبریہ

فصل دوم دربیان منصرف وغیر منصرف منصرف آن ست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درونباشد وغیر منصرف آنست کہ دوسبب از اسباب منع صرف درو باشد واسباب منع صرف نہ است عدل ووصف وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب ووزن فعل والف ونون مزیدتان چنانچہ در عمر عدلست وعلم ودر ثلث و مثلث صفت است وعدل ودر طلحۃ تانیث ست وعلم ودر زینب تانیث معنوی است وعلم ودر حبلی تانیث است بالف مقصورہ ودر حمراء تانیث ست بالف ممدودہ واین مونث بجائے دوسبب ست ودر ابراھیم عجمہ است وعلم ودر مساجد ومصابیح جمع منتہی الجموع بجائے دوسبب ست ودر بعلبک ترکیب ست وعلم ودر احمد وزن فعل ست وعلم ودر سکران الف ونون زائدتان ست ووصف ودر عثمان الف ونون زائدتان ست وعلم وتحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود

فصل دوم: منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں منصرف وہ ہے کہ اسباب منع صرف میں سے کوئی سبب نہ پایا جایا اور غیر منصرف وہ ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دوسبب پائے جائیں اور اسباب منع صرف نو ہیں عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل اور الف نون مزیدتان چنانچہ عمر میں عدل اور علم، ثلث مثلث میں صفت اور عدل، طلحۃ میں تانیث اور علم، زینب میں تانیث معنوی اور علم، حبلی میں تانیث الف مقصورہ اور حمراء میں الف ممدودہ اور یہ مؤنث دوسببوں کے قائم مقام ہے، ابراھیم میں علم اور عجمہ، مساجد اور مصابیح میں جمع منتہی الجموع دوسببوں کے قائم مقام ہے اور بعلبک میں ترکیب اور علم اور احمد میں وزن فعل اور علم، سکران میں الف نون زائدتان اور وصف اور عثمان میں الف نون زائدتان اور علم اور تحقیق منصرف اور غیر منصرف کی دوسری کتابوں سے معلوم ہوگی

منصرف وغیر منصرف کا بیان:

اسم معرب کی معروف اقسام میں سے ہیں اسم متمکن کی بحث میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے لیکن نحو میر کی ترتیب کے مطابق یہاں مختصراً ان کو بیان کیا جا رہا ہے۔

منصرف کی تعریف: وہ اسم جس میں منع صرف کے دوسبب یا دو کے قائم مقام ایک سبب موجود نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ، اِنْسَانٌ، رِجَالٌ

غیر منصرف کی تعریف : وہ اسم جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو کے قائم مقام ایک سبب موجود ہو۔ جیسے : اِبْرَاهِيْمُ ، عُمَرُ، عُثْمَانُ، مَسَاجِدُ

مثال مع توضیح اسباب :

۱) عُمَرُ: اس میں عدل اور معرفہ یعنی علم ہے۔

۲) ثُلٰثُ مَثْلَثُ: اس میں وصف اور عدل ہے۔

۳) طَلْحَةُ: اس میں علم اور تانیث لفظی ہے۔

۴) زَيْنَبُ : اس میں علم اور تانیث معنوی ہے۔

۵) حُبْلٰى : اس میں الف مقصورہ ہے جو قائم مقام دو سببوں کے ہے

۶) حَمْرَاءُ : اس میں الف ممدودہ ہے جو قائم مقام دو سببوں کے ہے

۷) اِبْرَاهِيْمُ : اس میں علم اور عجمہ ہے۔

۸) مَسَاجِدُ ، مَصَابِيْحُ : یہ جمع منتہی الجموع ہے جو دو سببوں کے قائم مقام ہے

۹) بَعْلَبَكُّ : اس میں علم اور ترکیب مزجی ہے۔

۱۰) اَحْمَدُ : اس میں علم اور وزن فعل ہے۔

۱۱) سَكْرَانُ : اس میں وصف اور الف نون زائدتان ہے۔

۱۲) عُثْمَانُ: اس میں علم اور الف نون زائدتان ہے۔

غیر منصرف کا حکم : ۱) اسم غیر منصرف پر کسرہ نہیں آ سکتا۔

۲) اسم غیر منصرف پر تنوین نہیں آ سکتی۔

فائدہ(۱): اسم غیر منصرف پر اگر الف لام آ جائے یا اسم غیر منصرف کو بعد والے کلمہ کی طرف مضاف کر دیا جائے تو اس صورت میں غیر منصرف پر کسرہ کا لانا جائز ہوگا البتہ تنوین کسی صورت میں نہیں آ سکتی۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْاَحْمَدِ ، مَرَرْتُ بِمَسَاجِدِكُمْ

فائدہ (۲): صرف سے مراد تنوین ہے جن اسباب کی وجہ سے اسم پر تنوین نہیں آتی ان کو اسی وجہ سے منع صرف یا الممنوع من الصرف کہا جاتا ہے۔

اجتماع اسباب منع صرف کے اعتبار سے غیر منصرف کی تقسیم:

اسم معرب غیر منصرف ہونے میں دو سببوں کا محتاج ہوتا ہے جیسا کہ تعریف سے واضح ہو چکا ہے۔البتہ یہ بات بھی جان لینا ضروری ہے کہ کون کون سے دو سبب جمع ہو سکتے ہیں اور کون کون سے سبب جمع نہیں ہو سکتے ،اس اعتبار سے غیر منصرف کے اسباب کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱) وہ اسباب منع صرف جن میں علمیت کا پایا جانا شرط ہے۔

جیسے: عدل تقدیری، الف نون زائدتان، عجمہ، ترکیب، وزن فعل، تانیث

مثالیں: زُفَرُ، عِمْرَانُ، اِسْمَاعِيْلُ، مَعْدِیْ كَرِبُ، يَزِيْدُ، فَاطِمَةُ

۲) وہ اسباب منع صرف جن میں وصف کا پایا جانا شرط ہے۔

جیسے: عدل تحقیقی، وزن فعل، الف نون زائدتان

مثالیں: أُخَرُ، أَسْوَدُ، سَكْرَانُ

۳) وہ اسباب منع صرف جو کسی دوسرے سبب کے محتاج نہیں ہوتے۔

جیسے: اسم الف مقصورہ، الف ممدودہ، جمع منتہی الجموع

مثالیں: حُبْلٰی، حَمْرَاءُ، مَسَاجِدُ

ضروری بات:

☆ معرفہ سے مراد فقط علم ہے دیگر اسم معرفہ منع صرف کا سبب نہیں ہیں۔

☆ الف مقصورہ جو تانیث پر دلالت کرے وہی منع صرف کا سبب ہو سکتا ہے۔ اور اگر الف مقصورہ تانیث پر دلالت نہ کرے تو وہ منع صرف کا سبب نہیں ہوگا۔

☆ موسٰی، عیسٰی: علمیت اور عجمہ ہونے کی بناء پر غیر منصرف ہیں۔

☆ عدل اور وزن فعل جمع نہیں ہو سکتے۔

☆ علم اور وصف ایک کلمہ میں جمع نہیں ہو سکتے کہ علم معین ذات پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ وصف مبہم ذات پر دلالت کرتا ہے۔

فصل سوم در حروف غیر عاملہ وآں شانزدہ قسم است اول حروف تنبیہ وآں سہ است آلا وَاما وَھَا

تیسری فصل: حروف غیر عاملہ کے بیان میں اور ان کی سولہ قسمیں ہیں۔
اول: حروف تنبیہ اور وہ تین ہیں الا، اما اور ھا،

﴿حروف غیر عاملہ کی بحث﴾

حروف تنبیہ :

تنبیہ سے مراد ہے خبردار کرنا، ہوشیار کرنا جب کسی کلام کی طرف سامع کی توجہ دلانا اور اسے متنبہ کرنا مقصود ہو تو اس کلام کے شروع میں حرف تنبیہ لایا جاتا ہے۔ یہ تین حروف ہیں:

۱) **الا** : یہ کلام کے آغاز میں آتا ہے اور مابعد کلام کی تحقیق اور ابتداء سے ہی اس کے مفہوم کی طرف متنبہ کرتا ہے۔ جیسے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَـاءَ اللّٰهِ لَاخَـوْفٌ عَـلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْن۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

۲) **اَمَا** : کلام کے آغاز میں آتا ہے اور بعد والے کلام کی طرف ابتداء سے ہی متنبہ کرتا ہے۔ جیسے: اَمَا وَالَّذِیْ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی وَالَّذِیْ اَمَاتَ وَاَحْیٰ الَّذِیْ اَمْرُہٗ الْاَمر

۳) **ھا** : یہ تنبیہ پر دلالت کرتی ہے کبھی اسم اشارہ کے شروع میں آتی ہے جیسے ھذا، ھؤلاء اور کبھی حرف نداء کے بعد ایٌّ کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

جیسے: یَا اَیُّهَا النَّاسُ، یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

فائدہ (الف): آلا اور آمَـا جملوں پر داخل ہوتے ہیں جبکہ ھا مفردات پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

(ب) کبھی ھا اور اسم اشارہ کے درمیان کوئی فاصل بھی آجاتا ہے۔

جیسے: هَا اَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ ۔ هٰکَذَا

(ج) آلا اور آمَـا ہمیشہ کلام کے شروع میں آتے ہیں اسی لئے ان کو اَداۃ افتتاح بھی کہا جاتا ہے۔

دوم: حروف ایجاب اور وہ چھ ہیں نعم بلٰی اجل ای جیر اوران

حروف ایجاب: وہ حروف جن میں تصدیق کے معنی ہوں اور یہ حروف امر مستفہم (وہ چیز جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہو) کے تحقق پر دلالت کرتے ہیں وہ امر مستفہم چاہے مثبت ہو چاہے منفی، اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایجاب سے مراد وہ ایجاب نہیں جو نفی کے مقابل ہوتا ہے، مندرجہ ذیل چھ حروف ایجاب کیلئے آتے ہیں:

۱) **نَعَم**: متکلم کے کلام کی تصدیق کے لئے آتا ہے اور اپنے مابعد جملہ محذوفہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: متکلم کہے: اَتَدْرُسُ السَّبَقَ تو مخاطب جواب میں نعم کہے نَعَم کے بعد جملہ محذوف ہے اصل مفہوم یوں ہے: نَعَمْ اَدْرُسُ السَّبَقَ

۲) **بَلٰی**: یہ سوال میں موجود نفی کے جواب کے ساتھ خاص ہے یعنی سوال میں جو نفی موجود ہوتی ہے اس کو ختم کر کے مثبت بناتا ہے۔ جیسے: متکلم کہے مَا قَامَ زَیْدٌ تو جواب میں کہا جائے بَلٰی یعنی قَدْ قَامَ، اللہ نے فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تو جواب دیا گیا بَلٰی یعنی اَنْتَ رَبُّنَا حَقًّا

۳) **اجل**: یہ نعم کی طرح متکلم کے کلام کی تصدیق کے لئے آتا ہے۔

۴) **ای**: قسم سے پہلے واقع ہوتا ہے اور اس قسم کی تاکید کرتا ہے جو بعد میں مذکور ہوتی ہے، اِی دراصل استفہام کے بعد مذکور جملہ کے اثبات پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: متکلم کہے: هَلْ قَامَ زَیْدٌ تو جواب دیا جائے: اِیْ وَاللّٰهِ (بعض کے نزدیک اِی کلام سابق کی پختگی کے لئے آتا ہے جیسے: متکلم کہے لَاتَضْرِبْنِیْ تو جواب دیا جائے اِیْ وَاللّٰهِ لَااَضْرِبُکَ)

۵) **جَیْرِ**: خبر کی تصدیق کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ خبر چاہے مثبت ہو چاہے منفی ہو۔
جیسے متکلم کہے قَدْ ذَهَبَ خَالِدٌ تو مخاطب جواب میں کہے جَیْرِ (ہاں)
متکلم کہے لَمْ یَجِیْ زَیْدٌ تو مخاطب جواب میں کہے جَیْرِ (ہاں)
جَیْرِ صرف جواب کے طور پر قسم سے پہلے بھی استعمال ہوتا ہے:
جیسے: جَیْرِ لَاَفْعَلَنَّ اَیْ نَعَمْ وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ

۶) **اِنَّ**: یہ بھی خبر کی تصدیق کے لئے آتا ہے خبر چاہے منفی ہو چاہے مثبت۔
جیسے قَدْ ذَهَبَ خَالِدٌ کے جواب میں کہا جائے اِنَّ (بیشک، ہاں)

فائدہ: اجل، جیر اور اِنَّ تینوں نعم کا معنی دیتے ہیں اور خبر کی تصدیق کیلئے استعمال ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ حروف استفہام کے بعد نہیں آتے۔

سوم حروف تفسیر و آں دو است اَیْ وَاَنْ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی نَادَیْنَاهُ اَنْ یَّاابْرَاهِیْمُ
چہارم حروف مصدریہ و آں سہ است ما و اَنْ و اَنَّ ما و اَنْ در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد

سوم: حروف تفسیر وہ دو ہیں ای اور ان جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وناديناه ان يا ابراهيم
چہارم حروف مصدریہ اور وہ تین ہیں جیسے ما، ان اور ان ما اور ان فعل پر داخل ہوتے ہیں
اور فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

حرف تفسیر:

یہ حروف جیسا کہ ان کے نام سے ہی معلوم ہو رہا ہے اپنے ماقبل کلام کی تفسیر کرتے ہیں یہ دو حرف ہیں:

۱) **أی:** یہ حرف مبہم شیء کی تفسیر کرتا ہے وہ مبہم چاہے اسم ہو، فعل ہو، مفرد ہو، یا جملہ ہو۔

جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ اَیْ اَهْلَ الْقَرْیَةِ ، رَاَئتُ لَیْثًا اَیْ اَسَدًا

یہ مفرد کی مثالیں ہیں قریۃ اور لیثا دونوں میں ابہام تھا ای نے اھل القریۃ اور اسدا کے ذریعے تفسیر کر دی اور قُطِعَ رِزْقُهٗ اَیْ مَاتَ ۔ قطع رزقه جملہ مبہمہ ہے ای نے مات کے ذریعے اس کی تفسیر کر دی۔

۲) **أنْ:** یہ حرف جملہ کی تفسیر کرتا ہے اور دو جملوں کے بیچ میں واقع ہوتا ہے۔

جیسے وَنَادَیْنَاهُ اَنْ یَّا اِبْرَاهِیْمُ

اور فَاَوْحَیْنَا اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا

حروف مصدریہ:

وہ حروف جو اپنے مابعد فعل یا جملہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں ان کو موصولات حرفیہ بھی کہتے ہیں یہ مندرجہ ذیل تین حرف ہیں:

۱) **ما :** فعل پر داخل ہوتا ہے اور اسے مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔

جیسے وَضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَیْ بِرُحْبِهَا

۲) **أنْ:** فعل پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے۔

جیسے فَمَا جَوَابَ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَیْ قَوْلُهُمْ

۳) **أنَّ:** یہ حرف مصدر جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مفرد (مصدر) کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جیسے: اَعْجَبَنِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ اَیْ قِیَامُکَ۔

پنجم حروف تحضیض وآں چہارست اَلاَّ وَهَلاَّ وَلَوْلاَ وَلَوْمَا ششم حرف توقع وآں قَدْ است برائے تحقیق در ماضی وبرائے تقریب ماضی بحال ودر مضارع برائے تقلیل۔

پنجم: حروف تحضیض اور وہ چار ہیں الا ھلا لولا اور لوما۔ ششم حرف توقع اور وہ قد ہے ماضی میں تحقیق کیلئے آتا ہے اور ماضی کو حال کے قریب کرنے کیلئے آتا ہے اور مضارع میں تقلیل کیلئے آتا ہے۔

حروف تخضیض :

وہ حروف جو مخاطب کو کسی عمل پر ترغیب وتحریص دلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں حروف تحضیض چار ہیں: اَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا۔

ان حروف کا مدخول اگر فعل مضارع ہو تو یہ ترغیب کیلئے ہوں گے: جیسے: هَلَّا تَتُـوْبُ قَبْلَ الْمَوْتِ یعنی تُبْ قَبْلَ الْمَوْتِ ...... اَلَّا تُصَلِّ یعنی صَلِّ ...... لَوْمَاتَأْتِيْنَا یعنی اِيْتِنَا ......

اور اگر ان حروف کا مدخول فعل ماضی ہو تو پھر یہ حروف ندامت وملامت کے لئے ہوں گے۔

جیسے: فَلَوْلَانَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ...... هَلَّا ضَرَبْتُ

حروف توقع : وہ حرف جو مابعد شیٔ کی توقع پر دلالت کرتے ہیں۔

حرف توقع فقط ایک حرف ہے یعنی قد ، یہ حرف مختلف معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے، فعل ماضی اور فعل مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

☆ قد فعل ماضی پر داخل ہو تو دو معنی کے لئے آتا ہے:

۱) تقریب کے لئے یعنی قد فعل ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے۔

جیسے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ، قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ

۲) تحقیق کیلئے۔ جیسے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ

☆ قد فعل مضارع پر داخل ہو تو تین معنی کے لئے آتا ہے:

۱) تحقیق کیلئے: جیسے قَدْ تَعْلَمُ الْمُعَوِّقِيْنَ

۲) تقلیل کے لئے: جیسے اِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْيَصْدُقُ

۳) تکثیر کیلئے جیسے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَاءِ

فائدہ: کبھی قد اور فعل کے درمیان قسم کے ذریعے فصل کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: قَدْ وَاللّٰهِ اَحْسَنْتُ

هفتم حروف استفہام وآں سہ است ما وهمزه وهل

ہفتم: حروف استفہام اور وہ تین ہیں ما اور ہمزہ اور ھل۔

حروف استفهام :

حروف استفہام سے مراد وہ حُروف ہیں جن کے ذریعے مخاطب سے کسی شیء کے متعلق دریافت کیا جائے، استفہام کے لئے دو حرف استعمال ہوتے ہیں:

ھل: جملہ فعلیہ پر اکثر اور جملہ اسمیہ پر کم داخل ہوتا ہے۔ جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ

همزه: یہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: أَزَيْدٌ قَائِمٌ اور أَقَامَ زَيْدٌ

ضروری بات :

مـا کو اگرچہ صاحب نحو میر نے حروف غیر عاملہ میں ذکر کیا ہے لیکن ما استفہامیہ بہر حال اسم ہوتا ہے حرف نہیں۔

کلمات استفہامیہ کے مختلف معانی:

☆ ۔ کلمہ استفہام کبھی فقط سوال کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے أَزَيْدٌ فِي الدَّارِ أَمْ عَمْرٌو

☆ کلمہ استفہام مخاطب کے ذہن میں کلام کے مفہوم کو پختہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس وقت جب مخاطب اس مفہوم سے پہلے ہی آگاہ ہو۔

جیسے: أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

☆ کلمہ استفہام اظہار تعجب کے لئے آتا ہے۔ جیسے : مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ .

☆ کلمہ استفہام وعید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: برا ادب رکھنے والے کو کہا جائے۔

أَلَمْ أُؤَدِّبْ فُلَانًا جبکہ مخاطب اس سے آگاہ بھی ہو۔

☆ کلمہ استفہام انکار کے لئے آتا ہے۔ جیسے: أَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ

☆ کلمہ استفہام تحقیر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: مَنْ هٰذَا جب مخاطب کو حقیر کہنا مقصود ہو

فائده: مَنْ حرف نہیں ہے بلکہ اسم ہے محض فائدہ کے لئے مثال دی گئی ہے۔

ہشتم حرف ردع وآں کلّا ست بمعنی باز گردانیدن وبمعنی حقّا نیز آمدہ ست چوں کَلّا سَوفَ تَعلَمُونَ۔ نہم تنوین وآں پنج است تمکن چوں زیدو تنکیر چوں صَہٍ اَی اُسکُت سُکُوتًا مَا فِی وَقتًا مَّا اَمَّا صَہْ بغیر تنوین معناہ اُسکُتِ السُّکُوتَ اَلاٰنَ وعوض چوں یَومَئِذٍ ومقابلہ چوں مُسلِمَاتٌ وترنم کہ درآخرابیات باشد شعر اَقِلِّی اللَّومَ عَاذِلَ وَالعِتَابَن وَقُولِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ وتنوین ترنم دراسم وفعل وحرف روداما چہار اولین خاص است باسم۔

ہشتم حرف ردع: اور وہ کلا ہے جو بمعنی باز رکھنے کے آتا ہے اور بمعنی حقا کے بھی آتا ہے جیسے کلاسوف تعلمون ۔ نویں تنوین اور اسکی پانچ قسمیں ہیں تمکن جیسے زید، تنکیر جیسے صہ ای اسکت سکوتامافی وقت ما بہر حال صہ بغیر تنوین کے اسکا معنی ہے اسکت السکوت الان اور عوض جیسے یومئذ، مقابلہ جیسے مسلمات اور ترنم جو کہ اشعار کے آخر میں آتی ہے جیسے اقلی اللوم عاذل والعتابن وقولی ان اصبت لقداصابن اور تنوین ترنم اسم فعل اور حرف سب پر داخل ہوتی ہے بہر حال پہلی چار اسم کیساتھ خاص ہیں۔

حروف ردع : وہ حروف جو کسی ناپسندیدہ چیز سے روکنے کے ساتھ زجر و توبیخ کے لئے آتے ہوں۔ جیسے کَلّا جب مخاطب کو کلام کرنے سے روکا جائے اور یوں کہا جائے کَلّا یعنی لَایَتَکَلَّمُ بِہٰذَا: اور جیسے وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰہُ فَقَدَرَ عَلَیْہِ رِزْقَہٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْ اَہَانَنِ کَلَّا کبھی کَلّا حقًّا کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے جیسے: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (ہرگز نہیں (یقینا) تم عنقریب جان لوگے پھر ہرگز نہیں (یقینا) عنقریب تم جان لوگے)

تنوین :

تنوین سے مراد وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہوتا ہے۔

جیسے: زَیْدٌ(زَیْدُنْ)

<u>اقسام تنوین کی مختصر وضاحت</u>

تنوین تمکن یا تنوین صرف : وہ تنوین جو اسماء معربہ منصرفہ کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔ جیسے: اَلاِیْمَانُ سَلَاحٌ اور قَرَاْتُ کِتَابًا، سَلَاحٌ اور کِتَابًا کے آخر میں تنوین تمکین ہے۔

تنوین تنکیر: وہ تنوین جو اسماء مبنیہ کے آخر میں نکرہ اور معرفہ میں فرق کرنے کیلئے لاحق ہوتی ہے

جیسے: صَہٍ اور سیبویہٍ تنوین کے ساتھ نکرہ ہے بغیر تنوین کے معرفہ ہوگا۔

فائدہ: صَہٍ کا پورا مفہوم ہے اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَا فِیْ وَقْتٍ مَّا (تو کسی وقت چپ رہا کر) اگر صَہْ بغیر تنوین کے ہو تو اس کا مفہوم ہوگا "اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ" (تو اس وقت چپ رہ)، اسی طرح اگر سیبویہ تنوین کے ساتھ ہو تو اس نام کا کوئی بھی شخص مراد ہو سکتا ہے جبکہ سِیْبَوَیْہِ اگر بغیر تنوین کے ہو تو اس سے مراد علم نحو کے مشہور و معروف امام ہوں گے۔

تنوین عوض: وہ تنوین جو اسم مضاف کے آخر میں مضاف الیہ کے عوض میں لاحق ہو۔

<u>تنوین عوض کی دو صورتیں ہیں:</u>

۱) یہ تنوین مفرد محذوف کے عوض اسم کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور یہ اسم بھی عام طور پر کل یا بعض ہوتے ہیں۔ جیسے: کُلٌّ مَرْزُوْقٌ اصل عبارت کُلُّ مَخْلُوْقٍ مَرْزُوْقٌ ہے بَعْضٌ مَاجُوْرٌ اصل عبارت بَعْضُ النَّاسِ مَاجُوْرٌ ہے۔

۲) یہ تنوین جملہ محذوفہ کے عوض اسم کے آخر میں لاحق ہوتی ہے اور یہ اسم عام طور پر اِذْ ہوتا ہے۔ جیسے: سورۂ روم میں ہے یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ اصل عبارت یَوْمَ اِذْ غُلِبَتِ الرُّوْمُ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ہے، وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ اصل عبارت وَاَنْتُمْ حِیْنَ اِذْ بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْحُلْقُوْمَ تَنْظُرُوْنَ ہے

پہلی مثال میں غُلِبَتِ الرُّوْمُ کا جملہ اور دوسری مثال میں بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْحُلْقُوْمَ کا جملہ حذف ہے جن کے عوض میں تنوین آئی ہے۔

فائدہ: کبھی اسم منقوص کے آخر میں کسی حرف محذوف کے بدلے میں بھی تنوین عوض آتی ہے جیسے: جَوَارٍ اصل میں جَوَارِیُ ہے، غَوَاشٍ اصل میں غَوَاشِیُ ہے

تنوین مقابلہ: وہ تنوین جو جمع مونث سالم کے آخر میں نون جمع مذکر سالم کے مقابلہ میں آتی ہے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ

تنوین ضرورت : وہ تنوین جو منادیٰ مبنی کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

جیسے: سَلَامُ اللّٰهِ یَامَطَرٌ عَلَیْهَا

وَلَیْسَ عَلَیْکَ یَامَطَرُ السَّلَام

تنوین زیادۃ یا مناسبت: وہ تنوین جو غیر منصرف کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

جیسے: سَلَاسِلًا وَّاَغْلَالًا قراۃ نافع کے مطابق

تنوین تکثیر یا ھمزہ: وہ تنوین جو بعض اوقات اسماء مبنیہ کے ساتھ معنیٰ تکثیر کیلئے آتی ہے

جیسے: ھٰؤلَاءٍ قَوْمُکَ اگر ھولاء تنوین کے ساتھ پڑھا جائے

تنوین حکایۃ: وہ تنوین جو موزون کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

جیسے: مِضْرَابٌ علیٰ وزن مِفْعَالٌ

تنوین ترنم : وہ تنوین جو تحسین کلام کیلئے مصروں کے آخر میں استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ

وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

تنوین غُلُوْ یا غالی : وہ تنوین جو اشعار کے آخر میں تحسین کلام کے طور پر قوافی کیلئے استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: قَاتِمُ الْاَعْمَاقِ خَاوِیْ الْمُخْتَرِقَنْ

فائدہ : تنوین کی ابتدائی آٹھ اقسام اسم کے ساتھ خاص ہیں جبکہ آخری دو اسم، فعل اور حرف سب کے ساتھ لاحق ہوتی ہیں۔

دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ چوں اضْرِبَنَّ وَاضْرِبَنْ۔
یازدہم حروف زیادت وآں ہشت حرف ست اِنْ ومَا واَنْ ولَا ومِنْ
وکاف وبَا ولَام چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد۔

دسویں نون تاکید یہ فعل مضارع کے آخر میں نون ثقیلہ وخفیفہ کے طور پر آتی ہے جیسے: اضربن اور اضربن۔ گیارہویں حروف زیادت اور وہ آٹھ حروف ہیں: ان۔ ما، ان، لا، من، کاف، با، لام، آخری چار حروف حروف جارہ میں یاد کئے جا چکے ہیں۔

نون تاکید: نون تاکید فعل کی تاکید کیلئے ہوتا ہے اور فعل مضارع، فعل امر اور فعل نہی تینوں کے ساتھ لاحق ہوتا ہے علاوہ ازیں: نون تاکید دو طرح سے استعمال ہوتا ہے ایک مشدد جس کو نون تاکید ثقیلہ کہا جاتا ہے اور دوسرا مخفف جس کو نون تاکید خفیفہ کہا جاتا ہے۔ جیسے: لَیَضْرِبَنَّ، لَیَضْرِبَنْ، اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ، لَاتَضْرِبَنَّ، لَاتَضْرِبَنْ

☆ نون خفیفہ اصل ہے جبکہ نون ثقیلہ اس کی فرع ہے۔

☆ نون ثقیلہ کے ذریعے زیادہ تاکید حاصل ہوتی ہے جبکہ خفیفہ کے ذریعے اس سے کم۔

☆ اِنَّ، اَنَّ، لام ابتداء اور قد بھی تاکید کے لئے آتے ہیں۔

حروف زیادۃ: یہ وہ حروف ہیں جو کلمہ کی تحسین، تزیین، وزن کو قائم رکھنے اور سجع کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان کے ساتھ کلمہ کے معنی میں اضافہ ہوتا ہے لیکن ان کو کلمہ سے اگر جدا کر دیا جائے تو معنی میں کوئی فرق نہیں آتا اور یہ بھی یاد رہے کہ ان حروف کے زائد ہونے سے مراد یہ ہے کہ بعض اوقات یہ حروف زائد ہوتے ہیں نہ کہ ہمیشہ زائد ہوتے ہیں۔ حروف زائدہ مندرجہ ذیل آٹھ ہیں:

ان، ان، ما، لا، من، با، لام، کاف

فائدہ: حروف زائدہ کوئی بے فائدہ حروف نہیں ہے بلکہ ان کے بہت سے فوائد ہیں مثال کے طور پر

فوائد لفظیہ: ۱) کلام کی تحسین اور لفظ کی تزیین کا فائدہ
۲) اشعار کے قافیے اور وزن قائم رکھنے کا فائدہ
۳) سجع کی تحسین کا فائدہ

فوائد معنویہ: ۱) کلام کی تاکید کا فائدہ
۲) کلام کی بلاغت کا فائدہ

دوازدہم حروف شرط وآں دو است اَمَّا ولَوْ اَمَّا برائے تفسیر وفا در جوابش لازم باشد کَقَوْلِہٖ تَعَالیٰ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ ۔ ولو برائے انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول چوں لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۔ سیزدہم لَوْلَا واو موضوع ست برائے انتفائے ثانی بسبب وجود اول چوں لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَر

بارہواں حروف شرط ہے اور وہ دو ہیں اما اور لو، اما تفسیر کے واسطے اور اس کے جواب میں فاء کا لانا لازمی ہے، جیسے ارشاد باری تعالی ہے فمنهم شقي وسعيد فاما الذين شقوا ففي النار واما الذين سعدوا ففي الجنة ۔ اور لو دوسرے کی نفی کے واسطے ہوتا ہے اس کا سبب پہلے کی نفی ہے جیسے لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا۔ تیرہواں لولا یہ وضع کیا گیا ہے دوسرے کی نفی کیلئے پہلے کے موجود ہونے کے سبب: جیسے لولا علی لهلک عمر ۔

حروف شرط :

یہ دو حروف ہیں جن کے ذریعے معنی شرط حاصل ہوتے ہیں تفصیل یہ ہے:

لَوْ: دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کے منتفی ہونے پر دلالت کرتا ہے اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا مدخول فعل ماضی کے معنی پر مشتمل ہوگا چاہے وہ فعل مضارع ہو۔

جیسے: لَوْتَضْرِب اَضْرِبْ

لَوْ کے مابعد دونوں جملوں کے منتفی ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ دوسرا جملہ منتفی ہوتا ہے پہلے کے منتفی ہونے کی وجہ سے۔ جیسے لَوْکَانَ فِیْھِمَا آلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا

اَمَّا: اپنے ماقبل مجمل کلام کی تفصیل بیان کرتا ہے اور اس کے جواب میں ایک اور اما کا آنا ضروری ہے۔ جیسے: وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ

لَوْلَا: یہ حرف لو شرطیہ اور لا نافیہ سے مرکب ہے دو جملوں پر داخل ہوتا ہے پہلے کے موجود ہونے کی بنا پر ثانی کی نفی کرتا ہے۔

جیسے لَوْلَاعَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَر یعنی علی کا موجود ہونا عمر کی ہلاکت کی نفی پر دلالت کرتا ہے اور جیسے: لَوْلَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ لَھَلَکَ النَّاسُ

چہاردہم لام مفتوح برائے تاکید چوں لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو پانزدہم مَا بمعنی مادام چوں اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ۔ شانزدہم حروف عطف وآں دہ است
وَاوْ وَفَا وَثُمَّ وَحَتّٰی وَاَمَّا وَاَوْ وَاَمْ وَلَا وَبَلْ وَلٰکِنْ

چودہواں لام مفتوحہ تاکید کے واسطے ہوتا ہے۔ جیسے لزید افضل من عمرو۔ پندرہواں ما بمعنی ما دام جیسے اقوم ما جلس الامیر۔ سولہواں حروف عطف اور وہ دس ہیں۔
واؤ۔ فا۔ ثم۔ حتی۔ اما۔ او۔ ام۔ لا۔ بل۔ لکن

لام مفتوحہ : یہ لام مفتوح ہوتا ہے اور تاکید کے لئے آتا ہے۔

جیسے: لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

لام کی اقسام: لام کی درج ذیل اقسام ہیں ان میں کچھ عامل اور کچھ غیر عامل ہیں:

لام امر : جیسے لِیَضْرِبْ

لام جارہ : جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

لام جواب : جیسے لَوْلَا الَّذِیْنَ لَهَلَکَ النَّاسُ

لام ابتداء : جیسے لَدِرْهَمٌ حَلَالٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ دِرْهَمٍ حَرَامٍ

لام موطیہ : جیسے لَئِنْ قُمْتَ بِوَاجِبَاتِکَ لَاَکْرَمْتُکَ

یہ لام حرف شرط پر داخل ہوتا ہے

لام بُعد : جیسے ذٰلِکَ، تِلْکَ۔ یہ اسم اشارہ کے ساتھ لاحق ہوتا ہے۔

حرف مَا بمعنی مادام :

یہ ماصدریہ ہے اور ماصدریہ دو قسم پر ہے۔ غیر زمانیہ جس کا تذکرہ ہو چکا اس کو ماصدریہ کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ مابعد کو مصدر کی تاویل میں کرد یتا ہے اور دوسرا زمانیہ ہے جو کہ مادام کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے: اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ اَیْ اَقُوْمُ مَادَامَ جَلَسَ الْاَمِیْرُ

حروف عاطفہ : حروف عاطفہ سے مراد وہ حروف ہیں جو دو مفردوں یا دو جملوں کے درمیان آتے ہیں جبکہ دونوں مفردوں اور جملوں کا عامل ایک ہی ہوتا ہے یہ دس حروف ہیں جن کا تفصیلی ذکر توابع کی بحث میں ہو چکا ہے۔

تتمہ: حروف عرض بھی اُن حروف میں شامل ہیں جو غیر عامل ہیں اور یہ تین حروف ہیں:
اَلَا، اَمَا، لَوْ جیسے اَلَا تَزُوْرُنَا فَنَانِسَ بِکَ۔ اَمَا تُضِیْفُنَا فَتَلْقٰی فِیْنَا خَیْرًا۔ لَوْ تُقِیْمُ بَیْنَنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا

چوں بحث مستثنے در کتاب نحو میر نبود برائے فائدہ طلاب افزودہ شد بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد الا واخوات آں یعنی غَیْرَ وَسِوٰی وَسِوَاءَ وَحَاشَا وَخَلَا وَعَدَا وَمَاخَلَا وَمَاعَدَا وَلَیْسَ وَلَایَکُوْنُ تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وی وآں بر دو قسم ست متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ الا واخوات وی مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجی خارج کردہ شد و منقطع آں باشد کہ مذکور بعد الا واخوات وی وخارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا کہ حمار در قوم داخل نبود

جبکہ بحث مستثنیٰ کی نحو میر کی کتاب میں نہیں تھی، طلباء کرام کے فائدہ کے واسطے زیادہ کی گئی جان تو کہ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جس کو الا یا اس کے اخوات کے بعد ذکر کیا گیا ہو اخوات غیر، سوی، سواء، حاشا، خلا، عدا، ماخلا، ماعدا، لیس، لایکون ہیں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ مستثنیٰ کی طرف منسوب نہیں ہے وہ جو نسبت کی گئی ہے ماقبل کی طرف، اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع۔ متصل وہ ہے کہ جس کو متعدد سے لفظ الا یا اس کے اخوات کے ذریعے نکالا گیا ہو جیسے جاءنی القوم الا زیدا پس زید جو کہ قوم میں داخل تھا حکم مجی سے خارج کیا گیا ہے اور منقطع وہ ہے کہ جو لفظ الا یا اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو اور اس کو متعدد سے نہ نکالا گیا ہو اس وجہ سے کہ وہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل ہی نہیں ہے جیسے جاءنی القوم الا حمارا کہ حمار قوم میں داخل نہیں ہے۔

﴿مستثنیٰ کا بیان﴾

کلام عرب میں مستثنیٰ کا استعمال کثرت کے ساتھ ہوتا ہے اس اعتبار سے یہ بہت اہم بحث ہے مذکورہ بحث میں مستثنیٰ کی تعریف، اقسام اور اعراب کے علاوہ دیگر اصطلاحات کا بیان ہوگا۔

مستثنی: وہ اسم جس کو الا یا کسی دوسرے کلمہ استثناء کے ذریعے مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج کیا جائے۔

مستثنی منه: وہ اسم جس کے حکم سے الا یا کسی دوسرے کلمہ استثناء کے ذریعے مستثنیٰ کو خارج کیا جائے۔

استثناء : کلمات استثناء میں سے کسی ایک کے ذریعے مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج کرنا۔ جیسے: جَائَنِیَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا

مذکورہ مثال میں جاء عامل ہے، قوم مستثنیٰ منہ، زیداً مستثنیٰ جبکہ الا حرف استثناء ہے۔

کلمات استثناء کی تفصیل:

- وہ کلمات استثناء جو بالاتفاق حرف ہیں۔

جیسے اِلَّا کلمات استثناء میں حرف فقط ایک ہی ہے

- وہ کلمات استثناء جو بالاتفاق فعل ہیں۔

جیسے لَیْسَ، لَایَکُوْنُ، مَاخَلَا اور مَاعَدَا

- وہ کلمات استثناء جو بالاتفاق اسم ہیں۔

جیسے غَیْرَ، سِوٰی، سِوَاء

- وہ کلمات استثناء جن کے متعلق نحویوں کی آراء مختلف ہیں۔

جیسے خَلَا، عَدَا اور حَاشَا

بعض علماء نحو کے نزدیک عدا اور خلا حرف اور حاشا فعل ہیں جب کہ اکثر کے نزدیک عدا، خلا فعل اور حاشا حرف ہے۔

کلام کی اقسام:

کلام کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

- **کلام موجب :** وہ کلام جس میں نفی، نہی یا استفہام موجود نہ ہو۔

جیسے: جَائَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا

- **کلام غیر موجب:** وہ کلام جس میں نفی، نہی یا استفہام موجود ہو۔

جیسے: مَاجَائَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا

- **کلام تام :** وہ کلام جس میں مستثنیٰ منہ مذکور ہو۔

جیسے: جَاءَ الْجَیْشُ اِلَّا الْاَمِیْرَ

- **کلام غیر تام :** وہ کلام جس میں مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔

جیسے: مَاجَاءَ اِلَّا عَلِیٌّ

مستثنیٰ کی اقسام:

مستثنی متصل : وہ مستثنیٰ جو کلمہ استثناء کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد یعنی مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج کیا گیا ہو۔

جیسے: جَائَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا

جَاءَ الطُّلَّابُ اِلَّا خَالِدًا

مستثنی منقطع: وہ مستثنیٰ جو کلمہ استثناء کے بعد واقع ہو اور متعدد یعنی مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج نہ کیا گیا ہو۔

جیسے: جَائَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا

جَاءَ الصَّیَّادُوْنَ اِلَّا کِلَابَہُمْ

مستثنی مفرغ: وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ کلام میں مذکور نہ ہو۔

جیسے: مَا حَضَرَ اِلَّا خَالِدٌ

اصل میں مَا حَضَرَ اَحَدٌ اِلَّا خَالِدٌ

فائدہ: مستثنیٰ متصل اور منقطع کی تعریف بایں الفاظ میں بھی کی جا سکتی ہے:

مستثنی متصل: وہ مستثنیٰ ہے جو کلمہ استثناء کے بعد واقع ہو اور وہ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو۔ جیسے: جَاءَ الْوَفْدُ اِلَّا سَعْدًا

مستثنی منقطع وہ مستثنیٰ ہے جو کلمہ استثناء کے بعد ہو اور وہ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔

جیسے: اَقْبَلَ الْمُسَافِرُوْنَ اِلَّا اَمْتِعَتَہُمْ

بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم ست اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد الا در کلام موجب واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا وکلام موجب آنکہ دراں نفی ونہی واستفہام نباشد وہمچنیں در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَاجَاءَنِيْ اِلَّا زَيْدًا اَحَدٌ ومستثنائے منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا وعدا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد ماخلا و ماعدا ولیس ولایکون ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا وَعَدَا زَيْدًا

جان تو کہ مستثنیٰ کا اعراب چہار قسم پر ہے پہلا اگر مستثنیٰ الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جاءنی القوم الا زیدا اور کلام موجب ہے وہ کہ جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو اور اسی طرح کلام غیر موجب میں اگر مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کیا جائے تو منصوب ہوتا ہے جیسے ماجاءنی الا زیدا احد اور مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور اگر مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے نزدیک منصوب ہوتا ہے، ماخلا ، ماعدا، لیس ، لایکون کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے، جیسے جاءنی القوم خلا زیدا وعدا زیدا آخر تک

مستثنیٰ کا اعراب :

۱) مستثنیٰ کے اعراب کی مختلف صورتیں ہیں کبھی منصوب، کبھی مجرور، کبھی مرفوع اور کبھی عامل کے مطابق ہوتا ہے، ذیل میں ان تمام صورتوں کو بیان کیا جارہا ہے:

- مستثنیٰ متصل الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو لازما منصوب ہوگا۔
  جیسے : جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا
- مستثنیٰ متصل الا کے بعد ہو کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو تو منصوب ہوگا۔
  جیسے: مَاجَاءَ اِلَّا زَيْدًا اَحَدٌ
- مستثنیٰ منقطع ہو تو وہ لازما منصوب ہوگا۔ جیسے: جَاءَ الصَّيَّادُوْنَ اِلَّا كَلَابَهُمْ
- مستثنیٰ جب لَيْسَ، لَايَكُوْنُ، مَاخَلَا اور مَاعَدَا کے بعد واقع ہو تو لازما منصوب ہوگا۔
  جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ مَاعَدَا زَيْدًا
- مستثنیٰ جب عَدَا، خَلَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء نحو کے نزدیک منصوب ہوگا۔
  جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ عَدَا زَيْدًا
- مستثنیٰ جب حَاشَا کے بعد واقع ہو تو بعض علماء نحو کے نزدیک منصوب ہوگا۔
  جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدًا

دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس دراں دو وجہ رواست یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثنا و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل خویش چوں مَا جَائَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا وَاِلَّا زَیْدٌ.........
سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الا درین صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو مَاجَائَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ وَمَارَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا وَمَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ

دوسرا یہ کہ مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو پس اس جگہ دو وجہ جائز ہیں ایک یہ کہ وہ منصوب ہو استثناء کے طور پر اور دوسرا یہ کہ بدل ہو اپنے ماقبل سے جیسے جائنی احد الا زیدا والا زید۔ ....تیسرا یہ کہ مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب میں واقع ہو پس اعراب مستثنیٰ کا الا کے ساتھ اس جگہ باعتبار عوامل کے مختلف ہوتا ہے جیسے ماجائنی الا زید و مارایت الا زیدا و مامررت الا بزید۔

---

۲) مستثنیٰ کلام غیر موجب میں الا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو مستثنیٰ کے اعراب کی دو صورتیں ہیں:

- مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَاجَائَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا
- مستثنیٰ اپنے ماقبل سے بدل البعض ہوگا اور اس کا اعراب مبدل منہ کے مطابق ہوگا۔

مَاجَائَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ

۳) درج ذیل صورت میں مستثنیٰ کا اعراب عوامل کے مطابق ہوگا۔

- مستثنیٰ مفرغ کلام غیر موجب میں واقع ہو۔

جیسے: مَاجَائَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ ، مَارَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا، مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ

چهارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر وسوی وسواء واقع شود پس مستثنیٰ را مجرور خوانند و بعد حَاشَا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضی نصب ہم جائز داشتہ اند چوں جَائَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَسِوٰی زَیْدٍ وَسِوَاءَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ وبدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بالا باشد در جمیع صور تہائے مذکورہ۔ چنانکہ گوئی جَائَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَغَیْرَ حِمَارٍ وَمَاجَائَنِیْ غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ وَمَاجَائَنِیْ اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ وَغَیْرُ زَیْدٍ وَمَاجَائَنِیْ غَیْرُ زَیْدٍ وَمَارَاَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ وَمَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ وبدانکہ لفظ غیر موضوعست برائے صفت وگاہے برائے استثناء آید چنانکہ الا برائے استثنا موضوعست وگاہ در صفت مستعمل شود نحو قَوْلِہٖ تَعَالٰی لَوْکَانَ فِیْہِمَا اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یعنی غَیْرُ اللّٰہِ وہمچنیں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ

چوتھا یہ کہ مستثنیٰ لفظ غیر، سوی اور سواء کے بعد واقع ہو پس مستثنیٰ کو مجرور پڑھتے ہیں اور حاشا کے بعد اکثر مذہب پر بھی مجرور ہوتا اور بعض نصب بھی جائز رکھتے ہیں۔ جیسے جائنی القوم غیر زید، سوی زید، سواء زید اور حاشا زید۔ جان تو کہ لفظ غیر کا اعراب ایسا ہے جیسے الا کے ساتھ مستثنیٰ کا جمیع صورتوں میں جیسا کہ تو کہے جائنی القوم غیر زید، غیر حمار وماجائنی غیر زید القوم وماجائنی احد غیرَ زید وغیرُزید ماجائنی غیر زید مارایت غیْر زید مامررت بغیر زید ۔اور جان تو کہ لفظ غیر صفت کے واسطے بنایا گیا ہے اور کبھی استثناء کے واسطے بھی آتا ہے جیسے الا استثناء کے واسطے وضع کیا گیا ہے کبھی صفت میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے لوکان فیہما الہۃ الا اللّٰہ لفسدتا یعنی غیر اللّٰہ اور اسی طرح لا الہ الا اللّٰہ

---

۴) مستثنیٰ کے مجرور ہونے کی صورتیں درج ذیل ہیں:

- مستثنیٰ، غیر، سوی، سواء کے بعد واقع ہو تو لازماً مجرور ہوگا۔

  جیسے: جَائَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ

- مستثنیٰ جب حاشا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء نحو کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا۔

  جیسے: جَائَنِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ

چند اهم باتیں: غیر کی وضع صفت کے لئے ہوئی ہے لیکن کبھی یہ استثناء کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

- الا کی وضع استثناء کے لئے ہوئی ہے لیکن کبھی یہ صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔
- مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کی جنس کبھی ایک ہی ہوتی ہے اور کبھی جدا جدا

جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا زید اور قوم کے دیگر افراد ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔

جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا فَرَسًا ، فرسا اور قوم دونوں کی جنس الگ الگ ہے۔

- استثناء متصل کو استثناء تام اور استثناء مفرغ کو استثناء غیر تام بھی کہا جاتا ہے۔
- کلام موجب کو کلام مثبت اور کلام تام جبکہ کلام غیر موجب کو کلام منفی اور کلام غیر تام بھی کہا جاتا ہے۔
- غَيْرَ اور سِوٰى کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مجرور ہوتا ہے اور خود غَيْرَ اور سِوٰى اسم معرب ہیں، لہذا ان کا اعراب وہی ہوگا جو الا کے بعد مستثنیٰ کا ہوتا ہے۔ یعنی جن صورتوں میں مستثنیٰ الا کے بعد منصوب ہوتا ہے ان میں غَيْرَ اور سِوٰى منصوب ہونگے جن صورتوں میں مستثنیٰ کا اعراب بدل ہونے کی وجہ سے منصوب، مرفوع ہوتا ہے ان صورتوں میں غَيْرَ اور سِوٰى کا اعراب بھی ویسا ہی ہوگا۔

جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ غَيْرَ خَالِدٍ، مَاجَاءَ الْقَوْمُ غَيْرُ خَالِدٍ . غَيْرَ خَالِدٍ

- حَاشَا بعض کے نزدیک فعل ماضی اور بعض کے نزدیک حرف جار ہے لیکن حَاشَا کی ایک اور صورت بھی کلام عرب میں استعمال ہوتی ہے اس صورت میں حاشا اسم ہوتا ہے بمعنی تنزیہ اور اس کا مابعد لام جارہ کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے جیسے حَاشَا لِلّٰهِ یہ دراصل مفعول مطلق ہوتا ہے اور اس سے پہلے أُنَزِّهُ فعل محذوف ہے اس کا معنی ہوگا أُنَزِّهُ اللّٰهَ تَنْزِيْهًا
- لَيْسَ اور لَايَكُوْنُ افعال ناقصہ ہیں لہذا ان کے بعد مستثنیٰ افعال ناقصہ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ لَيْسَ خَالِدًا ، لَايَكُوْنُ خَالِدًا
- الا غیر عامل ہے یعنی اس کے مابعد پر اعراب ماقبل عامل کی وجہ سے آتا ہے۔
- لَاسِيَّمَا اور بَيْدَ کے کلمات بھی استثناء کے لئے آتے ہیں لَاسِيَّمَا مابعد کی ماقبل پر ترجیح کے لئے آتا ہے۔ جیسے : اِجْتَهَدَ التَّلَامِيْذُ لَاسِيَّمَا خَالِدٍ

بَيْدَ مستثنیٰ منقطع میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا مابعد منصوب ہوتا ہے۔ جیسے إِنَّهُ لَكَثِيْرُ الْمَالِ بَيْدَ أَنَّهُ بَخِيْلٌ، مذکورہ دونوں کلمات کے لئے شبہ استثناء کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے

تمت بالخیر

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

سردار احمد حسن سعیدی
سکمری تحصیل جنڈ ضلع اٹک

علم نحو کی تدوین

(ایک مختصر جائزہ)

چند ائمہ کا مختصر تعارف

مرتب

سردار احمد حسن سعیدی

علم نحو کی تدوین...... (ایک مختصر جائزہ)

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شار نعمتیں نازل فرمائیں بلاشبہ اس کی ہر نعمت بے مثال اور باعث شکر ہے لیکن ان تمام نعمتوں میں سے جو نعمت سب سے اعلیٰ اور باکمال ہے وہ علم وآگہی کی نعمت ہے یہ علم ہی ہے جس کی وجہ سے انسان اس کائنات میں امتیازی حیثیت کا مالک بنا اور عزت وتکریم کے اعزاز سے سرفراز ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ"

ہم نے اولاد آدم کو عزت وتکریم عطا فرمائی۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام علوم کا مرکز ومحور نبوت کا علم ہے اور علم نبوت قرآن وحدیث کے ذریعے ہم تک پہنچا، قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے اور ان سے بہت سے دینی، دنیوی، فقہی، روحانی، معاشرتی، معاشی، سماجی، سیاسی، سائنسی، ظاہری، باطنی، ارضی، سماوی، بحری، انفرادی، اجتماعی فوائد اور علوم اخذ کرنے کے لئے دیگر کئی علوم پر دسترس ضروری ہے۔

بالخصوص علوم عربیہ کی اہمیت تو مسلمہ ہے علوم عربیہ کی مختلف شاخیں ہیں جن میں سے ایک علم نحو بھی ہے اسلامی درسگاہوں میں قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم سے پہلے علم نحو کی تعلیم ضروری سمجھی جاتی ہے اور طلباء کو اس پر بہت محنت کرائی جاتی ہے، علم نحو کا مقام اور اس کی اہمیت کیا ہے، اس کا اندازہ درج ذیل اقوال سے بخوبی ہو جاتا ہے:

خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"تَعَلَّمُوا النَّحْوَ كَمَا تَعَلَّمُوْنَ الْفَرَائِضَ وَالسُّنَنَ"

تم نحو کا علم ایسے حاصل کرو جیسے تم فرائض اور سنتوں سے آگاہی حاصل کرتے ہو۔

علم نحو سے متعلق عمر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک قول بہت اہمیت کا حامل ہے فرماتے ہیں:

"اِعْرَابُ الْقُرْآنِ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ تَعَلُّمِ حُرُوْفِهٖ"

اعراب قرآن کا علم ہمیں اس کے حروف سیکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ مجاہدین کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

"وَاللّٰهِ لَخَطَئُكُمْ فِيْ كَلَامِكُمْ اَشَدُّ مِنْ خَطَئِكُمْ فِيْ رَمْيِكُمْ"

اللہ کی قسم تمہارا گفتگو میں اعرابی غلطی کرنا تیر اندازی میں غلطی کرنے سے بھی بڑی خطا ہے۔

بعض اقوال تو زبان زد عام ہے بالخصوص طلباء کرام کسی درسگاہ میں جاتے ہیں تو انہیں یہ جملے عموماً سننے کو ملتے ہیں مثال کے طور پر کہا جاتا ہے:

"اَلنَّحْوُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ"

گفتگو میں نحو کی وہی اہمیت ہے جو کھانے میں نمک کی ہے۔

اسی طرح ایک معروف قول ہے:

"اَلصَّرْفُ اُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوُ اَبُوْهَا"

صرف علوم عربیہ کی ماں اور نحو ان کا باپ ہے۔

حضرت ابو سختیانی رحمۃ اللہ علیہ علم نحو کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تَعَلَّمُوا النَّحْوَ فَاِنَّهٗ جَمَالٌ لِلْوَضِیْعِ وَتَرْکُهٗ هُجْنَةٌ لِلشَّرِیْفِ"

لوگو تم نحو کا علم حاصل کرو کیونکہ یہ کمتر شخص کو حسن و جمال بخشتا ہے اور اس کا نہ سیکھنا شریف آدمی کے لئے عیب ہے۔

علم نحو کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اس علم کو مدون کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ وہ عظیم لوگ کون ہیں جنہوں نے اس علم کے اصول و قواعد مرتب کئے اور اسے نفع بخش علم کا روپ دیا؟ صحیح تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اس علم کی تدوین اور ابتدائی ترتیب خلفاء راشدین کے دور میں ہوئی، اس کی تدوین میں جن محسنین امت نے اہم کردار ادا کیا ان میں سے مندرجہ ذیل تین ہستیوں کا نام زیادہ لیا جاتا ہے:

۱) خلیفہ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲) خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳) حضرت ابوالاسود دوئلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علم کی تدوین سے متعلق مختلف اقوال

۱) حضرت ابوالاسود دوئلی جو امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے با اعتماد اور قریبی رفقاء میں سے تھے ظاہر ہے دونوں کی ملاقات ایک عام سی بات تھی روایت کے مطابق ایک مرتبہ حضرت ابوالاسود دوئلی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر جھکائے کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے چہرے پر تفکر کے آثار نمایاں تھے، ابوالاسود دوئلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اس عالم میں دیکھا تو عرض کیا امیر

المومنین کیا مسئلہ ہے آپ کچھ فکر مند لگتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے آپ کوئی اہم بات سوچ رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تم بالکل صحیح سمجھ رہے ہو ایک اہم مسئلہ درپیش ہے اور اسی کے متعلق سوچ رہا ہوں دراصل میں نے ایک شخص کو غلط عربی بولتے ہوئے سنا ہے تو مجھے یہ فکر لاحق ہوگئی ہے کہ اگر عربی زبان کے تحفظ کے بارے میں کوئی لائحہ عمل نہ سوچا گیا تو آئندہ چل کر بہت سے اختلاف نمودار ہوں گے آپ نے فرمایا کہ میں عربی زبان سے متعلق ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتا ہوں جس میں عربی زبان کے قواعد وضوابط اور ضروری مسائل تحریر ہوں، تاکہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں اور عربی زبان بغیر غلطی کے بولنے پر قادر ہوسکیں اس ملاقات کے تین روز بعد حضرت ابوالاسود دوئلی دوبارہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امیر المومنین نے انہیں ایک کتابچہ عنایت فرمایا اس کے آغاز میں آپ نے لکھا تھا:

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْکَلَامُ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَا اَنْبَأَ عَنِ الْمُسَمّٰی وَالْفِعْلُ مَا اَنْبَأَ عَنْ حَرَکَۃِ الْمُسَمّٰی وَالْحَرْفُ مَا اَنْبَأَ عَنْ مَعْنًی لَیْسَ بِاِسْمٍ وَلَا فِعْلٍ".

اللہ نہایت مہربان بہت رحمت کرنے والے کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔ عربی کلام اسم، فعل اور حرف پر مشتمل ہوتا ہے اسم وہ ہے جو کسی پر دلالت کرے، فعل جو کسی کی کسی حرکت یا عمل پر دلالت کرے اور حرف وہ ہے جو ایسی معنی پر دال ہو جو نہ اسم سے اور نہ ہی فعل سے حاصل ہوتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابوالاسود کو فرمایا یہ ذمہ داری میں اب تمہیں سونپ رہا ہوں تم بالکل اسی انداز میں اس کام کو آگے بڑھاؤ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق حضرت ابوالاسود دوئلی نے بڑی محنت اور کوشش کے بعد علم نحو کی تدوین کا فریضہ سرانجام دیا۔

۲) امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں مملکت اسلامیہ کی سرحدیں بہت دور تک پھیل چکی تھیں، لاکھوں کی تعداد میں فارس اور دیگر عجمی علاقوں کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے جس کی وجہ سے کچھ مسائل بھی سامنے آرہے تھے، ان میں سے ایک اہم مسئلہ قرآن مجید کو صحیح اعراب کے ساتھ نہ پڑھنے کا تھا کیونکہ عجمی لوگ عربی زبان کی باریکیوں سے ناواقف تھے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور عربی زبان میں گفتگو کے دوران ان سے غلطیاں ہوجاتی تھیں اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش آیا ایک شخص نے آپ کے

سامنے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: "اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلِهٖ"
اس شخص نے لفظ رسول پر فتحہ کے بجائے کسرہ پڑھا جو معنی کے اعتبار سے شدید ترین غلطی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور پوچھا کہ یہ تم کیا پڑھ رہے ہو کیا اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے بیزار ہے معاذ اللہ، تو وہ شخص کہنے لگا میں مدینہ منورہ میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے آیا تھا مجھے ایک معلم نے ایسا ہی پڑھایا لہٰذا میں اس آیت کو یوں ہی پڑھتا رہتا ہوں اگر یہ غلط ہے تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عربی زبان کے اصول وقواعد کی تدوین کا خیال آیا اس مقصد کے لئے آپ نے حضرت ابوالاسود دوئلی کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ آپ عربی زبان کے اصول وقواعد مرتب کریں اس کے ساتھ ہی آپ نے ایک اہم حکم صادر فرمایا کہ آئندہ وہی شخص قرآن مجید کی تعلیم دینے کا اہل ہے جو عربی لغت کے اصول وضوابط سے خوب آگاہ ہو کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوالاسود دوئلی نے خلیفہ ثانی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے عطف اور اضافت سے متعلق بہت سے قواعد مرتب کئے۔

ایک روایت کے مطابق یہ واقعہ حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش آیا تھا آپ نے غلط آیت پڑھنے والے کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا یہ تو کفر ہے اس کے بعد آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"نَحَوْتُ اَنْ اَضَعَ مِیْزَانًا لِلْعَرَبِ لِیُقَوِّمُوْا بِهٖ لِسَانَهُمْ"

میں نے ارادہ کیا ہے کہ اہل عرب کے لئے ایسا ضابطہ اور قانون وضع کروں جس کی مدد سے وہ اپنی زبان (کلام) درست کریں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا:

"اِقْصِدْ نَحْوَهٗ" اس کی طرف توجہ دو۔

۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کا ہی ایک اور واقعہ علم نحو کے آغاز کا سبب بتایا جاتا ہے اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسی نے اپنی گفتگو کے دوران ایک جملہ کہا "اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَتَرَكَ لِیْ مَالا" لفظ مالا کی ادائیگی کے دوران اس نے امالہ کیا حالانکہ یہاں امالہ کرنے کی ضرورت نہ تھی اور لغوی اعتبار سے یہ غلطی تھی حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود عربی زبان وادب کے عالم تھے۔

اس غلطی پر سخت ناخوش ہوئے (یاد رہے کہ امالہ عربی زبان کے قواعد میں سے ایک معروف ضابطہ ہے فتحہ کی ادائیگی کے وقت اس کو کسرہ کی جانب اور الف کی ادائیگی کے وقت اسے یا کی طرف تھوڑا سا مائل کر کے پڑھنا امالہ کہلاتا ہے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے محسوس کیا کہ عربی زبان کو غلطیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کے اہم مسائل کو تحریر کرنا ضروری ہے تا کہ لوگ عربی زبان کے قواعد وضوابط سے آگاہ ہو جائیں بالخصوص عجمی لوگ جو عربی لغت کی باریکیوں سے واقف نہیں ہیں ان قواعد وضوابط کو سیکھنے کے بعد درست عربی بولنے پر قادر ہو جائیں چنانچہ اس واقعہ کے بعد آپ نے اضافت، انّ اور امالہ کے مسائل مرتب فرمائے۔

۴) اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں علم نحو کی تدوین کے حوالے سے کچھ معلومات ملتی ہیں ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ زیاد بن ابیہ نے حضرت ابوالاسود دوئلی کو مشورہ دیا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عربی زبان سے متعلق جو اصول وقواعد سیکھ رکھے ہیں ان تمام مسائل کو آپ احاطہ تحریر میں لائیں حضرت ابوالاسود نے اس پر آمادگی کا اظہار نہیں فرمایا، لیکن اتفاق کی بات ہے کہ ایک شخص کو انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سنا اس شخص نے تلاوت کے دوران کوئی ایسی غلطی کی جس سے اس آیت کے معنی ہی کچھ سے کچھ ہو گئے اس واقعہ کے بعد حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذہن اس طرف مائل ہوا چنانچہ آپ نے علم نحو کے ضروری مسائل املاء کرائے اس موقع پر آپ نے حرکات وسکنات کی علامتیں بھی وضع فرمائیں۔

۵) ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوالاسود دوئلی کے ایک ملازم نے جو غالباً نیا نیا مسلمان ہوا تھا عربی بولتے ہوئے کوئی اعرابی غلطی کی جسے سن کر آپ کے گھر والے ہنس پڑے جس پر حضرت ابوالاسود نے فرمایا اگر چہ یہ تو مسلم ہیں لیکن اب یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں یہ لوگ اسلام سے بڑی محبت رکھتے ہیں ہمیں اسلام اور عربی زبان سیکھنے میں ان کی مدد کرنا چاہئے لہذا عربی زبان کے قواعد وضوابط اگر مرتب کر دیے جائیں تو اس سے یہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں گے کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر حضرت ابوالاسود نے فاعل اور مفعول سے متعلق بہت سے ضروری مسائل اکٹھے کر کے علم نحو کا ایک اہم باب مرتب کیا۔

علاوہ ازیں اسی سلسلے میں دیگر کچھ روایات بھی ہیں جن سے علم نحو کی تدوین کا پتا چلتا ہے مثلا

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوالاسود کے بیٹے نے کوئی جملہ ایسا بولا جو قواعد کی رو سے غلط تھا دوسری روایت کے مطابق آپ کی بیٹی نے کسی شی ء پر اظہار تعجب کرتے ہوئے ایک جملہ بولا جو قواعد کے مطابق درست نہیں تھا اس غلطی پر حضرت ابوالاسود نے انہیں تنبیہ کی اور پھر علم نحو کے کچھ مسائل مرتب کئے بہر حال اس سلسلے میں جتنی روایات ملتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں ہی عربی لغت کے اصول وقواعد کو مرتب کرنے کا انتظام کرلیا گیا تھا اور بلا مبالغہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس علم کی تدوین وترتیب میں سب سے اہم کردار حضرت ابوالاسود دوئلی کا ہے اور وہی اس علم کے مدون اور بانی کہے جاسکتے ہیں۔

اس ابتدائی دور میں علم نحو کے جو مسائل مرتب کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱) اضافت کے قواعد وضوابط	۲) عطف کے قواعد وضوابط
۳) فاعل کے قواعد وضوابط	۴) مفعول کے قواعد وضوابط
۵) کلام، کلمہ، اسم، فعل، حرف کے قواعد وضوابط	۶) اسم ظاہر کے قواعد وضوابط
۷) اسم مضمر کے قواعد وضوابط	۸) حروف مشبہ بالفعل کے قواعد وضوابط
۹) فعل تعجب کے قواعد وضوابط	۱۰) استفہام کے قواعد ضوابط
۱۱) استثناء کے قواعد وضوابط	۱۲ حرکات وسکنات کی علامتیں

یہ حتمی بات نہیں ہے امکان یہی ہے کہ اس سے بھی زائد مسائل نحو یہ اس ابتدائی دور میں مرتب ہو چکے تھے اور پھر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا علم نحو کی تعلیم عام ہوئی تو علم نحو بھی ترقی کرتا چلا گیا یہاں تک وہ اپنی انتہاؤں کو چھونے لگا بڑے بڑے ماہرین فن سامنے آئے، امام سیبویہ، امام مبرد، امام خلیل، میر سید شریف جیسے ائمہ نحو پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اس علم کی بہت خدمت کی یہ تمام لوگ ہمارے محسن ہیں اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو آئندہ دور میں ایسے مسائل پیدا ہونے کا خدشہ تھا جن کو حل کرنا شاید مشکل ہو جاتا کیونکہ اس دور میں عربی زبان کے متعلق دو طرح کے مسائل سامنے آرہے تھے ایک تو لاکھوں کی تعداد میں عجمی لوگ عرب علاقوں میں رہائش پذیر ہو چکے تھے جس سے ایک مخلوط معاشرہ تشکیل پارہا تھا اس سے عربی زبان وادب کے لئے خطرات پیدا ہو گئے تھے کیونکہ عجمی لوگ عربی زبان کے قواعد وضوابط اور اس کی باریکیوں سے آگاہ نہیں تھے اس لئے عربی زبان بولتے ہوئے ان سے غلطیاں ہوتی تھیں دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ اہل عرب کی نئی نسل نے بھی اس مخلوط معاشرے کی وجہ سے عربی زبان میں

غلطیاں کرنا شروع کردیں بہرحال عربی زبان میں بگاڑ کے خطرے کے پیش نظر عربی زبان کی تدوین کا یہ اہم فیصلہ ہوا یقیناً یہ بہت ہی اہم ترین فیصلہ تھا۔ اگر یہ اہم فیصلہ نہ ہوتا اور علم نحو کی تدوین نہ ہوتی تو آج ہم عجم کے رہنے والے قرآن مجید کی صحیح تلاوت کرنے سے بھی قاصر ہوتے اللہ تعالیٰ ان تمام محسنین امت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

"علم نحو کے مرتب ہونے کی سب سے اہم وجہ"

قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت، الفاظ اور معانی کے اعتبار سے یکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کلام کو نازل فرمایا تو اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"

عربی زبان کے اصول و قواعد کے متعلق جتنے اسباب کتب تاریخ میں نظر آتے ہیں وہ درحقیقت ایک بہانہ ہیں حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ابتدائی دور کے مسلمانوں کے ذہنوں میں علم نحو کو مرتب کرنے اور اس کی تدوین کا احساس ڈال دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے الفاظ اور اس کے معانی کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا، یہی وجہ ہے کہ خلفاء راشدین نے قرآن مجید کی تدوین و جمع پر خصوصی توجہ کی جس کی بناء اسی دور میں قرآن مجید کا مکمل اور صحیح ترین نسخہ تمام عالم اسلام میں عام کردیا گیا اس کے ساتھ علم نحو کے مدوین اور اعراب قرآن کی صحت پر، بہت محنت کی گئی اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوا آج الحمد للہ قرآن مجید محفوظ ہے اس کا ایک ایک حرف اس کی حرکات و سکنات اور اس کے اعراب بھی محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس عنایت پر ہم اس کے بے حد شکر گذار ہیں۔

علم نحو کی وجہ تسمیہ:

علم نحو کی وجہ تسمیہ سے متعلق بھی روایات مختلف ہیں تمام روایات کو ترتیب سے بیان کیا جا رہا ہے:

۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت ابوالاسود کو علم نحو مرتب کرنے کی ہدایت فرمائی اور اس کے ساتھ ہی علم نحو کی ترتیب و تقسیم کے بارے میں راہنمائی فرمائی تو آخر میں انہیں فرمایا: "انح علی هذا النحو" (اسی طریقے پر آگے چلتے رہو۔) اس جملے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نحو کا لفظ استعمال کیا جس کی وجہ سے اس نئے مرتب کردہ علم کا نام علم نحو مشہور ہوگیا۔

۲) کہا جاتا ہے کہ جب حضرت ابوالاسود نے علم نحو کے بہت سے مسائل کو تحریری

صورت میں اکٹھا کیا اور وہ کتابچہ لوگوں کے سامنے لائے تو انہیں فرمایا: "انحوہ انحوہ " (یعنی اس طریقے پر چلتے رہو) اس جملے میں نحو کا لفظ استعمال ہوا تھا بہذا لوگوں نے اس نئے علم کا نام نحو رکھ دیا۔

۳) حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالی عنہ نے جب امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہدایت پر علم نحو کے بہت سے قواعد مرتب کر لئے تو ان کو لے کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے عربی زبان کے قواعد کو مرتب حالت میں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور ان کو فرمایا: "مَا اَحْسَنَ هٰذَا النَّحْوَ فَلْاَ نَحَوْتْ" (یہ کیسا اچھا قصد ہے جس کا میں نے ارادہ کیا) آپ کی مبارک زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے تو اس نئے علم کو ایک خوبصورت نام مل گیا لوگوں نے اس علم کو نحو کہنا شروع کر دیا اور پھر یہی نام معروف ہو گیا۔

بہر حال یہ تمام باتیں قیاسی ہیں ممکن ہے ان میں سے ہی کوئی ایک وجہ علم نحو کی وجہ تسمیہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کسی اور وجہ سے اس علم کا نام نحو رکھا گیا ہو۔ "واللہ اعلم بالصواب"۔

سردار احمد حسن سعیدی

چند ائمہ کا مختصر تعارف

حضرت ابوالاسود دئلی:

ان کا شمار علم نحو کے بانیوں میں ہوتا ہے علم نحو کے ابتدائی قواعد انہوں نے ہی مرتب کئے معروف تابعی ہیں بعض لوگوں نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں خلفاء راشدین کے زمانے میں آپ مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آپ بصرہ کے گورنر بھی رہے، فقہ اور نحو میں آپ کو بلند رتبہ حاصل ہے آپ شاعر تھے اور بلا کے حاضر جواب تھے آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے استاذ ہیں۔

حضرت ابوالاسود دئلی کے مشہور شاگردوں میں عنبۃ الفیل، میمون الاقرن، نصر بن عاصم، عبدالرحمٰن بن ہرمز اور یحییٰ بن یعمر، بہت معروف ہیں۔

69 ہجری کو مرض طاعون میں آپ کا وصال ہوا بوقت وصال آپ کی عمر 58 سال تھی۔

علامہ سیبویہ:

آپ کا نام عمر بن عثمان کنیت ابو بشر اور لقب سیبویہ ہے آپ بہت خوبصورت اور حسین وجمیل تھے آپ کی رنگت سیب جیسی سرخ تھی اسی مناسبت سے آپ کو سیبویہ کہا جاتا تھا۔ علامہ سیبویہ بیضاد (فارس) کے مقام پر پیدا ہوئے بصرہ میں تعلیم حاصل کی اور اسی شہر میں آپ نے علم نحو کی بلندیوں کو چھوا آپ نے خلیل بن احمد، عیسیٰ بن عمر اور اخفش اکبر جیسے عظیم نحویوں سے فیض حاصل کیا، کتاب سیبویہ جیسی معرکۃ الآراء اور شہرہ آفاق کتاب آپ کی تصنیف ہے اسے نحو کی سب سے عظیم کتاب تصور کیا جاتا ہے بعض لوگوں نے اسے کتب نحو کا امام کہا ہے، علامہ مازنی نے کیا خوب فرمایا کہ کتاب سیبویہ کے بعد کوئی اور کتاب لکھنا بے فائدہ ہے، دوسری صدی ہجری کے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔

علامہ مبرد:

ابوالعباس محمد بن یزید ازدی 3 ذوالحج 210 ہجری کو پیدا ہوئے تاریخ میں آپ مبرد کے لقب سے مشہور ہوئے نہایت فصیح وبلیغ اور حیرت انگیز قوت حافظہ کے مالک تھے، آپ نے علامہ مازنی، علامہ سجستانی اور ابو عمر جرمی جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، علم نحو کے حوالے سے آپ نے شہرت پائی

اور امام النحو کہلائے، قاضی اسماعیل نے کہا کہ مبرد جیسا کوئی عالم نہیں وہ علم نحو میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔
علامہ نفطویہ، علامہ صولی، علامہ طوساری اور علامہ زجاج جیسے عظیم لوگ آپ کے شاگرد ہیں
آپ کی تصانیف میں الرد علی السیبویہ، طبقات النحویین البصریین اور کامل معروف ہیں۔ 285 ہجری کو مشہور عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے دورِ حکومت میں آپ کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ حضرت امام ابو یوسف نے پڑھائی۔

علامہ اخفش:

ابو الحسن کی کنیت رکھنے والے علامہ اخفش کا نام سعید بن مسعدہ ہے لیکن آپ اخفش کے نام سے مشہور ہیں علم نحو میں آپ کو بہت بلند مقام دیا جاتا ہے ابو العباس ثعلب روایت کرتے ہیں کہ امام فرا ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے تو انہیں دیکھ کر علامہ اخفش نے کہا "لغت کے سردار آ رہے ہیں"۔ امام فرا نے جواب دیا کہ "اخفش کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا کیسے سردار ہو سکتا ہے"۔
اخفش نے ساری زندگی علم کی خدمت کی خصوصاً نحو میں آپ کو بہت مہارت حاصل تھی۔
کتاب سیبویہ پڑھانے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا علامہ مازنی، علامہ جرمی اور علامہ کسائی جیسے ائمہ نحو نے خاص طور پر آپ سے کتاب سیبویہ پڑھی۔ آپ کے اساتذہ میں امام مبرد، امام ثعلب اور علامہ یزیدی کا نام آتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں کتاب الاوسط، کتاب معانی، کتاب اشتقاق، کتاب عروض، کتاب قوافی، کتاب الملوک، کتاب الاصوات وغیرہ شامل ہیں۔
315 ہجری میں علامہ اخفش کا انتقال ہوا۔

علامہ خلیل:

خلیل بن احمد بصری 100 ہجری کو پیدا ہوئے انتہائی متقی، پرہیزگار، ذہین حلیم الطبع انسان تھے علم نحو میں آپ کو مجتہد کا درجہ حاصل تھا، علامہ خلیل کو ایک اور منفرد مقام حاصل ہے کہ آپ علم عروض کے موجد ہیں، حضرت سفیان نے آپ کو سونے کا آدمی قرار دیا ہے وہ کہا کرتے تھے "جو سونے اور کستوری سے بنے ہوئے شخص کو دیکھنا چاہے وہ علامہ خلیل کو دیکھ لے یعنی آپ بہت قیمتی انسان تھے"۔
آپ غریب ہونے کے باوجود بہت خوددار انسان تھے۔
آپ کے معروف شاگردوں میں علامہ سیبویہ، ابو سعید اصمعی اور نضر بن شمیل کا نام معروف ہے، آپ نے چند کتابیں بھی تحریر کی ہیں جن میں سے کتاب العین، کتاب النغم، الجمل، العروض، الشواہد اور النقط انتہائی مستند اور قابل قدر ہیں۔ علامہ خلیل کا وصال 170 ہجری کے اریب قریب ہوا۔

علامہ مازنی:

آپ کا نام عثمان بن بکر کنیت ابوعثمان جبکہ عرفی نام مازنی تھا، علم نحو میں امام العصر تھے نہایت متقی، پرہیزگار اور بلند رتبہ تھے آپ کا شماران ائمہ نحو میں ہوتا ہے جو علم نحو میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ علم فقہ پر بھی عبور رکھتے تھے، علامہ مازنی دیگر ائمہ نحو سے ایک اعتبار سے منفرد بھی ہیں اور وہ یہ کہ آپ علم صرف کے بانی ہیں آپ سے پہلے علم صرف کی کوئی الگ پہچان نہیں تھی بلکہ علم صرف علم نحو کا ہی حصہ تھا آپ نے علم صرف کو نحو سے الگ کر کے اس کی باقاعدہ تدوین کی اور اسے علیحدہ شناخت اور نام دیا آپ نے علامہ اصمعی اور امام اخفش جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، علم نحو میں آپ کے بلند مقام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مشہور نحوی امام مبرد آپ کے شاگرد ہیں، علل النحو، الف واللام اور التصریف الدیباج آپ کے نوک قلم کا شاہکار ہیں۔ 249 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

علامہ کسائی:

ابوالحسن بن حمزہ اسدی تاریخ میں کسائی کے نام سے معروف ہیں کمبل کی نسبت آپ کا یہ لقب مشہور ہوا، امام کسائی فن قرات، لغت اور نحو میں دسترس رکھتے تھے، آپ نے علامہ معاذ ہرا اور علامہ ابی جعفر رواسی سے علم نحو پڑھا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ اس فن میں اپنے استاذ کے ہم پلہ ہو گئے علاوہ ازیں مشہور نحوی امام علامہ خلیل سے بھی آپ نے اکتساب کیا علامہ کسائی کے علمی مرتبے کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ امام شافعی نے فرمایا تھا "جو نحو سیکھنا چاہتا ہے وہ علامہ کسائی کی اولاد سے سیکھے کیونکہ ان کا خاندان علم نحو میں خاص مہارت رکھتا ہے"۔ علامہ خلیل نحوی کے انتقال کے بعد آپ ان کی مسند پر بیٹھے اور ایک عرصہ تک نحو کی خدمت سرانجام دیتے رہے، علامہ کسائی نے مختصر فی النحو اور کتاب المصادر کے نام سے دو اہم کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

182 یا 189 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

امام فرا:

ابوزکریا یحیٰ 144 ہجری میں پیدا ہوئے کوفہ کے بلند رتبہ علماء میں تھے مال دار ہونے کی وجہ سے آپ کو فرا کہا جاتا ہے جبکہ علمی مرتبہ میں آپ کو امیر المومنین کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ علامہ ثعلب نحوی کے بقول امام فرا نے عربی زبان کو صاف اور منظم کیا علامہ فرا کے دور میں مسائل نحو یہ سے متعلق آپ کی بات کو حتمی تصور کیا جاتا تھا، عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں آپ کو بہت بلند مقام

حاصل تھا خود مامون الرشید کا قدردان تھا مامون الرشید نے آپ کو سرکاری طور پر کتابیں لکھنے پر مامور کیا تھا۔

تفسیر قرآن، تفسیر سورۃ فاتحہ، کتاب اللغات، کتاب المصادر، کتاب الجمع والتثنیہ، کتاب الحدود، کتاب معانی آپ کی اہم ترین کتب ہیں۔

آپ کا انتقال 207 ہجری 63 سال کی عمر میں ہوا۔

علامہ یونس بصری:

علامہ یونس ابن حبیب بصری پہلی صدی ہجری میں 90 ہجری کی دہائی کے اریب قریب پیدا ہوئے آپ نے مشہور نحوی علامہ ابو عمرو بن العلاء سے تربیت پائی اور پھر ساری زندگی علم کی خدمت میں گذار دی حتی کہ آپ نے نکاح بھی نہیں کیا اور نہ تعلیم و تعلم کے علاوہ کسی دوسرے کام کی طرف توجہ دی علم نحو میں وہ کسی دوسرے کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ خود مسائل نحویہ کا استخراج کرتے تھے۔

انتہائی قابل اور باصلاحیت تھے عوام الناس میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، معروف نحاۃ علامہ سیبویہ، علامہ کسائی اور علامہ فراء آپ کے انتہائی قابل قدر شاگرد تھے، آپ کی مشہور تصانیف میں کتاب النوادر الصغیر، کتاب معانی القرآن، کتاب اللغات اور کتاب الامثال شامل ہیں علامہ یونس کا وصال 183 کو ہارون الرشید کے دور میں ہوا آپ نے تقریباً سو سال عمر پائی۔

علامہ ابن حاجب:

آپ کا نام جمال الدین اور لقب ابن حاجب ہے آپ کے والد امیر الدین صلاحی کے حاجب تھے آپ مقام اسنا میں 570 ہجری کو پیدا ہوئے معروف ائمہ نحو میں آپ کا شمار ہوتا ہے، علم نحو میں آپ نے بہت معتبر کام کیا ہے کافیہ جیسی عظیم کتاب آپ کی ہی تصنیف ہے کافیہ کے علاوہ آپ نے شافیہ، ایضاح شرح مفصل، شرح کافیہ، شرح شافیہ اور امالی جیسی انتہائی کارآمد کتابیں لکھیں۔

26 شوال 646 ہجری کو 76 سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار مصر کے مشہور شہر اسکندریہ میں واقع ہے۔

علامہ جامی:

علامہ عبدالرحمٰن بن شمس الدین اصفہانی 817 ہجری کو پیدا ہوئے۔ جامی کے تخلص سے شہرت حاصل کی، برصغیر میں جن علماء نحو کو بہت زیادہ عزت و احترام حاصل ہے ان میں علامہ جامی کا نام نمایاں

ہے۔ علامہ جامی نے مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی آپ جید عالم مستند نحوی اور اپنے دور کے بہترین شاعر تھے حضور علیہ السلام سے آپ کی والہانہ محبت کا اظہار آپ کی شاعری میں جابجا نظر آتا ہے، علامہ جامی نے کئی کتب تصنیف فرمائی لیکن کافیہ کی شرح، شرح جامی آپ کی معروف ترین تصنیف ہے، ایسی بے مثال کتاب شاید ہی کوئی اور ہو یہی وجہ ہے کہ تمام مدارس اسلامیہ میں شرح جامی پڑھانے کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ محرم 898 ہجری میں آپ کا وصال ہوا آپ افغانستان کے مشہور شہر ہرات میں مدفون ہیں۔

علامہ میر سید شریف الجرجانی:

آٹھویں صدی ہجری کے معروف ترین شخصیات میں سے ہیں آپ کا نام علی بن محمد بن علی ہے کنیت ابوالحسن نسبت جرجانی اور لقب سید شریف ہے آپ ۷۴۰ھ / ۱۳۳۹ء کو ایران کے صوبے استر آباد کا ہی قدیم نام گرگان ہے جسے عربی تلفظ کے ساتھ جرجان پڑھا جاتا ہے جرجان کو قدیم تاریخ میں ورقانا اور ھرقانیا بھی کہا جاتا ہے۔

میر سید شریف ابتائی تعلیم کہاں کہاں حاصل کی اس کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہیں ملتیں تاہم آپ ۷۶۶ھ کو قطب الدین محمد الرازی التحتانی سے علم حاصل کرنے افغانستان کے مشہور شہر ہرات پہنچے، علامہ رازی اس وقت انتہائی ضعیف ہو چکے تھے لہذا انہوں نے علامہ جرجانی کو مشورہ دیا کہ آپ ان کے شاگرد مبارک شاہ کے پاس مصر چلے جائیں لیکن وہ ہرات میں ہی ٹھہرے رہے۔
۷۷۰ھ کو علامہ جرجانی کرمان پہنچے تا کہ علامہ اقصرائی سے تعلیم حاصل کریں لیکن ان کے وصال کر جانے کی وجہ سے آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی بعد میں آپ نے علامہ محمد القناوی کی شاگردی اختیار کی اور انہی کے ساتھ آپ مصر پہنچے جہاں آپ نے تقریباً چار سال قیام کیا اور علامہ مبارک شاہ اور علامہ اکمل الدین محمد بن محمود سے کسب فیض کیا علامہ مبارک شاہ آپ کی بے صلاحیتوں کی وجہ آپ کو اپنے شاگردوں میں سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے، ۷۷۶ھ میں علامہ جرجانی نے قسطنطنیہ کا سفر کیا وہاں سے آپ شیراز چلے آئے۔
۷۷۹ھ میں علامہ جرجانی نے سلطان شجاع الدین بن مظفر سے ملاقات کی سلطان جب آپ کی علمی صلاحیتوں سے آگاہ ہوا تو اس نے آپ کو شیراز کے مدرسہ دار الشفاء میں معلم مقرر کر دیا آپ تقریباً دس سال تک وہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، مشہور فاتح تیمور لنگ نے جب شیراز کو فتح کیا تو آپ سمرقند لے گیا، سمرقند میں ہی تیمور کے دربار میں علامہ میر سید شریف جرجانی اور علامہ سعد الدین

تفتازانی سے کئی مسائل پر معرکۃ الاراء بحثیں ہوئیں تیمور کی وفات کے بعد آپ واپس شیراز تشریف لے آئے، میر سید شریف ذہانت وفطانت میں یکتا تھے۔

علامہ بدر الدین عینی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سید جرجانی عالم الشرق اور علامۃ الدھر تھے فصاحت وبلاغت اور حسن عبارت کے ساتھ فن مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے ان کی علمی اور تدریسی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی تھی آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت کثیر ہے آپ نے تقریباً مختلف علوم وفنون پر پچاس سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں آپ کی تمام کتابیں علم وتحقیق کا شاہکار ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ آپ کی کتابوں میں سے سب سے زیادہ شہرت کتاب نحو میر کو حاصل ہوئی۔

۸۱۶ھ / ۱۴۱۳ء کو شیراز میں آپ کا وصال ہوا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے علمی کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

نحو میر پر ایک نظر

لفظ مستعمل کی دو قسمیں: مفرد مرکب
مفرد کی تین قسمیں ہیں: اسم فعل حرف باقی
مرکب کی دو قسمیں ہیں: مرکب مفید مرکب غیر مفید
مرکب مفید کی دو قسمیں ہیں: جملہ خبریہ جملہ انشائیہ
جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: جملہ اسمیہ جملہ فعلیہ

جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں: امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی، عقود، ندا، عرض، قسم، تعجب
مرکب غیر مفید کی تین قسمیں ہیں: مرکب اضافی، مرکب بنائی، مرکب منعی
تعداد کلمات کے اعتبار سے مرکب کی دو قسمیں ہیں:
مرکب دو کلموں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مرکب دو سے زائد کلمات پر مشتمل ہوتا ہے۔

علامات اسم گیارہ ہیں: کلمہ پر ال کا دخول، حرف جار کا دخول، کلمہ کے آخر میں تنوین کا آنا
کلمہ کا مسند الیہ ہونا، مضاف ہونا، مصغر ہونا، منسوب ہونا، تثنیہ ہونا، جمع ہونا
موصوف ہونا، کلمہ کے آخر میں تائے متحرکہ کا لاحق ہونا
علامات فعل آٹھ ہیں: کلمہ کے شروع میں قد کا آنا، سین کا آنا، سوف کا آنا، حرف جزم کا آنا، کلمہ کے
ساتھ ضمیر مرفوع کا متصل ہونا، تائے ساکنہ کا متصل ہونا، کلمہ کا امر ہونا، نہی کا ہونا
علامت حرف: کلمہ کا اسم اور فعل کی علامت سے خالی ہونا۔

کلمات عرب کی دو قسمیں ہیں: معرب مبنی
مبنی کی اقسام: تمام حروف، فعل ماضی، فعل امر حاضر معروف، فعل مضارع کے وہ صیغے جن کے
ساتھ جمع مونث یا تاکید کا نون لاحق ہو، اسم غیر متمکن
اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں: مضمرات، اسماء اشارات، اسماء موصولہ، اسماء افعال، اسماء ظروف
جن کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو، اسماء کنایات، اسماء اصوات، مرکب بنائی

تعین وعدم تعین کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: اسم معرفہ اسم نکرہ
اسم معرفہ کی سات قسمیں ہیں: مضمرات، اسماء اشارات، اسماء موصولہ، اعلام، منادی،
معرفہ بال، مضاف الی معرفہ

نوع کے اعتبار سے اسم کی اقسام: مذکر مونث

مونث کی اقسام: مونث حقیقی مونث لفظی
علامات تانیث: تائے ملفوظ، تائے مقدرہ، الف مقصورہ، الف ممدودہ
تعداد افراد کے اعتبار سے اسم کی اقسام: واحد، تثنیہ، جمع
جمع کی اقسام: جمع تکسیر جمع تصحیح
جمع تصحیح کی اقسام: جمع مذکر سالم جمع مونث سالم
جمع تکسیر کی اقسام: جمع قلت جمع کثرت

اسم متمکن کی وجوہ اعراب کے اعتبار سے سولہ قسمیں:
مفرد منصرف صحیح، مفرد منصرف جاری مجری صحیح، جمع مکسر، جمع مونث سالم، غیر منصرف، اسماء ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم، مثنی، کلا کلتا، اثنان اثنتان، جمع مذکر سالم، اولو، عشرون تا تسعون، اسم مقصور، غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء متکلم، اسم منقوص، جمع مذکر سالم مضاف الی یاء متکلم، غیر منصرف کے اسباب ، عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل، الف و نون زائدتان۔

اعراب مضارع تین ہیں: رفع، نصب، جزم
فعل مضارع کی وجوہ اعراب کے اعتبار سے اقسام:
صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع و نونہائے اعرابی، معتل واوی، معتل الفی، صحیح یا معتل مع ضمائر بارزہ و نونہائے اعرابی

عوامل کی دو قسمیں: عوامل لفظیہ عوامل معنویہ
عوامل لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: حروف عاملہ، افعال عاملہ، اسماء عاملہ
حروف عاملہ کی اقسام: وہ حروف جو اسم میں عمل کرتے ہیں...... وہ حروف جو فعل میں عمل کرتے ہیں

اسم میں عمل کرنے والے حروف عاملہ:
حروف جارہ، حروف مشبہ بالفعل، ما و لا مشابہ بلیس، لائے نفی جنس، حروف ندا
فعل میں عمل کرنے والے حروف: حروف نواصب، حروف جوازم

افعال عاملہ کی دو قسمیں ہیں: افعال متصرفہ، افعال جامدہ
افعال متصرفہ کی اقسام : معروف، مجہول، لازم، متعدی
فعل متعدی کی اقسام: متعدی بیک مفعول، متعدی بدو مفعول، متعدی بسہ مفعول، افعال قلوب
افعال جامدہ کی اقسام: افعال ناقصہ، افعال مقاربہ، افعال مدح و ذم، افعال تعجب
اسماء عاملہ کی اقسام: اسماء شرطیہ، اسماء افعال بمعنی فعل ماضی، اسماء افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر، اسم مضاف، اسم تام،

اسماء کنایہ

عوامل معنویہ دو ہیں: ابتداء، تجرد

توابع کی اقسام: صفت، تاکید، بدل، عطف نسق، عطف بیان

صفت کی دو قسمیں ہیں: صفت حقیقی، صفت سببی

تاکید کی دو قسمیں ہیں: تاکید لفظی، تاکید معنوی

بدل کی چار اقسام ہیں: بدل الکل، بدل البعض، بدل الاشتمال، بدل الغلط

اسم کی دو قسمیں ہیں: منصرف غیر منصرف

حروف غیر عاملہ کی اقسام: حروف تنبیہ، حروف ایجاب، حروف تفسیر، حروف مصدریہ، حروف تحضیض، حروف توقع، حروف استفہام، حروف ردع، تنوین، نون تاکید، حروف زیادت، حروف شرط، لولا، لام مفتوحہ، ما بمعنی مادام، حروف عاطفہ

مستثنیٰ کی اقسام: مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منقطع، مستثنیٰ مفرغ



مولانا سردار احمد حسن سعیدی زید مجدہٗ ایک جواں عمر اور جواں عزم فاضل مدرس ہیں ان کے مزاج میں تجسس ہے ہر چیز کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی خواہش، اسی طبعی اور فطری خصلت کی بناء پر وہ حالات حاضرہ کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں، مطالعہ کے رسیا ہیں، مزاج میں اختراع ہے، تنوع ہے، انداز تدریس میں تقلید جامد کے بجائے اختراع (innovation) تجدد اور نئے انداز اپنانے اور تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(مفتی منیب الرحمٰن ہزاروی)

محترم مولانا محمد سردار احمد حسن سعیدی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی نوجوان فضلاء میں ایک ممتاز علمی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں، مولانا موصوف نہ صرف ابھرتے ہوئے صاحب قلم ہیں بلکہ منصب تدریس پر فائز رہتے ہوئے ابلاغ علم کو صرف مخاطب تلامذہ تک محدود کرنے کی فکر کے حامل نہیں بلکہ فیضان علم کو چہار سو پھیلانے کے جذبہ سے معمور بھی ہیں چنانچہ اسی جذبہ کے تحت درس نظامی کے بنیادی فن علم نحو کی ایک انتہائی اہم اور اساسی کتاب نحو میر کو نہ صرف اردو زبان میں ڈھالا ہے بلکہ تشریحی انداز میں ایک بہترین شرح کا اضافہ بھی کیا ہے۔

(ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی)

فاضل نوجوان مولانا سردار احمد حسن سعیدی سلمہ اللہ تعالیٰ، مایۂ ناز مدرس اور میدانِ تحقیق کے ابھرتے ہوئے شہسوار ہیں۔ دورانِ تعلیم ہی ان کا مزاج جدت پسندی اور تحقیق کی طرف مائل تھا جب بھی دوستوں کے درمیان کسی مسئلہ پر بحث ہوتی تو موصوف فوراً اس کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتے اور تحقیقی جواب پیش کرتے۔

(محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی)

مولانا سردار احمد حسن سعیدی جواں عزم اور جہاں دیدہ مدرس ہیں اپنی افتادِ طبع کے اعتبار سے حریتِ فکر و عمل کے خوگر ہیں مگر اس کے باوجود تدریس و تنظیم کے کٹھن مراحل کو بطریق احسن انجام دے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی فضاؤں میں پروان چڑھنے والے اُن چند یگانہ روزگار نوجوان علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے جن پر جامعہ نظامیہ کے اساتذہ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

(حافظ محمد اسحاق ظفر)